

اذکارِ مسنونہ

www.paknovels.com

ترجمہ و حواشی:

مولانا خلیل احمد حامدی

تصنیف:
حافظ ابن قیم

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

لاہور

اذکار سنونہ

تالیف : امام ابن القیمؒ

ترجمہ و حواشی : خلیل احمد حامدی



اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای۔ شاہ عالم مارکٹ - لاہور (پاکستان)

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

منہا

طابع —: اشفاق مرزا مینجنگ ڈاء کٹر

ناشر —: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۱-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور

مطبع —: الشہد الاپریٹرز لاہور

اشاعت : —

۷۱۰۰ پہلی تاچو تھی جون ۱۹۶۱ء تا مئی ۱۹۷۰ء

۱۰۰۰ پانچویں اگست ۱۹۷۴ء

۱۰۰۰ چھٹی جون ۱۹۷۶ء

منہا

قیمت — اعلیٰ ایڈیشن — ۱۰/- روپے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرضِ ناشر

’اذکارِ مسنونہ‘ کا یہ نیا ایڈیشن پیشِ خدمت ہے۔ اس کے پہلے ایڈیشن جن تیزی سے فروخت ہوئے ہیں اور مکتوبوں کا تحفہ لیے گئے ہیں، اس سے کتاب کی مقبولیت اور افادیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے ہم آفسٹ کی حسین کتابت و طباعت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں تاکہ معنوی خوبیوں کے ساتھ اس کا ظاہری حسن بھی ہم آہنگ ہو۔

اس کتاب کے متعلق کچھ کہنا تحصیلِ حاصل ہے۔ اس کے مؤلف تاریخِ اسلام کی نامور شخصیت علامہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا نام ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ کتاب مستند بھی ہے اور بلند پایہ بھی۔ اس کے مترجم مولانا خلیل احمد حامدی صاحب اب تعارف کے محتاج نہیں۔ علومِ اسلامی کے شائقین میں آپ کی شخصیت معروف ہے۔ تعلق باللہ کی استواری اور اصلاحِ اعمال کے لیے اس کتاب کی حیثیتِ مسلم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس ایڈیشن کو بھی وہی قبولیتِ عام حاصل ہوگی جو اس کے پہلے ایڈیشنوں کو حاصل ہو چکی ہے۔

نیا زمندا :

اشفاق مرزا میمن گڈائز کٹر
اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

لاہور

۱۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فہرست مضامین

۹

پیش لفظ

باب اول — مناجات

۱۷

صبح و شام کے اذکار

۲۱

سید الاستغفار

۳۰

سوتے وقت کی دعائیں

۴۷

بیداری کے اذکار

۴۹

بے خوابی کے اذکار

۵۲

پسندیدہ یا ناگوار خواب دیکھنے کے اذکار

باب دوم — حسن عبادت

۵۷

بیت الخلاء میں آمد و رفت کے اذکار

۶۰

وضو کے اذکار

۶۵

اثنائے اذان اور اذان کے بعد کے اذکار

۷۱

اقامت کا جواب

۷۱

افتتاح نماز کے اذکار

۸۰

رکوع و سجود کے اذکار

۸۴

تشہد کا بیان

- ۹۰ درود اور سلام کا بیان
- ۹۶ تشہید کے بعد کے اذکار
- ۱۰۱ سلام کے بعد کے اذکار
- ۱۰۹ شیطان کو دفع کرنے کے اذکار
- ۱۱۲ انگلیوں پر جگنے کا بیان
- ۱۱۳ ذکر مضاعت
- ۱۱۵ اللہ کے محبوب ترین کلمے
- ۱۱۹ نماز جنازہ کی دعا
- باب سوم — تراویح
- ۱۳۵ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں
- ۱۳۶ گھر سے نکلنے کے اذکار
- ۱۳۸ گھر میں داخل ہونے کے اذکار
- ۱۳۹ بازار میں داخل ہوتے وقت
- ۱۴۱ زیارت قبور کی دعائیں
- ۱۴۲ حمام میں داخل ہوتے وقت
- ۱۴۳ سفر پر روانگی کے اذکار
- ۱۴۶ سوار ہونے کی دعائیں
- ۱۵۱ سفر سے واپسی کے اذکار
- ۱۵۲ آٹھ سفر مختلف حالات کے لیے مختلف دعائیں

باب چہارم — شانِ عبدیت

- ۱۶۱ استخارہ کا ذکر
- ۱۶۵ طلبِ باراں کے اذکار
- ۱۷۰ بارش کے وقت کی دُعا
- ۱۷۱ بادل آتا رہتا دیکھنے کے وقت کی دُعا
- ۱۷۱ کثرتِ باراں کے موقع پر دُعا
- ۱۷۳ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت کی دُعا میں
- ۱۷۴ آندھی کے وقت کی دُعا
- ۱۷۵ کسوف و خسوف کا بیان
- ۱۷۷ اٹائے جنگ اور اندیشہ محکم کے اذکار
- ۱۸۳ رنج و غم کے وقت کے اذکار
- ۱۸۷ دفعِ مصائب کے اذکار
- ۱۸۹ اداۓ قرض کے اذکار
- ۱۹۰ تحفظِ نعمت کے اذکار
- ۱۹۲ حصولِ رزق اور ازالۂِ افلاس کے اذکار

باب پنجم — ترغیبِ معاشرت

- ۱۹۷ سلام کرنے کا طریقہ
- ۱۹۸ چھینک کے بعد کی دُعا اور اس کا جواب
- ۱۹۹ خطبہ نکاح، مبارکبادی اور شادی و مفارقت کی دُعا میں

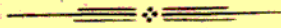
- ۲۰۵ ولادت کی دعا
- ۲۰۶ بچہ کے کان میں اذان و اقامت کا حکم
- ۲۰۸ حقیقہ و تمثیل کا حکم
- ۲۱۶ محسن کا شکریہ
- ۲۱۶ شکریہ کا جواب
- ۲۱۷ نیا لباس پہننے کی دعا
- ۲۱۸ مصیبت زدہ کو دیکھ کر دعائے عافیت
- ۲۱۹ کفارہ مجلس
- ۲۲۱ بتوں کی قسم اور فحش کلامی کا کفارہ
- ۲۲۲ بدگوئی کی تلافی
- ۲۲۴ طعام کے آداب و افکار
- ۲۲۸ میزبان کے حق میں دعائے خیر
- ۲۳۱ نیا میوہ دیکھنے کی دعا
- ۲۳۱ چاند دیکھنے کی دعا
- ۲۳۳ افطار کی دعائیں
- باب ششم — نسخہ کیمیا
- ۲۳۷ موزی جانوروں کے کاٹے اور دکھ درد کا عمل
- ۲۴۴ گرم شدہ چیز کو حاصل کرنے کی دعا

- ۲۴۵ گھرے، مرغ اور گتے کی آواز کے وقت پڑھنے کی دُعا
۲۴۶ استنش زدگی کے وقت کی دُعا
۲۴۷ غصہ دور کرنے کی دُعا اور طریقہ
۲۴۸ اچھی چیز دیکھنے کے وقت کی دُعا
۲۵۰ فال اور شگون کا بیان
۲۵۳ پاؤں سُن ہو جانے کا علاج
۲۵۳ دہشت و سراسیمگی کی دُعا

۲۵۷

باب ہفتم۔ جواہر پاپے

جامع دعائیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

پیش لفظ

اولاد و اذکار کا یہ مجموعہ حافظ ابن القیم کی کتاب : "الوابل الصیب من الکلم الطیب" کا ایک حصہ ہے۔ اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے ذکر الہی کے فلسفہ و ضرورت پر بحث کی ہے اور آخر میں مسنون اذکار کا ایک مجموعہ شامل کیا ہے۔ اسی مجموعہ کو ہم نے "اذکار مسنونہ" کے نام سے مرتب کر دیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے یہ اذکار کسی ترتیب کے بغیر مختلف عنوانات کے تحت بیان کر دیے ہیں، لیکن ہم نے قارئین کی سہولت کے لیے ان کو خاص ترتیب دے کر سات ابواب میں منقسم کر دیا ہے۔ اور ہر باب کا جدا گانہ عنوان قائم کر دیا ہے۔ حواشی کا اضافہ بھی ہمارا ہے۔ ان کی طوالت اگرچہ کتاب کو ضخیم کرنے کا موجب ہوئی ہے لیکن تین ناگزیر مقاصد کے تحت ان کا اضافہ ضروری سمجھا گیا۔ ایک یہ کہ سند و روایت کے لحاظ سے اذکار کا درجہ معلوم ہو جائے، دوسرے یہ کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کو اذکار کے ساتھ جو شغف تھا اس کی ایک جھلک سامنے آجائے، اور تیسرے یہ کہ مختلف روایات کے الفاظ میں اگر کوئی اختلاف ہے تو اسے بیان کر

دیا جائے اور مجمل بات کی بقدر ضرورت وضاحت کر دی جائے۔
دُعا کے تصور اور قبولیت کے باب میں عوام الناس میں بعض غلط
فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں چند ضروری
امور پر روشنی ڈال دی جائے۔

دوسرے مشرکانہ مذاہب کے برعکس اسلام میں دُعا درحقیقت عبادت
ہی کی ایک شکل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الدعاء هو
العبادة (دعا عبادت ہی ہے) اور الدعاء مخ العبادة (دعا مغز عبادت
ہے)۔ قرآن میں بکثرت مقامات پر جہاں مشرکین کے شرک کا بیان ہے
وہاں یعبدون کے بجائے یدعون کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی
طرح مومنین کی جہاں یہ صفت بتائی گئی ہے کہ وہ صرف اللہ سے دعا کرتے
ہیں اور اُسی کو پکارتے ہیں۔ ان سب مقامات پر دُعا کا کوئی محدود تصور مراد
نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود دراصل بندگی اور عبادت ہے۔ چنانچہ اللہ
اور اس کے رسولؐ نے جن عبادات کو ہم پر فرض کیا ہے ان کا بیشتر حصہ
دُعاؤں پر مشتمل ہے۔

دُعا کے اس مفہوم سے ایک دوسرا پہلو خود بخود سامنے آ جاتا ہے۔
ایک مومن قانت جو ہدایت الہی کے تحت اپنا نظام زندگی استوار کرتا ہے
اُسے ہر وقت اللہ سے توفیق اور استطاعت طلب کرنے کی ضرورت لاحق
رہتی ہے اور لاتعداد خاکی و ناری شیا طین سے مقابلہ کرنے کے لیے اُسے
ہر لمحہ جذبہ اطاعت و عبودیت کا وافر السلحہ درکار ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ سانس

کی ہر آمد و شد کے ساتھ احتیاج کا دامن خدا نے ہر نر کی بارگاہ میں پھیلائے رکھتا ہے۔ اُس کی عظمت و تقدس کا بار بار واسطہ دے کر اور اپنے عجز و ناتوانی کا بار بار اعتراف کر کے اُس کی رحمت کو جوش و لاتا ہے۔ یہ سلسلہ صبح و شام، سفر و حضر، مسجد و بازار، بیداری و خواب، مسرت و غم، خلوت و جلوت، غرض ہر حالت میں جاری رہتا ہے۔ اسی عرض معروض، اور سرگوشی و مناجات کا نام دعا ہے۔

اگر ایک شخص اپنی عام زندگی میں عبودیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور حلال و حرام میں خدا کی مقرر کردہ حدود کے مطابق امتیاز نہیں کرتا اور اس کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ محض زبان سے چند دعائیہ کلمات ادا کر دینے سے وہ دعا کا مقصد پورا کر رہا ہے اور دعا کے اجر و ثواب کا مستحق ہو گیا ہے تو وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فادعوا للہ مخلصین لہ الدین اللہ کو پکارو، دین کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے) انما یتقبل اللہ من المتقین اللہ صرف تقویٰ کی روش اختیار کرنے والوں کا عمل قبول کرتا ہے۔ مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

یطیل السفر، اشعث، اغبر میدیہ الی السماء

یارب، یارب و مطعمہ حرام و مشربہ حرام و

ملبسہ حرام و غدی بالحرام فانی یستجاب

لذلک؟

وہ طویل سفر میں ہے پر اگندہ حال، اخبار آلود، دونوں ہاتھ اکٹھے
کی طرف پھیلا کر کہتا ہے: اے رب! اے رب! اگر اس کی
خوراک حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام کہے، حرام
کی غذا سے نشوونما پا رہا ہے۔ بھلا ایسے شخص کی دعا کیوں کر سنی
جائے گی؟

نیز آنحضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَا
مَنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَا یَا اللّٰهُ تَعَالٰی غَافِلٍ اور بے حضور دل کی دعا قبول
نہیں کرتا۔ (ترمذی)۔ یعنی جو دعا محض تعلقہ زبان کی وجہ سے صادر ہوتی
ہے اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

قبولیّت دعا کے بارے میں یہ تصور درست نہیں ہے کہ دعا
وہی مؤثر ہے جو درشتی ہنڈی کی صورت میں مقبول ہو اور مطلوب بلا
تاخیر اور بلا کم و کاست حاصل ہو جائے۔ یہ کاروباری انداز فکر جہالت کی
پیداوار ہے۔ ایک بندے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر حالت میں
اللہ کے حضور اخلاص کے ساتھ گڑ گڑاتا رہے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے:
مجھے قبولیت وہی فکر نہیں، مجھے صرف دعا کی فکر ہے۔ جب دعا کی توفیق
نصیب ہو گئی تو قبولیت بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جائے گی۔

قبولیّت دعا کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رہنمائی فرمائی
ہے اُسے ہر وقت پیش نظر رہنا چاہیے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

ما من رجل یدعو اللّٰه تَعَالٰی اِلَّا اِستجاب

لہ، فاما ان یعجل لہ فی الدنیا، واما ان یدخر
لہ فی الآخرۃ، واما ان یکفر عنہ ذنوبہ بقدر
مادعا مالہ یدع ہاشم او قطیعتہ رحمہ او یتعجل
(ترمذی)

جو آدمی بھی اللہ سے دُعا مانگتا ہے، اللہ اس کی دعا کو قبول
کرتا ہے۔ پس یا تو دنیا کے اندر اس کا اثر ظاہر کر دیتا ہے، یا آخرت
کے لیے اس کا اجر محفوظ کر دیتا ہے، یا دعا کے بمقدار اُس کے گناہ
دُور کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دُعا نہ کرے یا جلدی
نہ چمائے۔

بعض بر خود غلط قسم کے لوگ یہ کہتے بھی سُنے جاتے ہیں کہ دعا ایک
طفل قسّی ہے، کیا اس سے تقدیر بدل جائے گی؟ یہ تصور فقط احمقانہ ہی
نہیں بلکہ ایک حد تک طحّانہ بھی ہے۔ اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ
دینا کافی ہے کہ خود تقدیر ساز نے ہمیں دُعا کا مکلف ٹھہرایا ہے۔
ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ دُعا مجھے پکارو، میں تمہاری پکار کو سنوں گا، جس طرح
دوسری مادی و معنوی ضروریات کے لیے وسائل کی تلاش لازمی ہے، اسی
طرح دعا بھی ایک وسیلہ ہے جسے حصولِ خیر اور ازالہ شر کے لیے اختیار کرنے
کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ قضا نے نافذ اور دُعا نے مستجاب دونوں حکمتِ الہی کی
شکلیں ہیں۔ ان میں تناقض پیدا کرنا یہودگی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ
ارشاد بھی اس نکتہ کو بڑی عمدگی سے حل کرتا ہے کہ اللّٰهُمَّ لَا تَسْأَلُكَ رَدَّ

القضاء ولكن نسألك اللطف فيه (اے اللہ! ہم تجھ سے فیصلے کو رد کرنے

کا سوال نہیں کرتے، بلکہ فیصلے میں نرمی کے خواستگار ہیں۔)

اچھرہ، لاہور۔ طبعیہ دارحالی، کتبہ العاجزہ لاہور۔

خلیل احمد حامدی

۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

————— ❖ —————

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "آفتاب" لاہور، ۱۹۶۱ء

باب اول :

مناجات

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ
يُخَفِّضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ
قَبْلَ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ اللَّيْلِ.....“

”اللہ سوتا نہیں ہے، اور نہ سونا اس کی شان ہے۔
ترا دوئے اعمال کو اونچا نیچا کرتا رہتا ہے، رات کے اعمال
دن طلوع ہونے سے پہلے اُس کی جناب میں پیش ہو جاتے
ہیں، اور دن کے اعمال رات آنے سے پہلے پیش ہو
جاتے ہیں.....“

— ارشاد نبوی —

ہفت:

ستارہ

میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک
میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک
میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک

میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک
میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک
میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک

میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ ایک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صبح و شام کے اذکار

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوا
بِكَمَثَرَةٍ وَأَوْصِيلًا - (الاحزاب - ۴۱، ۴۲) -

اے ایمان والو! اللہ کا کثرت سے ذکر کرو اور صبح و شام

اس کی تسبیح کرو۔

جوہری کہتے ہیں : ”اصیل“ سے مراد عصر کے بعد سے مغرب تک کا
وقت ہے۔ اس کی جمع ”اصل“ بھی آتی ہے اور امصال اور اصائل بھی۔

نیز ارشاد باری ہے :

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَاسِ - (المومن : ۵۵)

اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

”ابکار“ دن کے آغاز کو اور ”عشی“ دن کے آخر کو کہتے ہیں۔

نیز ارشاد ہوتا ہے :

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

الغروب (دق: ۳۹)

اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر طلوع آفتاب سے

پہلے (فجر، اور غروب آفتاب سے پہلے (دعہ)۔

صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: جو شخص صبح اور شام کے وقت سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھے تو قیامت کے روز اس سے بہتر تو شدہ کوئی نہ لے کر آئے گا سوائے اس کے جس نے یہ پڑھا ہو۔ اتنا ہی یا اس سے زیادہ۔“

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شام ہوتی تو یہ دعا پڑھتے:

اَمْسَيْنَا وَ اَمْسَى الْمَلِكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ رَبِّ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

لے نسا، ترمذی، مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد نے ”سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ“ کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حاکم کی روایت میں سومرتہ صبح اور سومرتہ شام کو پڑھنے کا ذکر ہے اور یہ بھی ہے کہ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کے جھاگ کی مقدار میں ہوں۔“ حاکم اور ابن حبان نے بالفاظ ابوداؤد سے روایت کیا ہے۔ مسلم کی روایت سند صحیح اور ان کی شروط کے مطابق ہے۔

فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا - رَبِّ اعْزُذْكَ مِنَ
الْكَسَلِ وَالسُّوَى وَالْكَبَرِ، رَبِّ اعْزُذْكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ
وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ -

ہم نے اور سارے ملک نے خدا کے لیے شام کی، تمام تعریف
خدا ہی کے لیے ہے۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا و یگانہ ہے۔
اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے
گھریخت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے پروردگار! بد
اس رات میں جو کچھ ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہوگا اس کا تیر کا پہلو
تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور اس رات کے شر اور اس رات کے بعد
آنے والے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پروردگار! میں کس مندی
اور بُرے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پروردگار! میں مفرخ
کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اور جب صبح ہوتی تو بھی یہی دعا پڑھتے بس ”اَمْسِينَا“ اور ”اَمْسَى“
کے بجائے ”اَصْبَحْنَا“ (ہم نے صبح کی)، اور ”اَصْبَحَ الْمَلِكُ“ (سارے ملک نے
صبح کی)، کے الفاظ اور ”هَذِهِ اللَّيْلَةُ“ کے بجائے ”هَذَا الْيَوْمُ“ (اس
دن) فرماتے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ)۔

سنن ترمذی میں عبداللہ بن حبیب بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: پڑھو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!
میں کیا پڑھوں؟ فرمایا: قُلْ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهْوَمُ الْحَمْدُ اور مَعُوذَتِین (یعنی قُلْ اعُوذُ بِرَبِّ

الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِوَيْتِ النَّاسِ) شام اور صبح تین مرتبہ پڑھا کر دو۔ یہ ہر چیز سے تمہاری حفاظت کے لیے کافی ہوں گے۔

ترمذی ہی کی ایک اور روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے جب کوئی صبح کرے تو یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ
نَمُوْتُ وَبِكَ الْمَصِيْرُ۔

اے اللہ! تیری ہی مدد سے ہم نے صبح کی اور تیری ہی مدد سے شام کی۔ تیرے ہی کرم سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے مریں گے اور آخر کار تیری طرف پلٹنا ہے۔

اور جب شام کرے تو یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ

لے ترمذی کہتے ہیں : یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ بخاری اور سنن اربعہ (ابوداؤد ، ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ) میں اس مضمون کی حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے۔ لے سنن اربعہ ، احمد بن حنبل ، ابن حبان ، ابوعوانہ ، ابن سنی دُعیل الیوم واللیلۃ میں نے اسے روایت کیا ہے ، ترمذی کہتے ہیں : یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ ابن حبان اور نووی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد میں صرف صبح کی دعا کا حصہ منقول ہے۔

مَوْتُ وَ اِلَيْكَ النُّشُورُ۔

اے اللہ! تیری ہی مدد سے صبح کی تیری مدد سے شام کی تیرے ہی کرم سے
جی رہے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مر جائیں گے اور انجام کار تیرے
ہی سامنے حاضر ہونا ہے۔

سید الاستغفار

صبح بخاری میں شہداء بن اوسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ
نے فرمایا: ”سید الاستغفار“ (سب سے جامع دُعا مغفرت) یہ ہے:۔
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا
عَبْدُكَ، وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ،
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْعَ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوْعَ
بِدُنِّيْ، فَاغْفِرْ لِيْ فَانْتَ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا
اَنْتَ۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، طبرانی، امام احمد)۔

اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں
تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور تجھنی مجھ میں استطاعت
ہے میں تیرے عہد و پیمان (اقرار اطاعت) پر قائم ہوں، اور جو

لے یہ استغفار بریدہ اسمیٰؓ سے بھی نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور مسند احمد میں
مروی ہے۔ اس میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ ”اَبُوْعَ“ کے بعد دونوں جگہوں میں
لَکَ کا لفظ نہیں ہے۔

کچھ بھی میں نے کیا اُس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ جن نعمتوں سے تو نے مجھے نوازا ہے ان کا اعتراف کرتا ہوں۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو مجھے بخش دے کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔

جس نے شام کے وقت اسے پڑھا، اور وہ اُسی رات مر گیا۔ یا صبح پڑھا اور اُسی روز مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

بروایت ترمذی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: ابو بکر صدیقؓ نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی: ”مجھے کوئی دعا ارشاد فرمائیں جسے میں صبح اور شام پڑھا کروں۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا صبح اور شام اور جب بستر پر لیٹنے لگو، تو پڑھا کرو:

سَلَامٌ عَلٰی اَبُو دَاوُد، ترمذی، نسائی، احمد بن حنبل، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر اور امام نووی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ احمد بن حنبلؒ نے اسی ضمن میں اپنے مسند میں ابو راشد جبرانی کی ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ابو راشد کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے مجھ سے بیان فرمائیں۔ انہوں نے میرے آگے ایک صحیفہ لا کر رکھ دیا اور فرمایا ”یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے لکھوایا تھا۔“ میں نے اس

اللَّهُمَّ عَلِّمِ الْغَيْبَ وَالشَّهَادَةَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّهِ
وَأَنْ نَقْتَرِفَ سُوءًا عَلَى أَنْفُسِنَا أَوْ نَجْزِيكَ إِلَى مُسْلِمٍ۔

میں نظر ڈالی تو یہ لکھا ہوا تھا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھا دیں جسے میں صبح اور شام پڑھا کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ دعا ارشاد فرمائی۔ (ابوراشد کی حدیث کو طبرانی نے بھی معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ ہیشی نے مسند احمد بن حنبل کی روایت کو حسن اور طبرانی کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے)۔ ابن قیم کی روایت ترمذی سے منقول ہے ترمذی کی روایت اور مسند احمد بن حنبل کی روایت بواسطہ ابوبکر صدیقؓ اور بواسطہ ابوراشد حرانی میں الفاظ کا معمولی اختلاف اور تقدم و تاخر ہے۔ ابوراشد کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات بھی حدیث لکھی جاتی تھی۔ چنانچہ یہی دعا الفاظ کی معمولی کمی بیشی کے ساتھ ابوعبد الرحمن جبلی نے عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت کی ہے۔ ابوعبد الرحمن کا شمار ثقہ تابعین میں ہوتا ہے۔ ان کی وفات سلمہ میں افریقہ کے اندر ہوئی۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر میرے سامنے ایک صحیفہ نکال کر لے آئے اور ایک دعا نکال کر فرمانے لگے کہ یہ دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ ابوعبد الرحمن کہتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ دعا عبداللہ بن عمر کو سونے وقت پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

(احمد۔ ہیشی)

اے اللہ! عجیب و شہادت کے جاننے والے! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! ہر چیز کے مالک و مربی! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اس کے بھندوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ ہم خود کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی دوسرے مسلمان کے لیے گناہ کا موجب بنیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ خدا بھی ہر صبح کو اور ہر شام کو تین بار یہ دعا پڑھ لیتا ہے اسے کوئی چیز گزند نہیں پہنچاتی۔

سنن ابی داؤد، مسند احمد، معنی ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن، غریب اور صحیح ہے۔ ابوداؤد میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت عثمان کے بیٹے ابان پر فالج کا حملہ ہو گیا۔ چنانچہ جس شخص نے اُن سے یہ حدیث اپنے باپ عثمانؓ سے روایت کرتے ہوئے سنی تھی وہ انہیں تعجب سے دیکھنے لگا یعنی وہ اس الحبن میں تھا کہ ایک طرف اس حدیث میں پوری حفاظت کا وعدہ ہے اور دوسری جانب خود راوی فالج میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ابان نے کہا: کیا دیکھتے ہو، خدا کی قسم! انہ میں نے اپنے باپ عثمانؓ پر جھوٹ باندھا ہے اور نہ عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جھوٹی بات منسوب کی ہے مجھ پر آج یہ مصیبت اس لیے ٹوٹ پڑی ہے کہ میں نے یہ تم ڈھایا کہ آج اس دعا کو پڑھنا بھول گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّهُ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اللہ کے نام سے (آغاز کار) ہے، جس کے نام کے ساتھ
زمین و آسمان کی کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔ وہ سنتے اور جانتے
والا ہے۔

ثوبانؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص) اور دیگر صحابہؓ
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص صبح و
شام یہ اعتراف کرتا رہے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے روز اس کی خوشنودی
کو اپنے لیے لازم کر لے گا۔“

سید ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، طبرانی، حاکم، مصنف ابن ابی
شیبہ (عن ابن سلام)۔ ترمذی نے اسے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ ابو سلام تابعی ہونے
حدیث کہتے ہیں کہ ہم لوگ حمص کی مسجد میں تھے کہ ایک شخص پاس سے گزرا۔ لوگوں
نے کہا یہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہ چکے ہیں۔
چنانچہ میں فوراً اٹھا اور ان سے کہا: آپ مجھے وہ حدیث سنائیں جو آپ نے براہ
راست آنحضورؐ سے سنی ہو۔ انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔ نووی کہتے ہیں:
ابوداؤد کی روایت میں ”وَبِهِمْ حَمْدٌ رَّسُولًا“ کے الفاظ ہیں۔ اور ترمذی میں ”وَبِهِمْ
حَمْدٌ نَّبِیًّا“ ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ دونوں کو جمع کر کے یوں پڑھ لیا
جائے: ”وَبِهِمْ حَمْدٌ رَّسُولًا وَنَبِیًّا۔“

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا۔

میں اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہو چکا ہوں۔

ترمذی میں ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح یا شام ایک بار یہ پڑھے گا، اللہ ایک چوتھائی
اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ دو بار پڑھے گا تو نصف آزادی
مل جائے گی۔ تین بار پڑھے گا تو تین چوتھائی رہائی پالے گا اور چار بار
پڑھنے پر اللہ تعالیٰ عذاب دوزخ سے اس کی مکمل جان بخشی فرمائے گا:

اَللّٰهُمَّ رَافِئِ اَصْبَحْتُ اَشْهَدُكَ وَاَشْهَدُ حَمَلَةً
عَرْشِكَ وَمَلَأْتُكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ۔ (ترمذی)

اے اللہ! میں نے صبح کر لی اور اب میں تیرے حاملین
عرش، تیرے فرشتوں اور تیری تمام مخلوق کو اس بات پر گواہ ٹھہراتا
ہوں کہ تو ہی معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد
تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

لہٰ طرانی نے اسے معم اوسط میں بیان کیا ہے۔ شام کے وقت ”اَصْبَحْتُ“
کے بجائے ”اَمْسَيْتُ“ (میں نے شام کر لی) پڑھا جائے۔

سنن ابوداؤد میں عبداللہ بن غنم سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے گا تو اس نے تمام دن کا شکر ادا کر دیا اور شام کو پڑھے گا تو اس نے تمام رات کا شکر ادا کر دیا۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔

اے اللہ! مجھے یا تیری مخلوق میں سے جس کو بھی جو نعمت ملی ہے اُس کا فیضان تیری ہی طرف سے ہے، تو یگانہ و یکتا ہے تیرا کوئی سا بھی نہیں۔ نیرے ہی واسطے حمد اور تیرے ہی واسطے شکر ہے۔

سنن ترمذی اور صحیح حاکم میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح یا شام کبھی یہ کلمات ترک نہیں فرماتے تھے۔

لے ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان، ابن قینوں نے عبداللہ بن غنم سے روایت کی ہے، ابن سنی نے اسے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

لے سنن ابولعبہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان، متدرک حاکم۔ ابن حبان اور حاکم نے (باقی صفحہ ۲۸ پر)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَ
أَهْلِي وَمَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَامْنْ رَوْعَاتِي،
اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ
يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ
أَنْ أُعْتَالَ مِنْ نَحْتِي۔

اے اللہ! میں دنیا و آخرت میں تجھ سے عافیت کا طلبگار
ہوں، اے اللہ! میں اپنے دین و دنیا میں اور اپنے اہل و مال
میں تجھ سے معافی اور امن کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میری
برائیگیوں کی ستر پوشی فرما، اور بے چینوں کو چین سے بدل دے۔
اے اللہ! اگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری نگہداشت
فرما، اور میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں
ناگہاں نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔ (یعنی زمین میں دھنس جاؤں)
وکیع (امام احمدؒ کے شیخ) کہتے ہیں: آخری جملے سے آپ کی مراد یہ

(بقیہ ص ۲) اے صحیح کہا ہے۔ امام نوویؒ کہتے ہیں۔ ہم نے اس حدیث کو صحیح
سندوں سے روایت کیا ہے۔ امام احمدؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے ”عَوْرَاتِي“ اور
”رَوْعَاتِي“ کو ”عَوْرَاتِي“ اور ”رَوْعَاتِي“ بصیغہ مفرد بیان کیا ہے۔ باقی سب
نے جمع کے صیغے سے بیان کیا ہے۔

ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں دھنس جانے (خسف) کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

طلق بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ ابوالدرداء کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا: تمہارے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ ابوالدرداء نے کہا: کوئی آگ نہیں لگی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسا کرنے والی نہیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کلمات سنے ہیں اور انہیں پڑھنا رہتا ہوں، کہ جو شخص وہ کلمات دن کے طلوع پر کہے گا تو شام تک اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی، اور دن کے اختتام پر کہے گا تو صبح ہونے تک اس پر کوئی آفت وارد نہیں ہوگی۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ دَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، وَمَا
شَاءَ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ
مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَّحِمْتَ أَخِذْ بِنَاصِيَّتِيْ إِنْ رَزَقْنِيْ عَلَى
صِدْقٍ مُّسْتَقِيمٍ۔

اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تجھ پر میرا بھروسہ ہے۔ تو عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ جو کچھ چاہے وہ ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا۔ کوئی

تدبیر و طاقت کارگر نہیں ہوتی۔ بجز اللہ برتر اور عظیم کی مدد کے۔
 میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اس کا علم ہر
 چیز کو محیط ہے۔ اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے تیری
 پناہ مانگتا ہوں۔ اور میں ہر جاندار کے شر سے، جس کی چوٹی پر درگاہ
 کے ہاتھ میں ہے، پناہ مانگتا ہوں۔ بے شک میرا رب سیدھی
 راہ پر ہے۔

سوئے وقت کی دعائیں

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے
 لگتے تو یہ دعا پڑھتے: **بِسْمِ اللَّهِ أَمُوتُ وَأَحْيَا**

۱۔ صحیحین، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، امام احمد، ابن ابی شیبہ سے مروی ہے۔
 مسند احمد کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ
 جب بسترِ خواب پر تشریف فرما ہو جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر مذکورہ
 دعا پڑھتے۔ اس دعا کا جزو دوم (دعا ئے بیداری) امام احمد نے براد بن عازبؓ اور
 اور ابو ذرؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ براد بن عازبؓ کی روایت مسلم سے اور ابو ذرؓ
 کی روایت بخاری سے بھی مروی ہے۔

اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے زندگی کو کھڑا اور حاصل کرتا ہوں۔

اور جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے :
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ
 الْمَشْورُ۔

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں مردہ کر دینے کے بعد زندگی بخشی اور آخر کار اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل منقول ہے کہ ہر شب آپ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ بسترِ خواب پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو جوڑ لیتے اور پھر سورۃ اخلاص، فلق اور الناس پڑھ کر ان کو پھونکتے اور اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکتا انہیں پھیر لیتے، مسح کی ابتداء سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے فرماتے۔ یہ عمل آپ تین بار کرتے تھے۔

سورۃ اخلاص یہ ہے :

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝
 وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

اے امام نووی کہتے ہیں : سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے مسح کی ابتداء سے معلوم ہوا کہ آپ جسم کے پچھلے حصہ پر بھی بقدر امکان ہاتھ پھیرتے تھے۔ (الفتح الربانی)

کہہ دے (اے نبی!) وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے،
نہ اس نے کسی کو جنم اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمر
دہتا ہے۔

سورہ فلق یہ ہے :

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝
مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ
فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

کہہ دے (اے نبی!) میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب
کی، ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی، اندھیرے کی بدی سے
جب وہ سمٹ آئے، اور عورتوں کی بدی سے جو گرہوں میں پھولیں
ماریں اور بدخواہ کی بدی سے جب وہ بدخواہی پرا تر آئے۔

سورہ الناس یہ ہے :

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ
النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي
يُوسِّسُ فِىْ صُدُوْرِهِمُ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

کہہ دے (اے نبی!) میں پناہ میں آیا، لوگوں کے رب
کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، اُس کی بدی سے جو
پھسلانے اور چھپ جانے اور جو لوگوں کے دلوں میں دوسرے انداز
کرتے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔

صبح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبوی میں جمع شدہ غلے کا، جو صدقۃ الفطر کے طور پر وصول ہوا تھا، نگران مقرر فرمایا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے دو راتوں کو ایک شخص غلے کے ڈھیر کے پاس آتا رہا اور مٹھیاں بھر کر لے جانے کی کوشش کرتا رہا۔ حضرت ابوہریرہؓ اسے موقع پر پکڑ لیتے مگر وہ اپنی غربت کا واسطہ دے کر اور اٹنڈہ نہ آنے کا عہد کر کے چھوٹ جاتا رہا۔ تیسری رات پھر آیا، حضرت ابوہریرہؓ نے اسے پکڑ کر کہا کہ اب تو میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اُس نے لجاجت سے کہا کہ مجھے جانے دو، میں تم کو ایسے کلمے سکھا دیتا ہوں جو تمہارے حق میں نافع ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ خیر و صلاح کی باتوں کے دلدادہ تھے، اسے چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ جب تم رات کو بستر پر لیٹنے لگو تو آیتہ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک محافظ مقرر کر دیا جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے پاس آ کر نہیں پھٹکے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ماجرا سنایا، آپؐ نے فرمایا: وہ خود جھوٹا ہے مگر اس کی یہ بات درست ہے۔ جانتے ہو تم جس سے ہم کلام ہوئے تھے وہ کون تھا؟ وہ شیطان تھا۔ امام احمدؒ نے بھی مسند میں اس طرح کا ایک واقعہ بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ ابوالدرداء کو پیش آیا تھا۔ طبرانی نے معجم کبیر میں ابی بن کعب کے متعلق بھی ایسی ہی سرگزشت روایت کی ہے۔ دہو سکتا ہے کہ

ان تینوں حضرات کو فردا فردا یہ واقعہ پیش آیا ہو۔

آیت الکرسی یہ ہے :

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى
الْاَرْضِ مِمَّنْ ذٰلِذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ
بِشَيْْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ
الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ

اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے

ہوئے ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور

نہ اسے اُونٹ لگتی ہے۔ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے، اسی

کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے

بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے، اسے

بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے

بھی واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان

کی گرفت اور ادراک میں نہیں آسکتی الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ

خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین

پر بھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دے

والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔
بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ ابو مسعود انصاری کہتے ہیں: نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات
سوتے وقت تلاوت کرے گا، وہ اُسے ہر لحاظ سے کافی رہیں گی۔
بعض اصحاب نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ ان آیات کی تلاوت
انسان کو قیام شب سے بھی بے نیاز کر دے گی۔ لیکن یہ مفہوم قطعاً نادر
ست ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ان کے کافی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ انسان
کو ہر طرح کی بُرائی اور بلا سے محفوظ رکھیں گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:
میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقلمند سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات پڑھنے سے
پہلے سو جائے۔

وہ تین آیات یہ ہیں:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنَّ
تَبَدُّواْ مَا فِي الْفَيْسِكُمْ ط اَوْ تُخَفُّوْاْ يَحِاسِبْكُمْ رَبِّهِ اللّٰهُ ط
فَيَغْفِرْ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَمَّا الرَّسُوْلُ فَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ
مِنْ رَّبِّهِ ط وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اَمِنٌ بِاللّٰهِ وَمَلَكًا كَرِيْمًا ط
وَكُتِبَ عَلَيْهِمْ ط لَا تَفْرَقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ط
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ط غُفْرَانَكَ رَبَّنَا ذَاكَ
الْمَصِيْرُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا

مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا كَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا
إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا أَصْوَابًا
كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا
وَادْحَسْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے۔

تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو، خواہ چھپاؤ، اللہ بہر حال
ان کا حساب تم سے لے لیگا۔ پھر اسے اقتیاب ہے جسے چاہے مٹا کر دے
اور جسے چاہے سزا دے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ رسول اُس
ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اُس کے رب کی طرف سے اس
پر نازل ہوئی ہے۔ اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے
ہیں، انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔
یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس
کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ
کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔ ہم
نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی
کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اللہ کسی
متنفس پر اس کی قدرت سے بڑھ کر ذمے داری کا بوجھ نہیں
ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے

ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر گرفت نہ کر۔ مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ، ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب رات کو اپنے بستر سے اٹھ کر دوبارہ بستر پر جائے تو پہلے اپنے تہمد کے پتے سے تین مرتبہ اُسے جھاڑ لے۔ کیونکہ اسے کیا خبر کہ اس کے پیچھے کیا چیز بستر پر آکر جانشین ہو گئی ہے۔ اور پھر بیٹھتے ہوئے یہ پڑھے:

بِسْمِكَ اللَّهُمَّ بَنِي وَصَعْتُ حَبْنِي وَبِكَ
أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَرْحَمْهَا وَإِنْ
أَرْسَلْتَهَا فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ
الصَّالِحِينَ

اے بخاری، مسلم اور سنن اربعہ وغیرہ میں یہ روایت الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ مروی ہے۔ نیند میں روح کے قبض کر لیے جانے اور

تیرے نام پر، اے اللہ! میں نے اپنا پہلو رکھا، اور تیری
ہی مدد سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان روک لے تو تو
اس پر رحم فرما اور اگر اسے چھوڑ دے تو اس کی اس طرح نفلت

بیداری کے وقت واپس لوٹا دیے جانے کا اشارہ قرآن کریم کی اس آیت سے
بھی ملتا ہے: اَللّٰهُ يَتَوَكَّلُ الْاَنْفُسَ حَيِّنَ مَوْتِهَا، وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِيْ
مَآلِمِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَفَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاٰخِرَى (اللہ تعالیٰ
جانوں کو کھینچ لیتا ہے جب ان کی موت کا وقت ہوتا ہے اور جن کی موت ابھی
نہیں ہوئی ان کو فیند میں کھینچ لیتا ہے اور پھر جس کی موت کا فیصلہ کر دیتا ہے
اُسے روک لیتا ہے اور اوروں کو واپس بھیج دیتا ہے۔ زمر: ۵) حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے امام بغوی نے نقل کیا ہے کہ ”فیند میں روح نکل جاتی ہے
مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے حیات
باطل نہیں ہونے پاتی۔“

امام نووی کہتے ہیں: ”حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ بستر میں داخل ہونے
سے پہلے اُسے جھاڑ لینا مستحب ہے تاکہ کہیں اس میں سانپ یا بچھو یا اور
کوئی موزی شے نہ گھس گئی ہو اور جھاڑتے وقت ہاتھ تہمد کے پتے میں دیا
کسی اور کپڑے میں، لپٹا ہونا چاہیے تاکہ اگر کوئی موزی چیز موجود ہو تو ہاتھ تک
نہ پہنچے۔“ بیداری کی دعا کے بارے میں حافظ عجلان کہتے ہیں: ”میں نے اسے
ترندی کے سوا کہیں نہیں دیکھا۔“

حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیکو کار بندوں کی حفاظت فرماتا

ہے۔

صحیحین کی یہ روایت بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”جب تم سو کر
ٹھو تو یہ دعا پڑھو“:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَاوَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَ رَدَّ
عَلَیَّ رَوْحِیْ، وَ اَذِنَ لِیْ رِبِّیْ کَرِیْمًا۔

اللہ ہی کے لیے تمام حمد و ستائش ہے جس نے میرے
جسم میں راحت پہنچائی اور میری جان مجھ پر لوٹا دی اور مجھے
اپنے ذکر کی توفیق دی۔

ایک طویل حدیث میں یہ مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ تم دونوں جب سونے لگو تو ۳۳ مرتبہ
”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ ۳۳ مرتبہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ اور ۴۴ مرتبہ ”اللّٰهُ اَکْبَرُ“ پڑھا کرو۔
یہ وظیفہ تمہارے لیے غلام سے بہتر ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ

سہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں یہ حدیث طوالت کے
ساتھ مذکور ہے۔ امام احمد نے اسے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہما کی شادی کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔ مسند احمد میں ابن عبد اللہ
علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے اپنے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما

روحہ فرماتے ہیں : ”ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ جو شخص ان کلمات ربیعہ کی

کے حوالے سے یہ پوری حدیث سنائی اور مذکورہ دعائیں پڑھنے کی نصیحت کی۔ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ رسالتا آب صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئیں کہ چکی پیتے پیتے اور گھر کے کام کاج کرتے ان کی تھیلیاں گھس گھس ہیں، انہیں غزوہ میں آئی ہوئی کنیزوں میں سے ایک کنیز عطا کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر پر موجود نہ تھے، اس لیے حضرت فاطمہ واپس چلی گئیں۔ بعد میں جب آپ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ کی خواہش کا آپ سے اظہار کیا، چنانچہ آپ صاحبزادی کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما دونوں موجود تھے، آپ نے ان کو فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لیے خادم سے بدرجہا بہتر ہو؟ اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا کلمات ہر نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔ یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا نماز صبح کے بعد دس مرتبہ یہ دعا بھی پڑھا کر :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ

سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، کو پابندی سے پڑھے گا تو جس قدر وہ محنت و مشقت کرے گا اُسے خستگی اور تھکاوٹ نہیں ستائے گی۔ سنن ابوداؤد میں، ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب فرمائے لگتے تو اپنا دست راست رخسار مبارک کے نیچے دے لیتے اور تین مرتبہ یہ فرماتے:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یگانہ ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہت ہے، اُسی کے لیے حمد و ستائش ہے۔ زندگی اور موت اُسی کے اختیار میں ہے۔ خیر کے تمام خزانے اُسی کے دست تصرف میں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی طرح نماز مغرب کے بعد بھی، یہ دس مرتبہ پڑھا کرو، ہر مرتبہ پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ محو ہو جاتے ہیں اور اولاد اسماعیلؑ میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا درجہ حاصل ہوتا ہے..... "مسند احمد کی روایت کے مطابق حضرت علیؑ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمات مجھے جبرئیلؑ نے سکھائے ہیں۔" حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ "خدا کی قسم جب سے یہ کلمات مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا۔" کوفہ کے ایک شخص ابن کو انے کہا: "کیا شبِ صقیل میں بھی ترک نہیں کیا؟" فرمایا: "عزاقیو! تم پر خدا کی مار، میں نے شبِ صقیل میں بھی

اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْلُغُ عِبَادَكَ - (نیز احمد بن
براء بن عازب، بزار، ابن ابی شیبہ، نسائی)۔

اے اللہ! مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے
بندوں کو اپنے سامنے حاضر کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ (حضرت کے خادم خاص) فرماتے ہیں کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ فرماتے:
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّنَا وَ
أَدَانَا، فَكُفِّرْتُمْ لَا كَافِيَ لَكُمْ وَلَا مُؤَدِي - (مسلم، ابوداؤد
ترمذی، نسائی، امام احمد)۔

تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا،
پانی پلایا، ٹھکانا عنایت کیا، کفن ہی ایسے میں جن کا نہ کوئی کارساز
ہے اور نہ کوئی ٹھکانا۔

صحیح مسلم ہی میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو تاکید کی کہ

انہیں ترک نہیں کیا۔

مسند میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ سے یہ کلمات سن کر
دوبار فرمایا:

رضيت عن الله ورسوله -

(میں خدا اور رسول سے اس عطیہ پر راضی ہوں)۔

جب بستر پر لیٹنے لگو تو یہ مژدہ کو:

اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَتَوَفَّاهَا،
لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاها، وَإِنْ أَحْيَيْتَهَا فَأَعْظُمُهَا وَإِنْ
أَمَتَهَا فَأَغْفِرْ لَهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ -

اے اللہ! میری جان کا خالق تو ہی ہے، اور تو ہی اسے
اٹھا لینے والا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں اس کی موت و حیات
ہے۔ اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کر، اور اگر
موت دے تو اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے
سلامتی کا طلبگار ہوں۔

ابن عمرؓ نے کہا میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سُنے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: جو شخص بستر پر لیٹے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا تو
اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا، خواہ وہ سمندر کے جھاگ

سے نساٹی اور امام احمدؒ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام احمدؒ کی روایت میں
یہ بھی مذکور ہے کہ اس شخص نے یہ کلمات سُن کر عبد اللہ بن عمرؓ سے کہا: کیا آپ
نے یہ عمرؓ سے سُنے ہیں؟ عبد اللہ بن عمرؓ نے جواب دیا: میں نے عمرؓ سے بہتر انسان
سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں سُنا ہے۔

کے برابر ہوں۔ خواہ وہ عالمِ صحرائے مغرب۔ کی ریت کی مقدار ہوں،
خواہ وہ آیامِ روزگار کے مساوی ہوں؟

اَسْتَعِزُّ اِلَـلّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

میں اللہ سے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو زندہ
جاوید رہتی ہے اور تمام کائنات کو سمجھالے ہوئے ہے۔ اپنے
گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ”عجب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

لے ترمذی دان کے نزدیک یہ روایت حسن اور غریب ہے۔)۔ مسند احمد
بن حنبلؒ، ترمذی نے یہ روایت عبد اللہ بن ولید الوصافی کے واسطے سے نقل کی
ہے۔ لیکن الوصافی اور ان کے شیخ علمائے رجال کے نزدیک ضعیف ہیں۔ مسند احمد
میں ”ایامِ روزگار کے مساوی“ کے بجائے ”درختوں کے پتوں کے برابر“ کے الفاظ
ہیں۔

لے صحیح مسلم، اور سنن اربعہ اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں مروی ہے۔
قرطبی کہتے ہیں: یہ دعاء اسمائے الہی پر مشتمل ہے جو قرآن کی اس آیت میں
وارد ہیں: ہُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ عبد الرحمن البناؒ کہتے
ہیں: ”آپ نے کتبِ الہی میں سے زبور کا نام نہیں لیا۔ غالباً اس لیے کہ زبور
میں احکام نہیں ہیں بلکہ صرف مواظظ ہیں۔“

بستر پر آتے تو فرماتے :

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ
وَالنَّوَى، مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ
الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ
شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ
فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ
الْفَقْرِ۔

اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب، عرش
عظیم کے مالک! ہمارے اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلی
کو پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور فرقان کے نازل کرنیوالے!
میں ہر شریر کے شر سے، جس کی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے تیری
پناہ چاہتا ہوں۔ تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو ہی
آخر ہے۔ تیرے بعد کچھ نہ ہوگا۔ تو ہی ظاہر ہے، تیرے اوپر کچھ
نہیں ہے۔ تو ہی باطن ہے تیرے نیچے کچھ نہیں ہے، ہمارا قرض
ادا فرما دے اور دست نگرہی سے ہماری نجات فرما۔

حضرت بہاء بن عازب کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھ سے فرمایا: ”جب تم سونے لگو تو پہلے اسی طرح وضو کرو جس طرح نماز

کے لیے کیا جاتا ہے۔ پھر اپنی دہنی گردٹ پر لیٹ جاؤ اور یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ
اِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَالْجَنَاتِ ظَهْرِيْ
اِلَيْكَ، دَعْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَا وَلَا مَعْجَا
مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ - اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ،
وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ -

اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی،
اور اپنا رخ تیری طرف موڑ دیا۔ اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا۔
تجھے اپنا پشت پناہ بنایا، تیری طرف راغب اور تیرے خوف
سے لرزاں ہوں، تیرے عذاب سے بچ کر جانے کی کوئی
پناہ گاہ اور ٹھکانا نہیں بجز تیرے دامنِ رحمت کے۔ میں تیری
اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے
اس نبی کو مانا جسے تو نے بھیجا ہے۔

پس اگر اسی رات تم دنیا سے رخصت ہو گئے تو تمہاری موت
فطرت پر ہوگی۔ یہ کلمات سوتے وقت زبان کے آخری کلمات
ہونے چاہئیں۔

۱۰ صحاح ستہ میں یہ معمولی سے لفظی اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ امام
احمدؒ نے اپنی مسند میں اس روایت کو چار طرق سے بیان کیا ہے۔ پہلی روایت

بیداری کے اذکار

امام بخاریؒ نے حضرت عبادہ بن الصامت کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نیند سے بیدار ہوتے ہی یہ پڑھے:

میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک انصاری کو یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا دوسری روایت میں بتاتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے یہ دعا ارشاد فرمائی۔ تیسری روایت میں براء بن عازب یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے یہ دعا حضورؐ کے سامنے دہرائی اور ”برسولك الذی ارسلت“ کے الفاظ پڑھے۔ آپؐ نے ٹوکا اور فرمایا: ”بِعَنِّيكَ الذی ارسلت“ پڑھو۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا حضورؐ کو بذریعہ وحی تعلیم کی گئی ہوگی۔ اسی لیے آپؐ نے اس میں الفاظ کے معمولی سے فرق کو بھی روا نہیں سمجھا۔ چوتھی روایت میں آخر میں یوں ہے: اسی دعا پر جس شخص کی موت ہو گئی اُس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔

سلیم صحیح بخاری اور سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) میں مروی ہے۔ ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ صحیحین میں حضرت ابومریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب سے بیداری کے وقت ذکر الہی کا یہ فلسفہ بیان فرمایا: شیطان تمہاری گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے،

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - الْحَمْدُ
لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ -

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک
نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کی ذات ہی قابلِ حمد ہے۔ اللہ
پاک و بے عیب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب
سے بڑا ہے، اللہ کی مدد کے بغیر کوئی تدبیر اور قوت کارگر نہیں
ہو سکتی۔

اور پھر ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي“ (اے الہی! میری مغفرت فرما) کہے یا کوئی اور
دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا اور جب وہ وضو کر کے
نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز قبولیت حاصل کرے گی۔ ابو امامہ درہایت
ترمذی، کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا :

ہر گز پر تھکی دیتا رہتا ہے کہ رات ابھی باقی ہے، سوئے رہو، جب انسان
بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرنے لگ جاتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو
کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی
ہے اور وہ خوش و خرم اور تازہ دم ہو کر صبح کرتا ہے۔ اور جو یہ نہیں کرتا اس پر
بڑی پشیمندگی اور کسمندی چھانی رہتی ہے۔

جو شخص با وضو اپنے بستر پر لیٹا اور اللہ کا ذکر کرتے کرتے اس پر اونگھ طاری ہو گئی تو اس نے رات کی جس گھڑی بھی کروٹ لیتے وقت اللہ سے جو غیر طلب کی اللہ اسے عنایت فرمائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو جب آنکھ کھل جاتی تو آپ یہ دعا پڑھتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ ، اللَّهُمَّ اسْتَغْفِرُكَ
لِذَنْبِي ، وَ أَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ ، اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا
وَلَا تُزِغْ قَلْبِي إِذْ هَدَيْتَنِي وَ هَبْ لِي مِنْ كَدُّكَ
دَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم)۔

تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک و بے عیب ہے۔ الہی! تجھ سے اپنے گناہ کی معافی کا خواستگار ہوں اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ الہی! میرے علم میں اضافہ فرما، اور جب تو مجھے میدے رستہ پر لگا چکا ہے تو پھر میرے دل کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو اور اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔

بے خوابی کے اذکار

امام ترمذیؒ حضرت بریدؓ سے روایت کرتے ہیں: حضرت خالد

بن ولید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نیند اچٹ جانے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ”بستر پر آتے وقت یہ دُعا پڑھ لیا کرو“:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ السَّبْعِ وَمَا
اَظْلَمْتُ ، وَ رَبَّ الْاَرْضَيْنِ وَ مَا اَقْلَمْتُ ، وَ رَبَّ
الشَّيَاطِينِ وَ مَا اضَلَكْتُ ، كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ
خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِنْهُمْ
اَوْ اَنْ يَّطْغَى عَلَيَّ ، عَزَّ جَادُكَ وَ جَلَّ شَنَاؤُكَ ، وَلَا
اِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ۔

اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور ان تمام چیزوں کے پروردگار جن پر یہ سایہ فگن ہیں۔ زمینوں اور ان تمام چیزوں کے پروردگار جو ان کی آغوش میں ہیں، شیاطین اور ان تمام نفوس کے پروردگار جن کو یہ گمراہ کیے ہوئے ہیں! تو اپنی تمام مخلوق کی بُرائی سے مجھے اپنے دامن میں لے کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر دست درازی کرے یا سرکشی سے پیش آئے۔ تیرے دامن میں آنے والا سرفراز ہوا۔ تیری ستائش بلند پایہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، صرف تو ہی خدا ہے برتر ہے۔

نہ طبرانی نے اسے معجم اوسط میں اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا ہے۔
مسند احمد میں یہ عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ڈر جانے یا مضطرب ہو جانے کی شکایت دُور کرنے کے لیے اپنے اصحاب کو یہ کلمات تعلیم فرمایا کرتے تھے۔
 اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ ، وَ
 عِقَابِهِ وَ شَرِّ عِبَادِهِ ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ
 وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ ۔

میں اللہ ہی کے کلماتِ کاملہ کی پناہ حاصل کرتا ہوں ،
 اُس کی ناراضی سے ، اس کے انتقام سے ، اس کے بندوں
 کی برائی سے ، شیاطین کے دوسو سوں سے اور اس بات سے
 کہ وہ میرے پاس آئیں ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا دستور تھا کہ ان کا جو بچہ سمجھ دار

۱۔ ابو داؤد ، نسائی ، ترمذی ۔ ترمذی کہتے ہیں : یہ حدیث حسن اور غریب
 ہے ۔ حاکم نے بھی اسے بیان کیا ہے ، اور صحیح الاسناد بتایا ہے ۔ امام ذہبی نے مستدرک
 حاکم کی جو تلخیص کی ہے اُس میں یہ حدیث درج ہونے سے رہ گئی ہے ۔ بچوں کے
 گلے میں تعویذ باندھنے کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے جو لوگ تعویذ
 کے قائل ہیں وہ اسی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور جو قائل نہیں ہیں ان
 کے نزدیک یہ صرف ایک صحابی کا اپنا عمل ہے جو قابلِ حجت نہیں ہے ۔
 (الفتح الربانی)

ہو جاتا اُسے یہ دُعا سکھا دیتے اور نا سمجھ بچوں کے لیے اُسے کاغذ پر لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیتے۔

پسندیدہ یا ناگوار خواب دیکھنے کے افکار

ابوقتاۃؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: رویائے صالحہ اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور پریشان خوابی شیطان کی طرف سے۔ اگر تم میں سے کوئی خواب میں ناگوار بات دیکھے تو جاگتے ہی بائیں جانب تین بار بھونک دے۔ اور اس کی بُرائی سے اللہ کی پناہ مانگے، تو وہ خواب انشاء اللہ اسے گزند نہ پہنچائے گا۔ (صحاح ستہ)۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں خوابوں کی وجہ سے بیمار پڑ جایا کرتا تھا۔ بالآخر ابوقتاۃؓ سے ملاقات ہوئی اور ان کے سامنے میں نے یہ کیفیت بیان کی تو انہوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی: ”اچھا خواب من جانب اللہ ہوتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی خواب کے اندر پسندیدہ بات دیکھے تو دوست کے علاوہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے اور اگر ناگوار بات دیکھے تو اُسے مطلق نہ بیان کرے تو بائیں جانب تھنکار دے اور ”اعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ“ پڑھے اور پہلے جس کروش پر ہوا سے بدل دے، اس کا ضرر نہیں پہنچے گا۔“ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی ناگوار خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب نین بارتھوک دے اور تین مرتبہ نعوذ پڑھے اور جس پہلو پر پہلے لیٹا ہوا ہو اسے بدل دے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

خَيْرًا تَأْتَتْ وَ خَيْرًا يَكُونُ -

بہتر خواب دیجھا ہے، بہتر تعبیر پائے گا۔

دوسری روایت میں ہے آپ نے یہ کلمات فرمائے:

خَيْرًا تَلْقَا وَ شَرًّا تَوَقَّأْ خَيْرًا لَّنَا، وَ شَرًّا عَلَيَّ
أَعْدَاؤِنَا، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

اس خواب کی بھلائی تمہیں نصیب ہو اور برائی سے بچے
رہو۔ ہمارے حق میں بہتر اور ہمارے دشمنوں کے لیے وبال
ہو۔ اور سب حمد و ستائش اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات
کا پروردگار ہے۔

امام نووی نے ابو قتادہؓ اور جابرؓ دونوں کی روایتوں کو ریاض الصالحین باب
الرؤیا میں نقل کیا ہے۔ قتادہؓ کی روایت کا پہلا حصہ بخاری اور مسلم نے ابو سعید
خدرجیؓ سے بھی بیان کیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب انسان اچھا خواب
دیکھے تو الحمد للہ کہے اور دوستوں سے اس کا تذکرہ کرے۔

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ
میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ
میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

باب دوم :

حسُن عبادت

سائل نے دریافت کیا :

مَا الْإِحْسَانُ ؟ احسان (حسُن عبادت) کیا ہے؟

فرمایا :

”أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ

تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ“

”اللہ کی عبادت اس طرح کرو، گویا تم اسے دیکھ

رہے ہو، اگر تم اسے نہ دیکھ سکو تو خیال کرو کہ وہ تمہیں

دیکھ رہا ہے۔“ (مشکوٰۃ)

ارشادِ رسولؐ —————

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

www.paknovels.com

بیت الخلا میں آمد و رفت کے اذکار

بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے: **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ**۔
اے اللہ! میں شیاطین کے ذکور و اناث سے تیری

لہ بخاری اور مسلم کے علاوہ یہ سنن اربعہ اور دیگر کتب احادیث میں بھی مروی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ انسؓ کی حدیث اس مسئلہ کی سب سے صحیح اور حسن حدیث ہے۔ بخاری نے الادب المفرد میں تصریح کی ہے کہ یہ دُعا بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پڑھے نہ کہ داخل ہونے کے بعد۔ اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب انسان قضائے حاجت کی مخصوص جگہ میں جائے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اگر جگہ عام ہو تو کپڑے سوختے وقت یہ دعا پڑھ لی جائے جہور کا یہی مسلک ہے۔ امام خطابی اور ابن حبان وغیرہ کہتے ہیں:۔
خُبْث سے مراد ذکور شیاطین اور خَبَائِث سے مراد اناث ہیں۔

پناہ مانگتا ہوں۔

سعید بن منصور نے اپنی روایت میں ”بسم اللہ“ کے الفاظ بھی پڑھائے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَلْحَمْدُ فرمایا کرتے تھے۔ امام احمد نے سند میں زید بن ارقم کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فضلے حاجت کے مقامات، شیاہین اور جنوں کی آمد و رفت کی جگہیں ہیں۔ جب تم میں سے کوئی پاخانے میں اُسے تو یہ کہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں گندگی اور گندی چیزوں سے)۔ سنن ابن ماجہ میں ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں پاخانے میں داخل ہونے وقت یہ کہنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرَّجْسِ وَالْخُبْثِ الْمُخْبَثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

اے اللہ! میں پلید، نجس، ناپاک اور محترم گندگی،

شیطان مردود سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ترمذی میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

لے اسے مسند احمد کے علاوہ بیہقی نے سنن کبریٰ میں اور ابوداؤد نے اپنے سنن میں روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کا اشارہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ زید بن ارقم کی حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔

فرمایا: آدمی جب پاخانے جاتا ہے تو بسم اللہ کہہ دینے سے اس کی برکتی اور جھٹول کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے سے باہر آتے تو فرماتے: غُفْرَانُكَ ذِیْ تَرَى مَغْفِرَتَ چاہتا ہوں (امام احمد، سنن اربعہ)۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو فرماتے:

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَوْ دَاوُدُ، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، دارمی نے روایت کیا ہے۔ حاکم اور ابو حاتم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ بھی اسے صحیح کہتے ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ آپ نے بیت الخلاء میں نکلنے کے بعد استغفار اس لیے کیا کہ رفع حاجت کی حالت میں اللہ کا ذکر ترک ہو جاتا ہے۔ اس کو ناہی کی آپ نے اللہ سے بخشش طلب فرمائی۔ اس کا یہ مطلب بھی لیا جاتا ہے کہ انسان اپنے اندر مادہ غلیظ کو خارج کرنے پر قادر نہیں۔ اللہ کی عنایت سے اسے یہ قدرت حاصل ہوتی ہے، اور یہ اللہ کی اس قدر عظیم عنایت و مہربانی ہے کہ انسان اس کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس عجز کی تلافی استغفار سے کی جائے۔

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اور نسائی نے اسے انس بن مالک سے اور ابن سنی نے ابو ذر سے روایت کیا ہے۔ حافظ سیوطی نے اس کی صحت کا اشارہ کیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ
عَاقَبَنِیْ۔

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی
اور مجھے عاقبت بخشی۔

وضو کے اذکار

نسائی میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا : اَتَوَضَّأُ بِسْمِ اللّٰهِ
(اللہ کے نام سے وضو کا آغاز کرتا ہوں)۔ صحیح مسلم میں آپ کے وضو
کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے لمبی حدیث منقول ہے ،
جس میں آتا ہے کہ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو وضو کا اعلان
کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ اعلان کر چکے تو آپ نے فرمایا : جابر! پانی
لو اور بسم اللہ کہہ کر مجھ پر ڈالتے جاؤ۔ چنانچہ وہ بسم اللہ کہہ کر آپ پر وضو
کا پانی ڈالتے گئے۔ سند احمد اور سنن میں سعید بن زید سے مروی ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس شخص کا کوئی وضو نہیں ہے جس
نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں : وضو کے بارے
میں یہ حدیث سب سے احسن ہے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں :
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ ”جس کا وضو نہیں ہے“

اُس کی نماز نہیں ہوئی اور جس نے اللہ کا نام لے کر وضو نہیں کیا اس کا وضو نہیں ہوا۔" مُسند میں ہے، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ کا نام لے کر وضو نہیں کیا وہ وضو سے محروم رہا۔

ابو سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی، بزار، ابن ماجہ، دارقطنی، امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ سعید کے باپ زید بن عمرو ان دس افراد میں سے ایک میں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ ابو ہریرہ کی حدیث ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی اور حاکم سے مروی ہے۔ ابو سعید خدری کی حدیث ابن ماجہ، بزار، دارقطنی، بیہقی اور حاکم سے مروی ہے امام بخاری سعید بن زید کی حدیث کو اس باب کی سب سے احسن حدیث قرار دیتے ہیں۔ مگر اسحاق بن راہویہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے ابو سعید خدری کی حدیث کو اس مسئلہ کی صحیح ترین حدیث بتایا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کو فرمایا جب تم وضو کرنے لگو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھو، تمہارے محافظ فرشتے جب تک وضو ماقط نہ ہوگا تمہارے حق میں نیکیاں لکھتے رہیں گے (طبرانی، مشقی)۔ ان تمام روایات کی اسناد اگرچہ محل نظر ہیں، لیکن حافظ ابن حجر کہتے ہیں: ان احادیث کا مجموعہ تسمیہ کی اصلیت کو قوی کر دیتا ہے۔ شوکانی کہتے ہیں: یہ احادیث وضو میں تسمیہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت، ظاہر یہ، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل (ایک قول میں) تسمیہ کو واجب اور فرض قرار دیتے ہیں۔ شافعیہ، حنفیہ، امام مالک اور ربیعہ کے نزدیک تسمیہ سنت ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور اعضاء کو پوری طرح دھوئے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے:-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ترمذی نے شہادتین کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

اے اللہ! مجھے توبہ کرتے رہنے والوں میں شامل کر اور مجھے پاکیزہ بنا۔

اس حدیث کو ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل نے جن طریقوں سے روا کیا ہے ان میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ وضو کرنے والا خوش اسلوبی سے وضو کرے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر مذکورہ بالا دعا پڑھے۔ امام احمد والی روایت میں شہادتین کو تین مرتبہ دہرانے کا ذکر ہے۔

۱۔ حضرت عمرؓ کی اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ عقبہ بن عامر بیان کرتے

سنن نسائی میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :
جو شخص وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتا ہے :

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

تو پاک ہے اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا
کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں اور تیری طرف

میں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گیا۔ ایک روز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے اپنے اصحاب سے بات چیت کر رہے تھے۔
اثنائے گفتگو میں آپؐ نے فرمایا : جب سورج بلند ہو جائے اور ایک شخص اٹھے اور
خوش اسلوبی سے وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے، تو اس کی تمام خطا میں معاف
کردی جائیں گی اور وہ یوں ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے آیا ہے۔ عقبہ کہتے ہیں
میں نے سُن کر کہا : اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس
حدیث کا سماع میری قسمت میں لکھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو میرے
سامنے بیٹھے ہوئے تھے مجھے کہنے لگے : کیا اس حدیث پر تم متعجب ہو؟ حضورؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے آنے سے قبل اس سے بھی زیادہ عجب حدیث
فرمائی ہے۔ میں نے پوچھا، وہ کیا ہے میرے ماں باپ قربان ہوں؟ اُس پر
حضرت عمرؓ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ امام ترمذی کے اضافہ (اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي) ^۱
کو مسلم، بزار، طبرانی نے بطریق ثوبان بیان کیا ہے۔

رجوع کرتا ہوں۔

تو اس دعا کو سرِ بھر کر کے عرشِ الہی کی طرف اٹھا دیا جائے گا جہاں وہ ہر قیامت تک نہیں توڑی جائے گی۔ نسائی نے ابو سعید خدری سے جو کچھ روایت کیا ہے وہ صرف اتنا ہی ہے۔ رہے وہ اذکار و اُوراد جسے عامۃ الناس وضو کے وقت پڑھتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل ماثور نہیں ہیں اور نہ صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے ان کی کوئی اصلیت بیان کی ہے۔ بلکہ اس باب میں بعض جھوٹی باتیں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نسائی نے "عمل الیوم واللیلہ" میں اور حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔ یہ حدیث موقوف بھی مروی ہے اور مرفوع بھی۔ امام نسائی موقوف روایت کو صحیح قرار دیتے اور حاکمی مرفوع روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ شوکانی کہتے ہیں: "اس سے زیادہ وضو کی دعا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔" جو لوگ ہر ہر عضو پر دعائیں پڑھتے ہیں، جیسا کہ شافعیہ کی کتابوں میں مذکور ہیں تو وہ احادیث کی دعائیں نہیں ہیں۔ بلکہ بقول رافعی صالحین سے ماثور ہیں۔ نووی کہتے ہیں: ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امام شافعیؒ نے ان کو بیان نہیں کیا۔ بلکہ متقدمین میں سے کسی نے ان کو بیان نہیں کیا۔

آٹائے اذان اور اذان کے بعد کے اذکار

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ ابو سعید بیان کرتے ہیں: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اذان کی آواز سنو تو جواب میں وہی کلمات کہتے جاؤ جو مؤذن کہے۔“ صحیح مسلم ہی میں عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ”جب تم سے کوئی مؤذن کی آواز سنے تو جو کچھ مؤذن کہے وہ بھی ویسا ہی کہے اور پھر مجھ پر درود بھیجے کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرے۔ یہ جنت کا ایک مقام ہے جو اللہ کے کسی خاص بندے کے لیے مخصوص ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا، میرے لیے اس کی شفاعت لازم ہوگی۔“

۱۔ اس روایت کو پوری جماعت بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، نے مختلف راویوں سے بیان کیا ہے۔ امام طحاوی نے بھی ام حبیبہ سے روایت کیا ہے۔ اس ضمن میں چند مسائل کا ذکر ضروری ہے:

اذان کے دوسرے کلمات کے جواب میں تو اصل کلمات کو دہرایا جائے مگر ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کے جواب میں ”لا حول ولا

صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

قُوَّةُ الْإِلَهِ "کہے۔ جمہور کا مسلک یہی ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہ بھی مباح ہے کہ کبھی "لاحول ولا قوۃ الا" کہے اور کبھی اصل کلمہ ہی دُہرا دے۔ یعمری کہتے ہیں: اس پر ائمہ متفق ہیں کہ عجیب خواہ باواز بلند جواب دے خواہ آہستہ۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کا جواب سامع کو اذان سننے کے ساتھ ہی دینا چاہیے خواہ کسی حالت میں ہو۔ مگر مشہور مذہب یہ ہے کہ ذیل کی حالتوں میں جواب نہ دیا جائے: (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں (۳) حیض و نفاس میں (۴) علم دین کی درس و تدریس کے وقت (۵) رفع حاجت کے وقت (۶) کھانا کھانے کی حالت میں (۷) مباشرت کے دوران۔ البتہ ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ گزری ہو تو جواب دے دیا جائے۔ (بحوالہ ابن کثیر) نیز ظاہر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے مکرر کھوں کا ایک بار بھی جواب دیا جاسکتا ہے مگر تکرار بہتر ہے۔ اسی حدیث کی بنیاد پر کچھ فقہاء اذان کے جواب کو واجب قرار دیتے ہیں۔ امام طحاوی نے اسلاف کے ایک گروہ کا نام بیان کیا ہے جو وجوب کے قائل ہیں۔ حنفیہ، ظاہریہ اور ابن وہب کا بھی یہی مسلک ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مؤذن کے اللہ اکبر کہنے پر جواب میں فرمایا: "عَلَى الْفَطْرَةِ" (یہ فطرت اسلام پر قائم ہے) اور جب اس نے "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہا تو فرمایا: "خُوجِ مِنَ النَّادِ" (اے دوزخ سے نجات مل گئی) لیکن

رسول خداؐ نے فرمایا: جب مؤذن کہے: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ“۔ تم بھی کہو: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ“۔ وہ جب کہے: ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“..... تو کہو: ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“۔ وہ کہے: ”اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ“ تو کہو: ”اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ“ وہ جب کہے: ”حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ“ تم کہو: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“۔ ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کے جواب میں بھی یہی کہو۔ وہ جب کہے: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ تو کہو: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ“۔ وہ کہے: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“۔ تم بھی کہو: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“۔ جس نے حضورؐ قلب سے یہ کلمات جواب میں کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ہو سکتا ہے کہ اذان کے جواب کا حکم دینے سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ اذان خواہ ایک سنی جائے خواہ متعدد اذانیں سننے کا اتفاق ہو جواب ایک ہی مرتبہ دے دینا کافی ہے۔ (ملخص از نیل الاوطار امام شوکانی)۔

امام ابو داؤد نے اس حدیث کو حضرت معاویہؓ سے روایت کیا ہے۔ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ کی تشریح میں امام نوویؒ نے شرح مسلم میں متعدد علماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ مثلاً ابو الہیثم اور ثعلب کہتے ہیں: حَوْل کے معنی حرکت کے ہیں یعنی اللہ کی مدد کے بغیر ہم کوئی حرکت نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں کسی کام کی قوت حاصل ہو سکتی ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں: ”حَوْل“ سے مراد معصیت الہی سے بچاؤ کی طاقت اور ”قوت“ سے مراد اللہ کی فرمانبرداری کی استطاعت ہے۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت جابر بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا مانگے گا قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی:

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ
الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ
مَقَامًا مَّحْمُودًا اِلَیَّ الَّذِیْ وَعَدْتَهُ لَهٗ

لہ اس حدیث کو مسلم کے علاوہ پانچوں ائمہ حدیث نے بیان کیا ہے۔ نیز طحاوی، ابن حبان، ضیاء مقدسی اور حاکم نے بھی مختلف راویوں سے نقل کیا ہے۔ شوکانی لکھتے ہیں: ”دعوت سے مراد دعوت توحید ہے جیسا کہ قرآن میں آتا ہے: ”لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ“ (اللہ ہی کو پکارنا برحق ہے)۔ تائمہ سے مراد یہ ہے کہ یہ دعوت کامل اور ابد الابد تک باقی رہنے والی ہے اُس میں کوئی تغیر و تبدل رونما نہیں ہوگا۔ جیسے اللہ نے فرمایا: اَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي۔ ابن وہب کہتے ہیں یہ ”تائمہ“ اس لیے ہے کہ اس میں لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے اور یہ قول اتم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے ”مقام محمود“ کا جو وعدہ کیا ہے۔ اس کا ذکر قرآن کی اس آیت میں ہے: عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (بعد نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کر دے)۔ قیامت کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام شفاعت پر کھڑا ہونا بھی اسی میں شامل ہے۔ عبد اللہ بن عمر کی مذکورہ حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دعا کو پڑھنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیے۔

اے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے
رب محمدؐ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز کر
جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے ایک بار کہا: یا رسول
اللہ! مؤذن ہم سے برتر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس
طرح مؤذن کہتا جائے تم بھی وہی کہتے جاؤ۔ جب اذان ختم ہو جائے تو اللہ
سے جو مانگو، وہ دے گا۔

ترمذی میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: اذان اور اقامت کے مابین دُعا رد نہیں ہوتی۔ صحابہؓ نے
دریافت کیا، یا رسول اللہ! اس وقت ہم کیا دُعا مانگا کریں؟ فرمایا: اللہ
سے دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کی دُعا مانگو یعنی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ
اَلْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ سنن ابوداؤد میں سہل بن سعدؓ فرما
ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: دو دُعا میں رد نہیں ہوتیں یا بہت کم رد ہوتی
ہیں۔ ایک اذان کے وقت دُعا کرنا اور دوسرا جنگ میں صف بندی کے
وقت دُعا کرنا۔ بروایت سنن ابوداؤد ام المومنین ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں:-

چنانچہ بعض علماء لکھتے ہیں کہ: مؤذن جب ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“
کہے تو ایک مرتبہ ضرور ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کہا جائے۔

(علم الفقہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مغرب کی اذان کے بعد یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی :

اَللّٰهُمَّ هَذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَادْبَارُ نَهَارِكَ وَ
اَصْوَاتُ دُعَائِكَ وَحُضُورُ صَلَوَتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ۔

اے اللہ! یہ تیری رات آرہی ہے، تیرا دن رخصت ہو رہا ہے۔ تیرے مژدلوں کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، تیری نمازیں کھڑی ہو رہی ہیں، ایسے وقت میں میری مغفرت فرما۔

حضرت سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اذان سن کر یہ کہے :

وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ
لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ - رَضِيتُ بِاللّٰهِ
رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ کیٹا ہے۔ اس کا کوئی سا بھی نہیں ہے، اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد کو اپنا رسول تسلیم کرنے پر راضی ہو چکا ہوں۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی)۔

اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

گویا پانچ چیزیں اذان کے سننے و آداب میں سے ہیں : (۱) اذان کا جواب دینا (۲) یہ کہنا : رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا

(۳) اللہ تعالیٰ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ”وسیلہ“ اور ”فضیلہ“ کی درخواست کرنا (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا (۵) اپنے لیے دعائے خیر کرنا۔

اقامت کا جواب

سین ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت شروع کی۔ جب انہوں نے یہ کہا : قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ تُوْنَبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا : اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا (اللہ اسے قائم و دائم رکھے)۔ (امام شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ اقامت کا جواب مستحب ہے۔ رخ سح)

افتتاح نماز کے اذکار

صحیحین میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ
بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اَللّٰهُمَّ تَقَرَّبْ مِنِّيْ خَطَايَايَ
كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ
مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالسَّلَامِ وَالْبَرَدِ ۔

اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس قدر دوری
 کر دے جتنی مشرق و مغرب کے مابین ہے۔ الہی! مجھے اس طرح
 گناہوں سے پاک و صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے
 صاف اور اُجلا ہو جاتا ہے۔ الہی! میرے اوپر سے میرے گناہ پانی
 برف اور نرالے سے دھو ڈال۔

سنن ابو داؤد میں ہے۔ حضرت جبریلؑ مطہم بیان کرتے ہیں کہ انہوں
 نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نماز پڑھتے دیکھا۔ آپؐ نے آغاز میں یہ فرمایا:
 اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا - سُبْحَانَ اللَّهِ
 بَكْرَةً وَ آصِيلًا دیکھتے آپؐ نے تین بار ادا فرمائے، اَعُوْذُ
 بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ فَتْنِهِ وَ نَفْسِهِ وَ
 هَمَزَةٍ -

اللہ بہت بڑا ہے، ہر بڑائی کے ساتھ، تعریف و ستائش
 اللہ ہی کے لیے ہے کثرت کے ساتھ۔ ہم اللہ ہی کی تسبیح کرتے
 ہیں صبح و شام۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔ اس
 کے نفع دیکھ کر کہی ہوا ہے، اس کے نفقہ (جادو کی پھنکار) سے، اس
 کے ہمزہ (دوسوہ طرازی) سے۔

سنن اربعہ میں حضرت عائشہؓ حضرت ابو سعید خدریؓ اور دوسرے
 متعدد صحابہ کی روایات منقول ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا افتتاح اس
 دُعا سے فرماتے تھے:

مُحَمَّدًا اللَّهُمَّ وَبِحَبْلِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى
جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

پاک ہے تو اے اللہ! تعریف و ستائش ہے تیرے لیے۔
برکت والا ہے تیرا نام۔ سب سے بلند و بالا ہے تیری بزرگی، اور
کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔

صحیح مسلم کے اندر یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً
مروی ہے۔ صحیح مسلم ہی کے اندر حضرت علی رضی بن ابی طالب کی بھی یہ روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے تو فرماتے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ إِنَّا صَلَوَتِي وَنُسُكِي
وَحُجَّتِي وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَرَبَّنَا إِلَهُكُمُ أُمِدَّتْ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

میں نے کیسٹو ہو کر اپنا رخ اُس ہستی کی طرف کر لیا جس نے
زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہر گز شرک کرنے والوں
میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز، میری قربانی، میرا حینا اور میرا
مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک
نہیں ہے۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے
سراطاعت چھکانے والا ہوں۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي

وَأَنَا عَبْدُكَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي
فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّكَ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا
أَنْتَ ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا
إِلَّا أَنْتَ ، وَأَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا
إِلَّا أَنْتَ - لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ ،
وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ
اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ -

اے اللہ! تو بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ تو میرا
پروردگار ہے۔ میں تیرا غلام ہوں۔ میں نے اپنے آپ پر تم کیا۔
اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو میرے سارے گناہ معاف
کر دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ تو بہترین
خصائل کی طرف میری رہنمائی فرما۔ تیرے سوا کوئی بہترین خصائل
کی رہنمائی کرنے والا نہیں۔ بدترین خصائل کو مجھ سے دُور رکھ۔
تیرے سوا بدترین خصائل کو دُور رکھنے والا کوئی نہیں۔ بندہ تیرے
دربار میں حاضر ہے، خدمت گزاری کی سعادت کا اُردو مند بھلائی
تمام تیرے ماتھے میں ہے۔ شر کو تجھ سے نسبت نہیں۔ میں تیرے
ہی بل پر زندہ ہوں اور تیری طرف لوٹ جانا ہے۔ تو بابرکت و
برتر ہے۔ تجھ سے مغفرت کا طلب گار ہوں اور تیرے در
پر آگرا ہوں۔

اور جب رکوع میں ہوتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ لَكَ ذَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ ، وَلَكَ اَسَلْتُ ،
خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَحُجِّي وَعَظْمِي وَعَصِي .
اے اللہ! تیرے ہی لیے میں نے رکوع کیا۔ تجھی پر میرا

ایمان ہے۔ تیرا ہی فرماں بردار ہوں۔ سراپا تجھ میں تیرے حضور
میرے کان، آنکھیں، مغز، ہڈی اور پٹھے۔

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے :

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ،
مَلَأَ السَّمٰوٰتِ وَمَلَأَ الْاَرْضَ ، وَمَلَأَ مَا بَيْنَهُمَا وَ
مَلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ۔

اللہ نے سُن لی اس شخص کی جس نے اُس کی حمد کی پروردگار!
تیرے ہی لیے حمد ہے۔ اتنی کہ تمام آسمان بھر جائیں، تمام زمین بھر
جائے، ان دونوں کے مابین بھر جائے اور ان کے بعد وہ ہر چیز بھر
جائے جو تو چاہے۔

اور جب سجدہ میں ہوتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ اٰمَنْتُ ، وَلَكَ اَسَلْتُ
سَجَدَ وَحُجِّي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ
بَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔

اے الہی! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تجھی پر ایمان لایا۔ تیرا فرمانبردار

بنا۔ میرا چہرہ اُس ذات کے آگے سجدہ ریز ہوا جس نے اُسے پیدا کیا، اس کی صورت گری کی، اور اس میں کان اور آنکھ بنائے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ، سب سے اچھا خالق۔

تہنّد اور سلام کے درمیان آپ کے آخری کلمات یہ ہوتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَعْلَمْتُ بِهٖ مِنْيْ۔
اِنَّكَ اَنْتَ الْمَقْدَّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔
الہی! مجھے معاف کر دے جو گناہ میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو پوشیدہ کیے، جو علانیہ کیے۔ جو کچھ مجھ سے اسراف ہوا۔ اور وہ (گناہ) جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ڈال دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔

صحیح مسلم میں روایت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام شب میں اپنی نماز اس دُعا سے شروع

۱۔ یہ مکرر حضرت ابو ہریرہؓ سے صحیحین میں عام ادعیۃ رسول کے ضمن میں مروی ہے۔ لیکن اس میں ”مَا اَسْرَفْتُ“ کے بجائے ”مَا اَسْوَأْتُ“ ہے۔ مسند احمد اور صحیحین میں ابن بریدہ بھی اس حصّہ کو عام دعاؤں میں روایت کرتے ہیں، لیکن بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ۔

حَقُّ وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ،
اللَّهُمَّ لَكَ اسَلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَإِلَيْكَ اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَرَالَيْكَ حَاكَمْتُ
فَاَغْفِرْ لِي مَا قَدْ مَتَّ وَمَا اخَرْتُ، وَمَا اسَوْرْتُ، وَمَا
اَعْلَنْتُ، اَنْتَ اِلٰهِي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ تیری حمد ہے، تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں
ہے سب کا نور ہے، تیری حمد ہے، تو ہی آسمان وزمین اور جو
کچھ ان میں ہے سب کا منتظم ہے۔ تیری حمد ہے، تو ہی آسمان
زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا پروردگار ہے، تیری ہی حمد
ہے۔ تو حق، تیرا وعدہ حق، تیرا فرمان حق، تجھ سے ملاقات برحق
جنت برحق، دوزخ برحق، انبیاء برحق، محمد برحق، قیامت برحق ہے۔
اے اللہ! تیرے حضور سراغ لگندہ ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں، تجھ
پر ہی میرا بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع ہوا ہوں، تیرے
ہی زور کے بل پر دشمنوں سے جھگڑتا ہوں۔ تجھی سے اپنے
معاملات کا فیصلہ چاہتا ہوں۔ پس تو بخش دے جو کوتاہیاں مجھ سے
پہلے ہوئیں، جو بعد میں ہوئیں، جو پوشیدہ ہوئیں، جو علانیہ ہوئیں۔
تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

رکوع و سجود کے اذکار

سُننِ اربعہ میں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ رکوع میں تین مرتبہ یہ کہتے سنا: **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** پاک ہے میرا رب بزرگ و برتر اور مجدہ میں تین مرتبہ یہ کلمات ادا فرماتے سنا: **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى** دبے عیب ہے میرا رب عالیشان۔ ان حالتوں سے متعلق نبوی دعاؤں کی ایک طویل حدیث بروایت حضرت علیؓ اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ صحیحین کی روایت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اعْفِرْ لِيْ-

پاک ہے تو اے اللہ، ہمارے پروردگار! تعریف و ستائش ہے تیرے لیے، الہی! مجھے بخش دے۔

صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ کا یہ بیان مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ-

الہی! تو نہایت پاک اور قدوس ہے، فرشتوں اور روح الامیں

دجبرئیلؑ کا پروردگار ہے۔

بروایت ابو داؤد حضرت عوف بن مالک بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں یہ کہا کرتے تھے:

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ
وَالْعَظَمَةِ۔

ہم غلبہ، بادشاہت اور بزرگی و عظمت والے خدا کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے۔ ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوتے:

اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مَلَأَ السَّمَاوَاتِ وَمَلَأَ
الْأَرْضِ وَمَلَأَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمَلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ
شَيْءٍ بَعْدَ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ
الْعَبْدُ، وَكُنَّا لَكَ عَبْدٌ؛ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ
الْجَدُّ۔

اے الہی! ہمارے پروردگار! تیرے ہی جیسے تمام حمد ہے،
اتنی کہ آسمان بھر جائیں، زمین بھر جائے، ان دونوں کا مابین بھر
جائے، اور ان کے علاوہ وہ ہر چیز بھر جائے جو تو چاہے۔ اے
سزاوارِ تعریف و عظمت! ایک بندہ نے سب سے حق بات جو

ہکی (اور ہم سب ہی تیرے بندے ہیں) وہ یہ ہے: ”تو جو دے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو نہ دے اس کا دینے والا کوئی نہیں۔ کسی نصیبہ ور کو اس کا نصیبہ تیری گرفت سے بچا نہیں سکتا۔“

صبح بخاری میں رافعہ بن رافع سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ ایک روز ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو فرمایا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَا۔ پیچھے سے ایک آدمی نے سُن کر کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا غَنِيًّا۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو دریافت فرمایا: کون بول رہا تھا؟ اس نے کہا: ”یا رسول اللہ! میں تھا۔“ آپؐ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ تیس سے زیادہ فرشتے مسابقت کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو پہلے لکھے۔“

صبح مسلم کی روایت ہے، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”بندہ اپنے رب سے قریب ترین اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لیے سجدہ میں بکثرت مناجات کیا کرو۔“ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، ذِقْهُ وَجِلَّتْ، اَوَّلَهُ
وَاٰخِرَهُ، وَعَلَا نِيَّتَهُ وَسِرُّكَ۔

اے الہی! بخش دے میرے تمام گناہ چھوٹے اور بڑے، اگلے اور

کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِلَ وَاِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ، عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ
عِبَادِكَ فَيَمَّا كَاذِبِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ - اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفْتُ
فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ قَهْرِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلَى صَوَاطِ
مُسْتَقِيْمٍ -

اے اللہ! جبریلؑ اور اسرافیلؑ کے رب! زمین و آسمان
کے بنائے والے! پوشیدہ و ظاہر، ہر چیز کے عالم! تیرے بندے

امام احمد میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ: میں نے
اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شبانہ کی افتتاحی
دعا کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے یہ دعائیں اور فرمایا کہ حضور اللہ اکبرؐ
کہہ کر یہ دعا پڑھنے لگتے۔ ربیع بن جریجؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایسا ہی سوال کیا تو
حضرت عائشہؓ نے انہیں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز دس دس
مرتبہ اللہ اکبر، سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ اور استغفر اللہ دس مرتبہ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ
وَاِهْدِنِيْ وَوَرِّدْنِيْ رِاٰلِیْ! مجھے معاف فرما، ہدایت اور روزی عطا کر اور دس
مرتبہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَنْبٍ یُّوْمِ الْحِسَابِ - رِاٰلِیْ! میں روزِ حساب کی
تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔) سے فرماتے۔

(مسند احمد - ثانی)

جن اختلافات میں مبتلا ہیں تو ہسی ان کا فیصلہ کرے گا۔ تو اپنے
اذن سے اس امر حق کا راستہ مجھے دکھا دے جس میں میں اختلاف
کر بیٹھا ہوں۔ بے شک تو مجھے چاہتا ہے راہِ راست دکھا دیتا ہے۔
صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں :
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وسط شب میں جب نماز کے لیے اٹھتے تو آپ
کے لبوں پر آغازِ نماز سے قبل یہ دعا ہوتی تھی :
اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ مُدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَنْ فِيْهِنَّ۔ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ الْحَقُّ، وَ
وَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ

سہ صحیحین اور سنن اربعہ وغیرہ میں مروی ہے۔ امام نووی بیان کرتے ہیں کہ
”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے شبانہ کی خصوصیات یہ ہوتی تھیں کہ آپ اس
میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اعتراف کرتے، اس کے سچا ہونے کا اقرار کرتے، اس کے
وعدوں اور وعیدوں کو یاد فرماتے۔ جنت، جہنم اور دوزخ کے برحق ہونے کی تصدیق
کرتے۔“ حضرت زید بن ثابت سے بھی اس نوعیت کی ایک دعا معجم کبیر اور مستدرک
میں مروی ہے جو حضرت زید کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں تعلیم فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ اپنے اہل خانہ کو یہ دعا سکھاؤ اور ہر روز انہیں
اس طرف راغب کرتے رہو۔

پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ۔

حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کا بیان ہے۔ ایک رات میری آنکھ کھلی تو آپ کو بستر پر نہ پایا۔ آپ کی جتھوں نکل گئیں، اندھیرے میں ہاتھ سے ادھر ادھر ٹٹولا تو ناگاہ میرا ہاتھ پاٹے مبارک کے تلووں پر جا پڑا۔ دیکھا کہ آپ سر بسجود ہیں اور پاؤں اوپر اٹھے ہوئے ہیں اور یہ مناجات ہو رہی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَافَاَتِكَ مِنْ عِقُوْبَتِكَ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔ (دیہ اور اوپر کی حدیث مسلم سے مروی ہے)۔

اے اللہ! میں دامن پکڑتا ہوں تیری خوشنودی کا تیری ناراضگی سے، تیری درگزر شدت کا تیری سزا سے۔ اور پہاڑ مانگتا ہوں تیری ذات سے تیری ذات کا واسطہ دے کر۔ میں تیری ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ تیری ذات ویسی ہے جیسی تو نے خود ہی شنائی ہے۔

سہ مسلم، سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، دعون عائشہؓ اور عن علیؓ۔ اسی دعا کو حضرت علیؓ نے بھی روایت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ام غصنور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں پڑھا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو: مسند احمد، بیہقی، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، سنن اربعہ، مسند دارمی، مسند ابن خزمیہ، مسند ابن جارود اور محمد بن نصر۔

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے تھے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْعَلْنِيْ وَ
عَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ۔

الہی ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھے سیدھے رستہ پر چلا، میری شکستہ حالی دور کر، مجھے سلامتی دے، اور رزق عطا کر۔
ابوداؤد کی یہ روایت بھی ہے کہ حضرت حذیفہ نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین السجدتین یہ دعا پڑھا کرتے تھے :
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ۔
پروردگار ! مجھے بخش دے، پروردگار ! مجھے بخش دے۔

تشہد کا بیان

صحیحین میں ہے۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں : مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی دعا اسی طرح پڑھائی جس طرح آپ مجھے قرآن کی کوئی سورت پڑھایا کرتے تھے۔ وہ دعا یہ ہے :

۱۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں تشہد عبد اللہ بن مسعود ۶ طرق سے روایت

الْحَيَّاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلَسَّلَامُ

کیا ہے۔ ان میں سے پہلی روایت کو بیہی نے صحیح الزوائد میں بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح ہیں بھی مذکور ہے اور امام احمد نے ثقہ رجال سے اسے روایت کیا ہے۔ اسود بن یزید نخعی کے باپ جنہوں نے یہ تشہد عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے، بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے جب یہ بتایا کہ اس تشہد کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے تو ہم ان سے یہ تشہد حفظ کیا کرتے تھے۔ دوسری روایت ابو داؤد، سنن دارقطنی، سنن کبریٰ بیہقی اور صحیح ابن حبان میں وارد ہے۔ بیہی نے بحوالہ احمد بن حنبل اسے ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے معجم اوسط میں اسے لیا ہے۔ اس کے راوی (قاسم بن مخیرہ) کہتے ہیں کہ اس تشہد کی روایت کے وقت علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے بھی میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود کو یہ تشہد بتاتے وقت ان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ چنانچہ اس روایت میں ہر شیخ اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑتا رہا ہے۔ تیسری روایت نسائی نے بسند جید بیان کی ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے اپنے شاگرد ابوالاحوص کو تشہد بیان کرنے سے قبل یہ فرمایا: ”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس تشہد کی تعلیم سے قبل میں کچھ معلوم نہ تھا کہ قعدہ میں کیا پڑھیں۔“ حضور نے ہمیں ہر خیر کی ابتدائیں، انتہائیں اور اس کی جامع صورتیں تعلیم فرمائیں۔ چوتھی روایت کو عبداللہ بن مسعود کے صاحبزادے ابو عبیدہ نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے لیکن حافظ ابن حجر کے بیان کے مطابق ابو عبیدہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ - أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

ادب و تعظیم کے سارے کلمے اللہ ہی کے لیے ہیں اور تمام
عبادات و صدقات اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام آپ پر اے اللہ
کے نبی اور اس کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہم پر اور اللہ کے
تمام نیکو کار بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا

ثابت نہیں ہے۔ البتہ یہی روایت ایک دوسرے سلسلے سے بخاری اور مسلم نے بھی
بیان کی ہے۔ پانچویں روایت بخاری اور مسلم کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی بیان کی
ہے۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے حییٰ حیات تو ہم تہتہ میں ”السلام علیک ایہا النبی“ کہا کرتے تھے مگر آپ کے
وصال کے بعد ”السلام علی النبی“ پڑھنے لگے۔ ”چھٹی روایت کو بخاری، مسلم، ابوداؤد
ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دیگر سب علمائے حدیث و رجال نے بیان کیا ہے۔
اس روایت میں یہ رد لچپ ذکر بھی ملتا ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ قعدہ میں ہوتے تو ہم کہتے: ”بندوں سے پہلے اللہ پر سلام، جبریل پر سلام
میکائیل پر سلام، فلاں فلاں پر سلام ہو“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا:
”اللہ پر سلام کہنے کی ضرورت نہیں، اللہ تو سلام ہی ہے۔“ بلکہ یہ رالتحیات..... الخ پڑھا
کرد، اس میں زمین و آسمان کے درمیان جو بھی عبد صالح پہلے اس تک سلام پہنچ جاتا ہے۔

نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول
ہیں۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد ایسے ہی پڑھایا کرتے جس طرح آپ
ہمیں قرآن کی سورتیں پڑھایا کرتے تھے۔ وہ تشہد یہ تھا:

الْحَيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔ أَشْهَدُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ۔

۱۔ مسلم، ابو داؤد، ترمذی دیہ حدیث صحیح ہے، نسائی، ابن ماجہ اور احمد بن
حنبل نے روایت کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ دارقطنی نے اپنے
سنن میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں اسے نقل کیا ہے۔ طبرانی نے معجم کبیر میں
اسے لیا ہے۔ ان تمام محدثین میں ”السلام علیک“ کے ٹکڑے پر اختلاف ہے بعض
نے اسے الف لام کے ساتھ ”السلام“ بیان کیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کے
ایک درمیان کے راوی دیونس نے بیان کیا ہے۔ اور بعض نے ”مکرہ و سلام“
ذکر کیا ہے جیسا کہ اس حدیث کے ایک دوسرے درمیان کے راوی رحمتی نے
روایت کیا ہے۔ اسی طرح بعض نے اس کے آخری ٹکڑے ”وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

ہماری تمام مبارک سلامیاں، تمام نمازیں اور تمام پاکیزہ صدقات
اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ کا سلام اللہ کی
رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہم پر اور تمام نیک بندوں پر
بھی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ
کے رسول ہیں۔

مسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے بھی ایک تشہد نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ
اشعری کی روایت کے مطابق یہ تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو
تعلیم فرمایا تھا

الَّتِي تَاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ لِلَّهِ

ہماری تمام سلامیاں، ہماری نمازیں اور ہماری پاکیزہ باتیں
اللہ کے لیے ہیں

(اگلے الفاظ وہی ہیں جو عبد اللہ بن مسعود کے تشہد میں ہیں)
اسی طرح ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ایک

رَسُولُ اللَّهِ "كُوْنُ عَبْدًا وَرَسُولًا" کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔ (یہ تشہد عبد اللہ
بن عباس کہلاتا ہے)۔

مسلم اور ابو داؤد نے یہ تشہد مع طویل حدیث بیان کیا ہے۔ اور نسائی، ابن ماجہ،
دارقطنی اور طحاوی نے اسے باختصار بیان کیا ہے (یہ تشہد ابی موسیٰ اشعری کہلاتا ہے)
احمد بن حنبل نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

تشہد نقل کیا ہے جس کے ابتدائی کلمات یوں ہیں: اَلْحَيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ۔ بروایت ابو داؤد، سمرۃ بن جندب فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی کہ جب تم نماز کے وسط میں ہو یا نماز ختم کر رہے ہو تو سلام سے پہلے یہ پڑھو: اَلْحَيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمَلَكُ لِلّٰهِ۔ پھر دائیں جانب سلام دو اور پھر اپنے امام پر اور اپنی ذات پر سلام کہو۔

امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو یہ تشہد پڑھایا کرتے تھے: اَلْحَيَّاتُ لِلّٰهِ الذَّاكِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ (ادب و تعظیم کے سارے کلمے اللہ کے لیے ہیں، تمام پاکیزہ اعمال اللہ کے لیے ہیں، تمام پاکیزہ مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں)۔ اس کے آگے تشہد ابن مسعودؓ کے الفاظ ہیں۔ امام مالکؓ نے حضرت عائشہؓ کا بھی ایک تشہد نقل کیا ہے جس کا پہلا کڑا یوں ہے: اَلْحَيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الذَّاكِيَّاتُ لِلّٰهِ۔ اگلے کلمات تشہد ابن مسعودؓ کے مطابق ہیں۔ امام نووی نے المجموع میں تشہد عائشہؓ کی روایت کو صحیح لکھا ہے۔

۱۔ ابو داؤد نے اسے روایت کیا ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں ”اشهد ان لا اله الا الله“ کے بعد ”وَحْدًا لَا شَرِيكَ لَهُ“ کے الفاظ بھی ہیں۔ اس کے علاوہ طحاوی نے اور دارقطنی نے شرح معانی الآثار میں اسے بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا تشہدات میں سے جو تشہد بھی پڑھ لیا جائے درست ہے۔
امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما ابن مسعود کے تشہد کو اختیار کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے ابن عباسؓ کے تشہد کو اختیار کیا ہے اور امام مالکؒ نے حضرت عمرؓ کے تشہد کو ترجیح دی ہے۔ ہر تشہد مسنون اور صحیح ہے۔

دُرود اور سلام کا بیان

بخاری اور مسلم میں کعب بن عجرہ نے روایت کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ! ہم نے آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو معلوم کر لیا

لے امام نوویؒ کہتے ہیں ”ان تمام روایات میں سے صحیح ترین عبد اللہ بن مسعودؓ کی ہے، پھر ابن عباسؓ کی۔ ابو بکر بنیارس نے بھی اپنے مسند میں تشہد عبد اللہ بن مسعودؓ کو صحیح ترین حدیث لکھا ہے اور بتایا ہے کہ یہ حدیث ۲۰ سے زائد طرق سے مروی ہے۔ امام لغوی نے بھی شرح السنہ میں اس کی تائید کی ہے۔ مسلم کہتے ہیں: تشہد ابن مسعودؓ پر لوگوں کا اجماع ہے۔ امام ذہبی نے بھی اسے صحیح ترین روایت قرار دیا ہے اور وجہ ترجیح یہ بیان کی ہے کہ اس پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے اور اس کے رواۃ میں ایک لفظ پر بھی اختلاف نہیں ہے۔

مگر آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا: یوں کہا کرو:
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ - اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
 مَّجِيدٌ۔

اے اللہ! رحمت فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جس طرح تو نے
 رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر۔ خدایا! برکت عطا فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو
 جس طرح تو نے برکت دی ابراہیمؑ کو۔ تو ہی قابلِ تعریف اور

لہ کعب بن بجرہ کی اس روایت کو بخاری، مسلم، ترمذی اور بیہقی نے ذکر کیا
 ہے۔ کعب بن بجرہ سے ایک اور درود منقول ہے جو صحاح سنہ اور مسند احمد میں
 مذکور ہے، اور جسے حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ وہ درود وہی
 ہے جو اس وقت عام طور پر رائج ہے، وہ یہ ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ -
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

صاحبِ عظمت ہے۔

صحیحین میں ابو حمید ساعدی سے بھی ایسی ہی ایک حدیث مروی ہے کہ ہم نے آپ سے درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کیا تو آپ نے یہ درود پڑھنے کا ارشاد فرمایا :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰزْوَاٰجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآزْوَاٰجِهِمْ
وَذُرِّيَّتِهِمْ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔
[نیز ابوداؤد۔ مؤطا امام مالک، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد]۔

اے اللہ! رحمت فرما محمد پر اور ان کی ازواجِ مطہرات اور اولاد پر، جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم پر، اور برکت عطا فرما محمد کو اور ان کی ازواجِ مطہرات اور اولاد کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی آلِ ابراہیم کو، تو ہی قابلِ تعریف اور صاحبِ عظمت ہے۔

صحیح مسلم میں ہے۔ ابو مسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ کی بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے۔ بشیر ابن سعد نے آپ سے دریافت کیا کہ ”یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم فرمایا ہے، ہم کس طرح درود بھیجیں؟“ (راوی کہتے ہیں کہ) آپ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہمیں حیرت ہوئی کہ یہ شخص آپ سے سوال نہ کرتا تو اچھا تھا۔ پھر آپ

نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود بھیجو تو یہ کہو:

لے مسلم، ترمذی اور نسائی اور احمد بن حنبل نے اسے روایت کیا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ درود کے الفاظ مسلم کے ہیں۔ ترمذی، نسائی اور مسند احمد میں پہلی جگہ ”عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ“ کے بجائے ”عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ“ ہے۔ مسند احمد میں کعب بن عجرہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ”اے مومنو! نبی پر درود و سلام بھیجا کرو۔“ تو ہم لوگوں نے آپ سے درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کیا۔ ابو مسعود انصاری کی روایت میں بشیر ابن سعد کے سوال کے بعد آنحضورؐ کی خاموشی کے متعلق طبرانی نے معجم کبیر میں لکھا ہے کہ آپؐ انتظارِ وحی میں خاموش ہو گئے تھے حتیٰ کہ وحی سے آپؐ کو درود کی تعلیم دی گئی۔ حافظ عراقی کہتے ہیں کہ درود سے متعلق جتنے متفرق الفاظ مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں، ان سب کو جمع کر کے درود پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ امام نووی نے بھی اس طرح الفاظ کو جمع کرنا مستحسن خیال کیا ہے۔ سنا نچر حافظ عراقی نے درودیوں مرتب کیا ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ أَهْلَانِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ
وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ جَمِيدٌ جَمِيدٌ۔ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ
آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ
حَبِيدٌ حَبِيدٌ۔

اے اللہ! رحمت فرما محمد اور آل محمد پر، جس طرح تو نے
رحمت فرمائی آل ابراہیم پر، اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد
پر جس طرح تو نے کائنات کے اندر برکت نازل کی ابراہیم پر، تو ہی
قابل ستائش و سزاوار عظمت ہے۔

عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَبِيدٌ حَبِيدٌ۔

اے اللہ! رحمت فرما محمد پر جو تیرے بندے، تیرے رسول
اور نبی اُمّی ہیں اور رحمت فرما آل محمد پر اور ان کی ازواجِ مطہرات
اُنَّہُمُ الْمُؤْمِنَاتُ پر ان کی اولاد پر اور ان کے تمام گھرانے پر، جس طرح تو
نے رحمت فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو ہی قابل ستائش
اور سزاوارِ عظمت ہے۔ اے اللہ! برکت نازل کر محمد نبی اُمّی پر، آل
محمد پر اور ان کی ازواجِ مطہرات اور اولاد پر جس طرح تو نے برکت
نازل کی کائنات کے اندر ابراہیم اور آل ابراہیم پر، بے شک تو
ہی قابل تعریف و لائقِ عظمت ہے۔

امام نووی اور حافظ اعانی کے یہ اضافے مسند احمد میں مختلف طرق سے مروی ہیں۔

ابن ماجہ نے اپنے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: کہ جب تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگو تو بطریق حسن بھیجو۔ تمہیں کیا خبر کہ یہ درود جناب فداہ ابی واتی کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ لوگوں نے آپ سے گزارش کی کہ پھر آپ ہمیں درود سکھائیں۔ آپ نے بتایا کہ یوں درود پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتَكَ
عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَ
قَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ - اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْهُ مَقَامًا
يَغْنِيْهِ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ -

اے اللہ! اپنی برکت، اپنی رحمت اور اپنی نوازشات
بھیج سرآمدِ رسل، پیشوائے متقین، خاتم الانبیاء محمد پر، جو تیرے
بندے، تیرے پیغمبر، سرخیمہ خیر، رہنمائے خیر اور رسولِ رحمت
میں۔ اے اللہ! انہیں اُس مقام پر فائز فرما جو پیش روؤں کے
لیے باعثِ رشک ہو۔ اے اللہ! رحمت فرما محمد اور اہل محمد پر،

جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر، تو ہی قابل ستائش اور صاحب عظمت ہے۔ اے اللہ! برکت عطا فرما محمدؐ اور آل محمدؐ کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کو، بے شک تو ہی قابل تعریف اور صاحب عظمت ہے۔

تَشْہِدُ کے بعد کے اذکار

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگو: عذاب دوزخ سے، موت و حیات کی آزمائش سے اور مسیح و جال کے قتلے سے۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت بھی مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (تَشْہِدُ کے بعد) یہ دُعا مانگا کرتے تھے:-
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ

سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد۔ نیز نسائی اور بیہقی نے بھی اسے روایت کیا اور اتنا اضافہ کیا ہے کہ ان چیزوں سے پناہ لینے کے بعد اپنے لیے جو دُعا مانگنا چاہے مانگے۔ امام نووی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بھی حضرت عودہ بن زبیر کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔

أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَاةِ وَالْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْمَأْخِذِ وَالْمَغْرَمِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور
تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں موت
اور زندگی کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بُرے اعمال اور قرض
سے۔

چنانچہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کس کثرت
سے قرض سے پناہ مانگتے ہیں؟ ارشاد ہوا: "اُدعی جب قرض کے زیر بار
ہو جاتا ہے تو غلط بیانی اور وعدہ خلافی پر اتر آتا ہے۔" صحیحین میں ہے کہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ "مجھے
ایسی دعا سکھائیں کہ میں اسے اپنی نماز میں مانگ کر دوں۔" ارشاد ہوا: یہ
دعا پڑھا کرو:

سَلِّمُ الْوُأْدُ، تَرْذِي، نَسَائِي، مَسْنَدُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت استعاذہ کا جس نے سوال کیا تھا وہ خود حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ نسائی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

سَلِّمُ الْوُأْدُ، تَرْذِي، مَسْنَدُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ۔ امام بخاری، مسلم اور دیگر تمام علما نے حدیث و رجال نے اسے بیان کیا ہے۔
امام نووی کہتے ہیں: "امام بخاری اور دیگر محدثین کی ایک کثیر جماعت نے اس حدیث سے

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظَلَمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَعْفُدُ
الذَّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ - فَاَعْفُدْنِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ
وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوْمُ الرَّحِیْمُ۔

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ہی ستم ڈھائے، اور
تیرے سوا کوئی مغفرت نہیں کر سکتا، تو اپنی جناب سے میری مغفرت
فرما اور مجھ پر رحم کر۔ تو مجھے دالا اور رحم کرنے والا ہے۔

سنن البوداؤد میں ہے۔ ان حضورؐ نے ایک شخص سے دریافت فرمایا: نماز
میں دعا کس طرح پڑھتے ہو؟ اُس نے جواب دیا: تشہد پڑھ کر یہ کہہ دیتا ہوں:
اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَاعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! تجھ سے جنت کا سوال ہے اور دوزخ کی پناہ ہے۔

لیکن آپؐ اور معاذ جس طرح گنگنا تے ہیں میں اس طرح نہیں کر سکتا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سب انہی دونوں چیزوں (طلبِ جنت اور
تعوذِ دوزخ) کے ارد گرد گنگنا تے ہیں۔ (سوال کرنے والا غالباً بدوی تھا، جو
فیصیح زبان نہیں سمجھتا تھا، اس لیے اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
معاذؓ کے بچے کو گنگنانے سے تعبیر کیا۔ الفتح الربانی از عبد الرحمن البنا)

تشہد اور سلام کے مابین دعائیں پڑھنے کے لیے استدلال کیا ہے۔ دوسری روایت
میں ”ظلمًا کثیرًا“ کے بجائے ”ظلمًا کبیرًا“ کے الفاظ ہیں۔ شیخ عز الدین بن جماعة کہتے
ہیں: مناسب یہ ہے کہ کبھی کبھار پڑھ لیا جائے اور کبھی کبھار۔

مسند احمد بن حنبل اور سنن ابوداؤد دونوں میں یہ روایت مذکور ہے کہ شاد بن اوس نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کے اندر یاد راوی کو شک ہے، نماز کے بعد پڑھنے کے لیے یہ دعائیں سکھایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّابِتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ
فِي الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ فَعْلِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ
وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا، وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ
خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ
أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔
(نیز ترمذی، نسائی)۔

اے اللہ! میں تجھ سے دین پر ثابت قدمی اور راہِ راست پر استقلال کا سوال کرتا ہوں۔ تجھ سے تیری نعمتوں کی شکر گزاری اور تیری خوب تر عبادت کی توفیق طلب کرتا ہوں۔ تجھ سے قلبِ سلیم اور راست گویان کا طالب ہوں۔ ہر بھلائی کا جو تجھے معلوم ہے سوال کرتا ہوں۔ ہر برائی سے جو تیرے علم میں ہے، تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ہر گناہ سے جسے تو جانتا ہے بخشش کا طلبگار ہوں۔ بے شک تو تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جانتا ہے۔

سنن نسائی میں ہے کہ حضرت عمار بن یاسر نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور اس میں متعدد دعائیں مانگیں اور کہا کہ میں نے انہیں رسول اکرم فداہ

ابنی دائمی سے سنا ہے، وہ دعائیں یہ ہیں:

اللَّهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَ قُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ
أَجِيبْنِي إِذَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا
عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي۔

اے اللہ! تیری غیب دانی اور مخلوق پر تیری قدرتِ کاملہ
کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہوں کہ مجھے زندہ رکھ جب تک تو زندگی
کو میرے لیے بہتر جانے۔ اور مجھے اٹھا لے جب موت میں میرا
بھلا دیکھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْعَصَبِ وَالرِّصَا، وَ
أَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى، وَأَسْأَلُكَ لِعِيْمًا
لَا يَفْقَدُ، وَأَسْأَلُكَ قُدْرَةً عَيْنٍ لَا تَنْقُطُ وَأَسْأَلُكَ
الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ
الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ الْكَرِيمِ
وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَأٍ مُضَوَّءٍ، وَلَا فِتْنَةٍ
مُضِلَّةٍ۔ اللَّهُمَّ زَيِّنَا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا مُهْتَدِينَ۔

لے نیز مسند احمد بن حنبل، صحیح حاکم، نسائی، بسندِ حمید۔ مسند احمد میں آخری الفاظ یوں
ہیں: وَاجْعَلْنَا هُدًى مُهْتَدِينَ۔ (اور ہمیں راست رو رہنما بنا)۔

الہی! تجھ سے میری التجا ہے کہ غلوت و جلوت میں تجھ سے ڈرتا ہوں، میری التجا ہے کہ طیش و رضامندی میں حق بات کہوں۔ میری التجا ہے کہ ناداری و مالداری میں اعتدال پر رہوں۔ میں تجھ سے ایسی نعمت چاہتا ہوں جسے فنا نہ ہو۔ تجھ سے اٹکھ کی ایسی ٹھنڈک چاہتا ہوں جسے زوال نہ ہو۔ تجھ سے تیرے فیصلوں پر تسلیم و رضا کی توفیق کا سوال ہے، تجھ سے موت کے بعد پُر آسائش زندگی کا سوال ہے۔ الہی! تیرے رُخِ زیبا کی لذت دیدار چاہتا ہوں، تیرے وصل کی آتشِ شوق چاہتا ہوں جو کسی پریشان کُن سختی اور کسی گمراہ کُن فتنہ کے بغیر حاصل ہو جائے۔ اے اللہ! ایمان کی زینت سے مزین کر اور ہمیں راست رو بنا۔

سلام کے بعد کے اذکار

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیر لیتے تو تین بار اَسْتَغْفِرُ اللہَ کہتے اور پھر فرماتے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

اے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل۔ ایک اور

اے اللہ! تو سلامت ہے، تجھ سے سلامتی کا فیضان ہے

با برکت ہے تو اے عظمت و نوازش والے!

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تو یہ پڑھتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -

اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ لَهُ

روایت میں ہے کہ یہ دعا آپ سلام پھیرنے سے قبل پڑھا کرتے تھے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”مِنْكَ السَّلَامُ“ کے بعد عوام الناس ”إِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، حِينَئِذِينَ بِنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ“ اور ”تَبَارَكْتَ“ کے بعد ”دِينًا وَتَعَالَيْتَ“ پڑھتے ہیں تو ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس دعا کو احمد بن حنبل، ابو داؤد اور نسائی نے بروایت عائشہؓ بھی نقل کیا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”مُخَفَّفُ نَمَازِكَ بَعْدَ اس دَعَاكَ بَعْدَ بَيْتِكَ كَرْتَهُ تَقَى دَمْلَم، تَرْمِذِي، ابْنُ مَاجَهٍ۔“

لے بخاری، مسلم اور دیگر تمام علمائے حدیث و رجال نے اسے بیان کیا ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو خط لکھا کہ آپ مجھے کوئی ایسی بات لکھ دیجیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی فرمائروائی ہے۔ اُسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ الہی جو تو عطا کرے اُسے روکنے والا کوئی نہیں اور جس سے تو محروم کر دے اُس کا دینے والا کوئی نہیں۔ اور کسی اقبال مند کی اقبال مندی اسے تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

صحیح مسلم میں ہے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد سلام پھیر کر ان کلمات سے تہلیل فرماتے تھے:

سے سنی ہو۔ چنانچہ مغیرہ بن شعبہ کے کاتب (سیکرٹری) ورا د کہتے ہیں کہ جواب میں مغیرہ نے یہ دعا لکھ کر بھیجی۔ ورا د کہتے ہیں کہ بعد میں میں ایک وفد کے ساتھ امیر معاویہ کے پاس گیا تو میں نے امیر کو منبر پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس دعا کی تعلیم و تلقین کرنے سنا۔ مسند احمد اور مؤطا امام مالکؒ اور محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ میں نے امیر معاویہؓ کو منبر رسولؐ پر (مدینہ میں) بتاتے سنا کہ میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔ لیکن اس روایت میں دعا کا حرف یہ ٹکڑا ہے: اللہ لا مانع... الخ (مسند احمد)

اے مسلم کے علاوہ مسند احمد بن حنبل میں بھی یہ مروی ہے۔ مسند احمد میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ کے بجائے: ”أهل النعمة والفضل والثناء الحسن“ کے بجائے: ”أهل النعمة والفضل والثناء الحسن“ ہے۔ ابو الزبیر کہتے ہیں: میں نے عبد اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَ
لَا تَعْبُدُ إِلَّا آيَا لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ
الْثَنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ -

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یگانہ ہے۔ اس کا کوئی
شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے۔ اُسی کی حمد ہے۔ وہ ہر چیز
پر قادر ہے۔ طاقت اور قوت اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اللہ کے
سوا کوئی خدا نہیں۔ ہم اُسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمت اُس کی،
فضل اس کا۔ اچھی ستائش اسی کے واسطے۔ نہیں کوئی خدا بجز اللہ
کے۔ ہم اپنے دین کو اس کے لیے خالص رکھتے ہیں، خواہ کافروں
کو ناگوار گزرنار ہے۔

مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ

بن الزبیر کو منبر کے اوپر اس حدیث کو بیان کرتے سنا ہے۔ عبد اللہ بن الزبیر کے
بھتیجے ہشام بن عروہ بن زبیر نے اس دعا کو روایت کیا ہے اور بتایا ہے کہ عبد اللہ
بن زبیر معمولاً ہر نماز کے بعد اسے پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ ، ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور پھر تئو تک پورا کرنے کے لیے یہ دعا پڑھے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ یگانہ ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں ، اُسی کی بادشاہت ہے ، اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔

تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام خطاؤں کو بخش دے گا ، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں ۔“

۱۔ بخاری ، مسلم اور دیگر تمام کتب حدیث میں یہ روایت مذکور ہے ۔ صاحب ”الفتح الربانی“ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں ذنوب (خطائیں) سے مراد گناہ صغیرہ ہیں ۔ ایسی ہی ایک حدیث محمد بن ابی عائشہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے ۔ اس میں حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا : یا رسول اللہ ! مالدار لوگ سارا ثواب لوٹ کر لے گئے ۔ وہ ہماری طرح نماز روزہ بھی کرتے ہیں اور ان کے پاس مال وافر ہے وہ تو صدقہ خیرات کر لیتے ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، میں تمہیں ایسی دعائیں بتا دوں جن پر اگر تم کاربند ہو گئے تو اُگے لکھنے والوں کو جاپاؤ گے اور تمہیں کوئی نپا کے گا الا یہ کہ اُس نے بھی تمہارے ہی جیسا کام کیا ہو ۔ میں نے عرض کیا : ضرور بتائیں ۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

یا رسول اللہ! فرمایا، ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہا کرو اور لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدید۔
پر ختم کر دیا کرو۔ ایک اور روایت میں اللہ اکبر کو ۴۰ مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ ابو ذرؓ کی روایت کو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا ہے۔ ترمذی نے اسے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم مذکورہ کلمات کو نمازوں کے بعد پڑھا کریں۔ چنانچہ ایک انصاری کو خواب آیا۔ اس سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد یہ پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ انصاری نے جواب دیا ”ہاں“۔ اُس شخص نے کہا: کہ ۲۵ - ۲۵ مرتبہ پڑھا کرو اور اس میں ”لا الہ الا اللہ“ کا اضافہ کر لو۔ انصاری نے صبح کو یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ”ایسے ہی کر لیا کرو“۔ حافظ ابن حجر اور شوکانی کہتے ہیں: گویا آپؐ نے ایک صحابی کے صالح خواب کی تائید فرمادی ہے۔ اس طرح سے ذکر الہی کا یہ طریقہ بھی مستنون ہو گیا ہے۔ ایسی حدیث کو اصطلاح میں تقریر کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا کلمات صحابہ کثرت سے پھیلایا کرتے تھے۔ مسند احمد میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک جہان اترا۔ انہوں نے پوچھا کیا بٹھرو گے تو اونٹ چراگاہ میں

و سلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو مسلمان بندہ ان پر قائم ہو جائے وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ وہ دونوں بالکل معمولی ہیں۔ مگر ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ ہر نماز کے خاتمہ پر دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ دن بھر میں زبان پر تو یہ کلمات صرف ڈیڑھ سو مرتبہ آئیں گے مگر میزانِ (قیامت کے روز نصب ہونے والا ترازوئے عدل) میں یہ ڈیڑھ ہزار کے مساوی ہوں گے۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ بسترِ خواب پر لیٹتے وقت ۴۳ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ زبان نے انہیں صرف سو مرتبہ شمار کیا، مگر میزانِ الہی میں ایک ہزار محسوب ہوئے۔“ راوی کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کلمات کو انگلیوں پر گنتے اور پڑھتے دیکھا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا: ”یہ کیوں کر ہے کہ میں تو یہ معمولی، مگر ان کے عامل کم ہیں۔“ آپؐ نے

صحیح دیں یا جا رہے ہو تو یہیں چارہ لا دیں۔ جہان نے کہا۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا تو پھر میں آپؐ کو ایسا توشہ دیتا ہوں کہ اس سے بہتر اگر میرے پاس ہوتا تو وہ دیتا۔ اس کے بعد آپؐ نے مذکورہ کلمات ہر نماز کے بعد پڑھنے کی تلقین کی۔

مسند ابوداؤد طحاوی میں ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ ہر جہان کے ساتھ یہی طریقہ اختیار فرماتے۔ یعنی آپؐ کو ان کلمات کی اشاعت عام کا عشق تھا۔

فرمایا: جب تم میں سے کوئی سونے لگتا ہے تو شیطان اکراں کلمات کو پڑھنے سے پہلے اسے تھپک کر سلا دیتا ہے۔ نماز کے موقع پر آجاتا ہے تو قبل اس کے کہ انسان یہ کلمات پڑھے، شیطان کوئی نہ کوئی ناگزیر کام یاد کر دیتا ہے۔“

عقبر بن عامر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلقین فرمائی کہ میں ہر نماز کے پیچھے معوذتین پڑھا کروں۔ نسائی نے ابو ہریرہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے پیچھے آیتہ الکرسی پڑھتا ہے تو اس کے اور دخول جنت کے درمیان صرف موت ہی حائل ہے۔“

علامہ ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ امام نووی نے کتاب الاذکار میں اس کو بیان کیا ہے اور اسے ابو داؤد، ترمذی اور نسائی کی جانب بسند صحیح منسوب کیا ہے۔ ایوب سختیانی نے بھی اس حدیث کی صحت کی تصدیق کی ہے۔

علامہ ابو داؤد، نسائی، ترمذی، مسند احمد بن حنبل۔ ترمذی اور نسائی کی صحاح میں تو معوذتین (سورہ الفلق اور الناس) کا ذکر ہے۔ مگر ابو داؤد اور مسند احمد میں ”معوذات“ کا لفظ ہے۔ اس سے مراد وہ دعائیں ہیں جن میں مختلف چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

شیطان کو دفع کرنے کے اذکار

پچھے حضرت ابو ہریرہؓ کے واقعہ میں گزر چکا ہے کہ جو شخص بوقت خواب ہیئت الکرسی پڑھ لیتا ہے، شیطان اس کے پاس دم نہیں مارتا۔ نیز جو شخص سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کرے گا وہ اس کی حفاظت و نگہداشت کے لیے کافی ہوں گی۔ اسی طرح جو شخص دن میں سو مرتبہ کلمات ذیل پڑھ لیتا ہے تو یہ کلمے اس کے لیے پورا دن شیطان کے مقابلے میں ڈھال بنے رہتے ہیں:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اسی کی حکمرانی ہے، اسی کی تعریف و ستائش ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

قرآن کریم میں آتا ہے: اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ خَذَعٌ فَاستَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ۔ اور کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ اعراف - ۲۰۰ - چنانچہ دوسری جگہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی:

دَبَّ اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۝

اَعُوذُ بِكَ دَبَّ اَنْ يَخْضُوونَ ۝ (المؤمنون - ۹۷-۹۸)

اے پروردگار! میں شیطان کے دوسوں سے تیری پناہ

چاہتا ہوں اور اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس

آئیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شیطان

کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیے اکثر یہ پڑھا کرتے تھے:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزَاتٍ وَ نَفْثَةٍ ۝

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو سنے اور جاننے والا ہے شیطان

مردود کی دراندازی سے، اُس کی پھنکار سے اور اس کی بحر طرازی سے۔

۱۔ عبداللہ بن مسعود کی روایت کو ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔ مگر ابو داؤد

ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں جبیر بن مطعم کی روایت سے اس کے

بکثرت شواہد مذکور ہیں۔ ہمز، نفث اور نفخ کی تشریح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ہمز سے مراد مرگی، نفث سے مراد شعر

اور نفخ سے مراد استنکار کی ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تینوں جسمانی اور ذہنی عوارض

شیطان کے شر سے پیدا ہوتے ہیں۔

(الفتح الربانی، شرح منہاج احمد)

حضرت عثمان بن ابوالعاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ شیطان میری نماز میں خلل ڈال دیتا ہے اور قراءت کو مجھ پر گڈٹ کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ شیطان ہے جسے خنزیر کہا جاتا ہے۔ جب تم اس کی فعل اندازی کو محسوس کرو تو فوراً اس سے اللہ کی پناہ مانگو یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرو، اور تین مرتبہ اپنی بائیں جانب تھکاردو۔“ چنانچہ میں نے اسی کے مطابق عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دفع کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ کے پاس

۱۴۔ مسند احمد بن حنبل میں ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا تَعَوَّلْتَ لِكُمُ الْغِيْلَانِ فَنَادُوا بِالْاِذَا نِ —————
 وجب جنات اور غول تمہیں ستائیں اور پہکا میں تو اذان بلند کرو۔
 ۱۵۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو مسند میں بسند حید بیان کیا ہے۔
 شتر ب مٹے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ مسند میں عمار بن یاسر کی ایک حدیث مروی ہے جس میں آتا ہے کہ انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ دو رکعت

ایک آدمی نے شکایت کی کہ اس کے دل میں کچھ دوسو سے اور شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ نے اُسے بتایا کہ یہ دُعا پڑھو: **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** — دو ہی ذات واحد اول بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے باطن بھی ہے۔ اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ شیطان کا سد باب کرنے کے لیے سب سے بڑا نسخہ معوذتین۔ اور سورہ الصفات کی ابتدائی آیات اور سورہ الحشر کی آخری آیات کی تلاوت ہے۔

انگلیوں پر گنتے کا بیان

اعشؓ نے عطاء بن سائب سے اور عطاءؓ نے اپنے باپ کے واسطے

پڑھیں۔ لوگوں نے ان پر اعتراض کیا کہ آپ نے حد درجہ تخفیف کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ عمار بن یاسر نے جواب دیا کہ تخفیف کی وجہ یہ ہوئی کہ نماز میں شیطان نے دراندازی شروع کر دی تھی اور مجھے سہولاحق ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اس لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق انہیں مختصر کر کے ختم کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نماز میں شیطانی وساوس کا دخل ہو جائے تو نماز کو لمبا کرنے کے بجائے اور دوسووں کو مزید دعوت دینے کے بجائے تخفیف کے ساتھ نماز کو ادا کر دیا جائے اور شیطان سے تعوذ کیا جائے۔

سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر بیس پڑھتے دیکھا۔“ (ابوداؤد)

یُسیرہ جو ایک مہاجر صحابیہ ہیں، روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: تم عورتوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بیس توہیل اور تقدیس کرتی رہو۔ ان سے کبھی غفلت نہ کرو، ورنہ رحمت خداوندی تم کو فراموش کر دے گی۔ اور انگلیوں سے گنا کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز ان سے بھی سوال کیا جائے گا۔ اور انہیں زبان سطا کی جائے گی۔

ذکر مضاعف

حضرت ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصبح نماز کے لیے اُن کے حجرے سے نکلے، وہ اُس وقت اپنے مُصلیٰ پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ جب آپ پاشت کے وقت واپس تشریف لائے تو وہ بدستور بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

ما ابو داؤد، ترمذی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند رک حاکم، مسند احمد وغیرہ میں مذکور ہے۔ حاکم نے اس روایت پر سکوت کیا ہے مگر حافظ ذہبی اور حافظ سیوطی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بیس سے مراد ”بحان اللہ“ توہیل سے ”لا الہ الا اللہ“ اور تقدیس سے ”سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ“ ہے۔

”ابھی تم ویسے ہی بیٹھی ہو جیسے میں چھوڑ گیا تھا؟ چنانچہ انہوں نے اپنے طویل وقوف کی وجہ عرض کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم کو ایسے چار کلمے بتا دیتا ہوں جنہیں صرف تین تین مرتبہ پڑھا جائے گا لیکن ان کا وزن اُس سے زیادہ ہوگا، جو کچھ تم نے اب تک پڑھا ہے۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ۔

میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں اللہ کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔

۲۔ سُبْحَانَ اللَّهِ دَعَاءَ نَفْسِهِ۔

میں اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہوں اس کی ذات کی رمانندی کی حد تک۔

۳۔ سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ۔

میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں اُس کے عرش کے ہم وزن۔

۴۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ۔

میں اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہوں اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار میں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ اُس کے سامنے گھٹلیوں اور کنکریوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر اُسے فرمایا: میں تمہیں وہ چیز بتا دیتا ہوں۔

جو اس سے آسان بھی ہے اور افضل بھی ہے، تم یہ پڑھا کرو :
 سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ
 سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ ، سُبْحَانَ
 اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ
 مَا هُوَ خَالِقٌ ۔

میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں اُس کی آسمانی مخلوق کی تعداد
 کے برابر۔ میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں اُس کی ارضی مخلوق کے
 برابر۔ میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں زمین و آسمان کے مابین مخلوق
 کے برابر۔ میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں جن چیزوں کا وہ خالق ہے
 ان کی تعداد کے برابر۔

ایسے ہی اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، الْحَمْدُ لِلَّهِ اور لَا
 حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کے کلمات پڑھے جائیں۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)۔

اللہ کے محبوب ترین کلمے

سمرہ بن جندب کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 ”اللہ تعالیٰ کو قرآن کے بعد چار کلمات سب سے زیادہ محبوب ہیں
 اور وہ بھی قرآن ہی سے ماخوذ ہیں۔ ان میں سے جس سے چاہو ابتدا کرو
 تو کوئی حرج نہیں۔ وہ یہ ہیں : (۱) سُبْحَانَ اللَّهِ (۲) الْحَمْدُ لِلَّهِ (۳)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (م) اللَّهُ أَكْبَرُ۔ دوسری روایت میں ہے: ”قرآن کے بعد چار کلموں کو سیریز پر فضیلت حاصل ہے اگرچہ وہ بھی قرآن ہی سے ماخوذ ہیں۔“ (اور وہ چار کلمے وہی ہیں جن کا اوپر ذکر ہے)۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ

سہ مسلم، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد۔ قرآن سے ماخوذ ہیں“ کے الفاظ مسلم میں نہیں ہیں۔ نسائی نے ان کو بیان کیا ہے۔ ان چار کلموں کی تاکید اور افضلیت میں اجتہاد صحابہ سے اور بھی متعدد احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن اُمّ ہانی بنت ابوطالب فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بوڑھی اور ضعیف ہو چکی ہوں۔ یا اس طرح کے اور الفاظ انہوں نے کہے۔ آپ مجھے کوئی عمل بتائیں جسے میں بیٹھے بیٹھے کرتی رہوں۔ حضورؐ نے فرمایا: سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھو، یہ تمہارے لیے اولاد و اسمعیل میں سے سو غلام آزاد کر دینے کے اجر کے مساوی ہوگا۔ سو مرتبہ الحمد للہ پڑھو، یہ تمہارے لیے سو ساز بند گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ میں دے دینے کے ثواب کے مساوی ہوگا۔ سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ یہ تمہارے لیے سو مقبول اور قلاہ دار بندوں کے ثواب کے مساوی ہوگا۔ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھو۔ ابن خلف راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے عامم نے مجھ سے حدیث بیان کرتے وقت یہ کہا کہ حضورؐ نے جو حقیر کلمے کے ثواب میں یہ فرمایا:۔۔۔ یزید بن دہسان کے درمیان جو کچھ ہے اُسے بھر دیں گے۔ اور اس روز کوئی شے اس کی جانب نہیں اٹھایا جائے گا الا یہ کہ کسی نے ایسا ہی عمل کیا ہو (نسائی

ابن ماجہ، مسند احمد، سنن کبریٰ، معجم کبیر، معجم اوسط باختلاف الفاظ۔ اس کی سند سب کے نزدیک حسن ہے۔ عبد اللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ میں قرآن کا کوئی حصہ اخذ کر لینے پر قادر نہیں ہوں۔ آپ مجھے اس کا کوئی بدل تعلیم فرمادیں۔ آپ نے مذکورہ بالا چار کلمے بتائے اور ان پر ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ کا اضافہ فرمایا۔ اس شخص نے کہا۔ یہ تو ذات الہی کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْحُمْنِيْ“ پڑھو۔ اس کے بعد وہ شخص مٹھیاں بند کیے واپس چلا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے دونوں ہاتھ خیر سے بھر لیے۔ دمنذری، ابن ابی الدنیا، بیہقی، نعمان بن بشیر سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمے ”باقیات صالحات“ ہیں۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”باقیات صالحات“ کا ذخیرہ کر لو۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ”ملت؟“ لوگوں نے نین بار آپ سے یہ سوال کیا، آپ جواب میں ”ملت“ فرماتے رہے۔ چوتھے سوال پر آپ نے فرمایا: یہ ”تکبیر، تہلیل، تہلیل، تسبیح، تحمید اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں مذکورہ پانچوں کلموں کو ملت یعنی اصل دین سے تعبیر فرما کر ان کی اہمیت و فضیلت کو خوب واضح فرمایا ہے۔ انس بن مالک کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی لے کر اُسے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ“ پڑھنا ہر اُس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (یعنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔)

ایک تیسری حدیث میں ہے: ”سب سے بہتر کلام جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے پسند کیا ہوا ہے یہ ہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

جھلایا اگر اس کے پتے نہ گرے تیسری مرتبہ جھلانے سے اُس کے پتے گرے۔ تو آپؐ نے فرمایا: جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے اسی طرح یہ پاروں کلمے گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں۔ (امام احمدؒ نے برواۃ صحیح اسے روایت کیا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے)۔ امام احمدؒ نے ایک موقوف روایت میں ذکر کیا ہے کہ ایوب بن سلیمان، جو صنعاء کے رہنے والے تھے، کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں عطاء خراسانی کی مجلس میں دیوار مسجد کے پہلو میں بیٹھے رہے۔ ہم نے ان سے کوئی سوال یا گفتگو نہیں کی۔ پھر ہم ابن عمرؓ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ہم نے کوئی سوال یا گفتگو نہ کی۔ ابن عمرؓ نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا، نہ تم کوئی بات کر رہے ہو اور نہ ہی اللہ کا ذکر کر رہے ہو۔ اللہ اکبر، الحمد للہ، اور سبحان اللہ و بھم کہو۔ ایک کے بدلے میں دس نیکیاں اور دس کے بدلے میں سو نیکیاں حاصل ہوں گی۔ اور جو بڑھے گا اس کے لیے اللہ بھی اپنا اجر بڑھائے گا اور جو چپ ہو جائے گا اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (مسند احمد)

لے سلم اور نسائی۔ ترمذی میں یوں ہیں: سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ

”ہم اللہ کی تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں۔“ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو کلمے ہیں جو زبان پر نہایت بلکے پھلکے (قیامت کے روز) میزان میں بڑے بھاری اور وزنی اور رحمان کو نہایت محبوب اور پیارے ہیں؟“ (وہ یہ ہیں): ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“

نماز جنازہ کی دُعا

عوف بن مالکؓ کہتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ میں اپنے رب کی تسبیح کرتا ہوں اس کی حمد کے ساتھ، مسند احمد میں یہ حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ”سب سے افضل کلام کونسا ہے؟“ آپؐ نے جواب میں یہ کلمے ارشاد فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ”سبحان اللہ و بحمدہ“ دن میں سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کی لغزشیں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم، نسائی، ترمذی، مسند احمد)۔

۱۔ عیادت، جنازہ، نماز جنازہ سے متعلق ضروری مسائل یہ ہیں:

بیمار کی عیادت کرنا سنت ہے۔ اگر بیمار کے اعزہ وغیرہ میں کوئی اس کی

مرتبہ نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ کی نماز جنازہ یاد رکھی۔ آپ نے فرمایا

خبر گیری کرنے والا نہ ہو تو ایسی حالت میں عام مسلمانوں پر، جن کو اُس کی حالت معلوم ہو، عبادت کرنا فرض کفایہ ہے۔ امام ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ عبادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اُس کے سر ہانے کی جانب بیٹھ جاتے، حال پوچھتے، صحت کی دعا کرتے۔ یہ مجھ میں روس ہے کہ آپ یہ بھی دریافت فرماتے: کچھ کھانے کی اشتہا ہے؟ اگر وہ کوئی ایسی چیز بتاتا جو مضر نہ ہوتی تو دینے کا حکم دیتے۔ آپ اپنے سیدھے ہاتھ کو بیمار کے بدن پر رکھ کر اُس کے لیے کبھی یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ دَبَّ النَّاسِ وَاشْفِهِ
وَ اَنْتَ الشَّافِیُّ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا
یُعَادُ سَاقِماً۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن عثیمہ)

اے اللہ! تکلیف دور فرما۔ اے لوگوں کے پروردگار! اے شفا عنایت کر، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے جو بیماری کا نام و نشان نہ رکھے۔ کبھی فرماتے:

لَا بَاسَ طَهُورًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

کوئی اندیشہ نہ کرو، انشاء اللہ صحت ہے۔ (بخاری، نسائی، ابن عباسؓ)۔

تھا :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ

الکریمین سے مایوس ہو جاتے تو فرماتے :

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

بیشک ہم اللہ ہی کا مال ہیں، اور اسی کی طرف پلٹ کر

جانا ہے۔

جب آپ حضرت سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو تشریف لے گئے تو

آپ نے تین مرتبہ فرمایا :

اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا۔

الہی! سعد کو شفا دے۔

شرح سفر السعادت میں مذکور ہے کہ عیادت حقوق اسلام میں سے نہیں

ہے بلکہ یہ حقوق مصاحبت میں سے ہے۔ یعنی جس شخص سے میل ملاقات ہو اُس

کی عیادت مسنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ چنانچہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ تو آپ اس کی عیادت کو تشریف

لے گئے اور دعوت اسلام پیش کی۔ اُس نے قبول کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ

کے چچا ابو طالب مُشرک تھے اُن کی بھی عیادت کی اور اسلام کی دعوت دی۔

جب کسی کے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہو تو اُسے قبلہ رخ لٹا دیا جائے۔

دعاکم، عن ابی قتادہ، بجز الرائق، اور خود مختصر دمرنے والا، یہ دعا پڑھے :

نُزْلَهُ، وَدَسَّعَ مَدْخَلَهُ وَاعْتَسَلَهُ بِالْمَاءِ وَالشَّيْءِ

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى -

الہی! مجھے بخش دے، رحم فرما، اور مجھے رفیقِ اعلیٰ جماعت
انبیاء و صالحین کے زمرہ میں شامل کر دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری، مسلم اور ترمذی میں مروی ہے۔
کہ عالم نزع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہی کلمات تھے اور حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آخری الفاظ بھی یہی تھے۔

مستحب یہ ہے کہ جو شخص محقر کے پاس ہو وہ اسے کلمہ توحید کی تلقین کرے۔
مسلم، سنن اربعہ، عن ابی سعید) اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خود آواز بلند کلمہ کو
پڑھے تاکہ مریض سن کر خود بخود اپنی زبان سے اُسے دہرائے۔ اُسے پڑھنے کے
لیے نہ کہا جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بیہوشی میں وہ پڑھنے سے انکار کر دے۔
حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مفارقتِ دنیا کے وقت جس شخص کی زبان
کے آخری الفاظ ”لا الہ الا اللہ“ ہوں گے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد)
مستدرک حاکم۔

جب اس کی روح پرواز کر جائے تو اُس کی آنکھیں نہایت نرمی سے
موند دی جائیں اور ساتھ ہی یہ دعا پڑھی جائے :-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَكَ دَارْفَمَ دَرَجَتِهِ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَ
اخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَائِبِينَ وَاعْفُؤْنَا وَلَكَ يَا رَبِّ

وَالْبَرِّ، وَنَقَّهَ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ

الْعَالَمِينَ۔ وَاقْتَمَ لَكَ فِي قَبْرِكَ وَنَوَّرَ لَكَ فِيهِ۔

(مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

الہی! اس کی مغفرت فرما، ہدایت یافتہ زمرے میں اس کو مرتبہ بلند عنایت فرما، اور سپہانہ گان میں اس کا جانشین ہو جا۔
اے رب العالمین! ہماری اور اس کی مغفرت کر، اس کی قبر کو کشادہ کر اور اسے نور سے منور کر دے۔

یہ وہی دعا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ کے پہلے خاوند ابوسلمہ کی وفات کے بعد ان کی آنکھیں موندتے وقت پڑھی تھی۔
میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی میت بے غسل دفن کر دی گئی تو وہ سب مسلمان جن کو اس کی خبر تھی گنہگار ہوں گے۔ میت کو غسل دینے والا رشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو تو بہتر ہے ورنہ کوئی بھی دے سکتا ہے۔ کفن کے لیے قیمتی کپڑا استعمال نہ کرنا چاہیے۔ ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمتی کفن دینے سے منع کیا۔

ابن ابی شیبہ اپنے ”مہنف“ میں حضرت ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ میت کو چار پاٹی پر رکھتے وقت یا اسے اٹھاتے وقت ”بسم اللہ“ کہنا چاہیے۔ بخاری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میت کو جلدی سے لے کر چلو۔ اگر وہ نیک ہے تو

الْأَكْبَفُ مِنَ الدَّائِسِ وَ أُنْبِئْ لَهُ دَامَ أَحَبُّ دَامِنِ دَارِهَا

اُسے جلدی سے خیر کے دامن میں دے دو اور اگر وہ بد ہے تو جلدی سے اپنی گردنوں سے اتار دو۔

جو لوگ جنازہ کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اُتار جائے بیٹھنا مکروہ ہے، الّا یہ کہ انہیں کوئی ضرورت درپیش ہو یا کوئی عذر لاحق ہو (رد المحتار)۔ جو لوگ جنازہ کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں انہیں جنازہ کو دیکھ کر کھڑا نہ ہونا چاہیے (رد المحتار و در المختار)۔ صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر آخر میں آپ نے اسے ترک کر دیا۔ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ ہوں انہیں جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر سب لوگ جنازہ کے آگے ہو جائیں تو یہ مکروہ ہے۔ اسی طرح جنازہ کے آگے کسی سواری پر بھی چلنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار) جنازہ کے ہمراہ پا پیادہ چلنا مستحب ہے۔ اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازہ کے پیچھے چلے (در مختار)۔ جنازہ کے ہمراہ جو لوگ ہوں انہیں کوئی دعا یا ذکر بآواز بلند پڑھنا مکروہ ہے (در مختار وغیرہ)۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ”وہ اس بات کو بہت برا جانتے تھے کہ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ ہوں وہ پکار کر کہیں: اللہ تمہاری میت کو بخش دے“ علامہ شامی رد المحتار میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”بلند آواز سے دعا اور ذکر کا یہ حال ہے تو میت کے ہمراہ گانے کا کیا حال ہو گا جو

وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ

آج کل ہمارے شہروں میں رائج ہے۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ یہ نماز درحقیقت میت کے لیے ارحم الراحمین سے دعائے مغفرت و رحمت ہے۔ جس طرح دوسری نمازوں کے لیے وضو ضروری ہے، اسی طرح نماز جنازہ کے لیے بھی وضو ضروری ہے۔ لیکن اگر نماز شروع ہو رہی ہو وقت کم ہو اور اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم بھی کیا جاسکتا ہے۔ نماز جنازہ جو نئے پہنے ہوئے پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ جو تا گندگی سے پاک ہو اور وہ جگہ بھی نجاست سے پاک ہو جہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے۔ نماز جنازہ میں متحب یہ ہے کہ حاضرین کی تین صفیں (کم از کم) کر دی جائیں۔ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک امام بن جائے، تین کی ایک صف بنائی جائے، دو کی دوسری اور ایک کی تیسری۔

نماز جنازہ کے دو رکن ہیں، قیام اور تکبیر۔ چنانچہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سے زیادہ بھی مروی ہیں۔ صحابہ اہل بدر کے جنازہ پر پانچ، چھ اور سات تک تکبیریں کہتے تھے، جمہور کا مسلک چار تکبیروں کا ہے۔ نماز میں تین چیزیں مسنون ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا (۳) میت کے لیے دعا کرنا پہلی تکبیر کے بعد یہ شتاہ پڑھی جائے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى

وَادْخُلْهُ الْجَنَّةَ وَاعِدُكَ مَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

جَدُّكَ وَحَبْلُ ثَنَادُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

پاک ہے تو اے اللہ! تعریف و ستائش ہے تیرے لیے۔

برکت والا ہے تیرا نام، بلند و بالا ہے تیری بزرگی، سب سے اونچی

ہے تیری تعریف، اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔

دوسری تکبیر کے بعد وہی درود پڑھا جائے جو ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ تیسری

تکبیر کے بعد جنازہ کی مخصوص دعا پڑھی جائے۔ بالغ مرد و عورت کی دعائیں تو تن میں

مذکور ہیں۔ اگر نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھی جائے :-

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَحَبًّا وَذُخْرًا

وَاجْعَلْهُ لَنَا شَفِيعًا وَ مُشَفَّعًا ۔

اے اللہ! اس بچے کو ہمارا ہر اول بنا، اسے ہمارے لیے

ذخیرہ بنا، اسے ہمارا شافع بنا اور اس کی شفاعت قبول فرما۔

اگر لڑکی ہو تو ”اجْعَلْهُ“ کے بجائے ”اجْعَلْهَا“ اور ”شَفِيعًا وَ

مُشَفَّعًا“ کے بجائے ”شَفِيعَةٌ وَ مُشَفَّعَةٌ“ پڑھنا چاہیے۔ اور اللہ اکبر کہہ کر سلام

پھیر دینا چاہیے۔

بحرالائق اور شامی وغیرہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں ایسے وقت میں

شریک ہوا کہ کچھ تکبیریں ہو چکی ہوں تو اسے امام کی تکبیر کا انتظار کرنا چاہیے۔

جب امام تکبیر کہے تو یہ بھی تکبیر کہہ کر ماتھ باندھ لے۔ یہ اس کی تکبیر تحریمہ ہوگی پھر

اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اس کو دامنِ رحمت میں لے

جب امام سلام پھیرے تو اپنی فوت شدہ تکبیروں کو ادا کر لے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی چکا ہو تو اسے امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرنا چاہیے بلکہ فوراً تکبیر کہہ کر شریک ہو جانا چاہیے اور بعد میں فوت شدہ تکبیروں کا اعادہ کر لینا چاہیے۔ یہ امام ابو یوسفؒ کا مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آئے وہ نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا کیونکہ چوتھی تکبیر پر نماز ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کے وقت موجود تھا اور شرکت کے لیے مستعد تھا مگر تکبیر تحریمہ میں شریک نہ ہو سکا تو اسے فوراً تکبیر کہہ کر شریک ہو جانا چاہیے۔ امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرنا چاہیے۔ اور جس تکبیر کے وقت وہ حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمہ نہ ہوگا۔ اگر مسبقاً (یعنی جو بعد میں فوت شدہ تکبیروں کی قضا کر رہا ہے) کو اندیشہ ہو کہ اگر وہ دعا پڑھے گا تو دیر ہو جائے گی اور جنازہ اٹھ جائے گا تو دعا کو ترک کر دے۔

اگر کسی شخص کو جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو اسے صرف تین مرتبہ اللہم اغفر للمؤمنین والمؤمنات - اے اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مغفرت فرما، پڑھ لینا چاہیے۔ اور اگر یہ بھی کسی وجہ سے یاد رکھنا ممکن نہ ہو تو صرف جنازہ کی چار تکبیروں پر اکتفا کر لے۔ نماز جنازہ ہو جائے گی۔ کیونکہ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ فرض نہیں ہے۔ (بحر الرائق)

بعض دوسرے ائمہ مثلاً امام شافعیؒ اور محدثین کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد

اسے بچا، معاف کر، اچھی پذیرائی فرما، اس کا ٹھکانہ (قبر) کشادہ کر،

سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ الفاتحہ پڑھنی درست نہیں ہے، اگر شہداء کے ارادہ سے پڑھی جائے تو جائز ہے۔ امام ابن قیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں: ابن عباسؓ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی تو پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ باواز بلند پڑھی اور لوگوں سے فرمایا: میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ (بھی) سنت ہے۔ ابو امامہ بن سہل کا مسلک بھی یہی ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔

امام ابن قیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی جنازہ لایا جاتا تو پہلے آپؐ یہ دریافت فرماتے کہ میت مقررہ تو نہیں ہے۔ اگر قرض ہوتا تو خود جنازہ میں شریک نہ ہوتے مگر صحابہؓ کو اجازت دے دیتے۔ یہ اس لیے کہ آپؐ کی نماز درحقیقت مردہ کے لیے شفاعت کا حکم رکھتی تھی۔ مردہ بغیر اس کے کہ اس کا قرض ادا ہو، جنت میں نہیں جاسکتا۔ پھر آپؐ اس کی شفاعت کیوں کر کر سکتے تھے؟ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مالی حالات درست کر دیے تو آپؐ سب کا قرض ادا فرماتے تھے اور سب کے جنازہ کی نماز پڑھاتے تھے۔ میت کا قرض اپنے ذمہ لے لیتے تھے اور اس کا مال و متاع وارثوں کو دے دیتے تھے۔ (مختص)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی جنازہ میں شرکت کی یہاں تک کہ اس پر نماز بھی پڑھی تو اسے

اسے پانی، برف اور یخ میں غسل دے کر خطاؤں سے اس طرح پاک
و اُجلا کر دے جس طرح تو کپڑے کو میل کچیل سے اُجلا کر دیتا ہے۔

ایک قیراط ثواب ملے گا اور جس نے تدفین میں بھی شرکت کی اسے دو قیراط ثواب ملیگا۔
سوال کیا گیا: قیراط سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”دو بڑے بڑے پہاڑ“ اور مسلم میں
ہے: ”ان دونوں میں سے چھوٹا پہاڑ جبل اُحد کے برابر ہے۔“

میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے
طریقہ پر اس کو قبر کے حوالے کرتا ہوں۔

دوسری روایت میں ”بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ“ آیا ہے۔

قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے کہ سر ہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے

اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے۔ پہلی مرتبہ پڑھے:

”مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ“ (اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا)۔ دوسری مرتبہ وَ فِيْهَا

نَعْبُدُكُمْ (اور اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے) اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ

تَارَةً اُخْرٰی (اور اسی سے قیامت کے روز تم کو دوبارہ نکال کھڑا کریں گے) پڑھے۔

(رد المحتار)۔ البوداؤد، حاکم، بزار اور بیہقی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو دفن کر لو تو قبر پر کھڑے ہو

کر اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ثابت قدمی کی دعا

کرو، اس لیے کہ اس وقت اس سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔

اسے دُنیا کے گھر سے بہتر گھر، دُنیا کے رشتہ داروں سے اچھے رشتہ دار اور دُنیا کے رفیق زندگی سے اچھا رفیق بدل دے۔
اسے بہشت میں داخل کرو اور عذابِ قبر سے پناہ میں رکھو۔

عوف بن مالکؓ کہتے ہیں میں نے یہ دُعائیں کر کہا: ”کاش یہ میرا جنازہ ہوتا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعائیں مجھے نصیب ہوتی۔“ بعض روایات میں آخر کے الفاظ یوں ہیں: وَقَدْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ (اُسے قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھو)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز جنازہ پڑھائی اور یہ دُعائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَأُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِتْنَا فَاجِبِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِتْنَا فَتَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْرِمْنَا اَجْرًا وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَكَ۔

اے اللہ! ہمارے زندہ و مردہ، ہمارے موجود و غیر موجود ہمارے چھوٹے اور بڑے، ہمارے مرد و عورت کی مغفرت فرما۔

اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے اُسے ایمان پر موت دے۔ خداوند! اس کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کرو ورنہ ہمیں اس کے بعد گمراہ کر دے۔

وَاللّٰهُ بْنُ اسْتَقَعَ كَهْتَنِيْ هِيْنَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَے اِیْکِ مُسْلِمَانِ
کِی نمازِ جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ کو یہ پڑھتے سنا :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا ابْنُ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ
جِدَارِكَ ، فِیْكَ فِتْنَةٌ الْقَبْرِ وَعَذَابُ النَّارِ ، وَاَنْتَ
اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ ، اَللّٰهُمَّ فَاعْفُ ذَلَّةً ، وَارْحَمْهُ
اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ (البوداؤی)

اے اللہ! فلاں بن فلاں دیہاں میت کا نام اور اس کے باپ
کا نام لیا، تیرے سپرد ہے، تیری امان و پناہ میں ہے۔ تو اسے قبر کی
آزمائش اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ تو اپنا وعدہ ایفا کرنے والا
اور سزاوارستائش ہے۔ خداوند! اس کی معفرت فرما، اس پر رحم کر
بے شک، تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا : تم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ جنازہ میں کیا دعا پڑھتے سنا ہے ؟ حضرت ابوہریرہ
نے یہ دعا پڑھی :

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا ، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا
لِلْاِسْلَامِ ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ
بِیْسَرَّتِهَا وَ عَلَانِيَتِهَا ، جَنِّنا شَفْعَاءَ فَاعْفُ لَهَا ۔
(امام احمد۔ البوداؤی)

اے اللہ! تو اس میت کا پروردگار ہے۔ تو نے ہی اسے

پیدا کیا، تو نے اسے اسلام کا راستہ دکھایا، تو نے اس کی روح
قبض کی ہے۔ تو اس کے ظاہر و باطن سے بخوبی باخبر ہے۔ ہم
تیری درگاہ میں اس کی سفارش کرنے آئے ہیں، پس تو اس کو
بخش دے۔

باب سوم :

زادِ راہ

”وَتَزَوَّدُوا، فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ
التَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا يَٰ أُولَى
الْأَلْبَابِ - (بقرہ : ۱۹۷)

زادِ راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر
زادِ راہ پر ہیزگاری ہے۔ پس اسے ہوشمند
میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔

• — ارشادِ الہی

1994

1995

1996

1997

1998

1999

2000

2001

2002

2003

2004

2005

2006

2007

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں

صحیح مسلم میں ابو حمید یا ابو اسید روایت کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور پھر یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ -

اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب نکلے تو کہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ -

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

سنن ابوداؤد میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے

ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَ

سُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ -

میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے برتری کی، اس کے رخِ زیبائی، اس

کے اقتدارِ ازل کی رائدہ درگاہِ شیطان سے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کہا کرتے تھے جب کوئی شخص یہ دعا پڑھ لیتا

ہے تو شیطان کہتا ہے: ”یہ آدمی تمام دن میرے شر سے محفوظ ہو گیا۔“

گھر سے نکلنے کے اذکار

سنن ترمذی میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص — گھر سے باہر نکلتے وقت — یہ دعا پڑھتا ہے:

بِسْمِ اللَّهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

اللہ کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور اللہ کی مدد کے بغیر کوئی چارہ گری اور کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔

تو اسے جواب ملتا ہے: كَفَيْتَ (تیرا کام سُدھار دیا گیا)، وَفِيَتْ (تجھے محفوظ کر لیا گیا)، هُنِيَّتَ (تیری رہنمائی کا انتظام کر دیا گیا)، اور شیطان اُس سے کئی کاٹ جاتا ہے اور اپنے دوسرے ساتھی شیطان سے جا کر کہتا ہے: ایسے آدمی پر تیرا کیونکر بس چل سکتا ہے جو راہ یاب ہو چکا ہو جس کا کام سُدھار دیا گیا ہو اور جسے محفوظ کر دیا گیا ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، ابن سنی)۔ مسند احمد بن حنبل میں مندرجہ بالا دعا بدیں الفاظ مذکور ہے:

۱۔ مسند میں یہ بروایت عثمان بن عفان مذکور ہے۔ نیز یہ الفاظ بھی ہیں کہ

بِسْمِ اللَّهِ، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، اَعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ ،
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ -
اللہ کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا)، اللہ پر کامل یقین
کر لیا، اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا، اور اللہ پر پورا بھروسہ
کر لیا۔ کوئی چارہ گری اور کوئی قوت اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں
ہو سکتی۔

سنن اربعہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل منقول ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب کبھی میرے گھر سے باہر نکلتے تو آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر فرماتا
پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اَزِلَّ
اَوْ اُزَلَ اَوْ اَظْلَمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ
عَلٰی۔

جو اسے پڑھے گا وہ باہر جہاں جائے گا اللہ خیر کی توفیق عطا فرمائے گا اور شر سے
محفوظ رکھے گا۔ مسند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ صرف ایک راوی ایسے ہیں جن کا نام
مذکور نہیں ہے۔

سلہ البوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، امام احمد۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث
حسن اور صحیح ہے۔ مسند احمد میں یہ دعا بصیغہ جمع مذکور ہے۔

اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں
خود بھٹک جاؤں یا کوئی دوسرا مجھے بھٹکا دے، یا میں خود لغزش
کھا جاؤں یا کوئی دوسرا مجھے ڈگکا دے، یا میں خود ظلم کا ارتکاب کر
بیٹھوں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا میں خود نادانی پر اتر آؤں یا
دوسرا مجھ سے نادانی کرے۔

گھر میں داخل ہونے کے اذکار

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے
وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے گروہ
سے کہتا ہے: لَا مَبِیَّتَ لَکُمْ وَلَا عَشَاءَ (یہاں تمہارے لیے نہ
شب باشی کی گنجائش ہے اور نہ کھانا ہے)۔ اور اگر داخل ہوتے وقت
اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیَّتَ (تمہیں شب باشی
کا موقع مل گیا)۔ اور اگر کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے:
اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیَّتَ وَالْعَشَاءَ (تمہارے لیے شب باشی اور کھانے دونوں
کا انتظام ہو گیا)۔ سنن ابوداؤد میں ابومالک اشعری روایت کرتے ہیں:

لے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل میں صحیح اسناد
کے ساتھ مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں آئے تو پہلے یہ دعا پڑھے اور پھر گھر والوں سے ”السلام علیکم“ کہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ ،
بِسْمِ اللَّهِ وَنَجِّنَا ، وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا ، وَعَلَى
اللَّهِ دِينَنَا تَوَكَّلْنَا۔

اے اللہ! میں تجھ سے آمدِ خیر اور روانگیِ خیر کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہم اندر آئے اور اللہ کے نام سے باہر نکلے۔ اور اللہ پروردگار پر ہمارا بھروسہ ہے۔

بازار میں داخل ہوتے وقت

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، اس کی دس لاکھ خطائیں مٹا دے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرے گا۔ (ترمذی):

لے ترمذی (حدیث غریب)، مسند احمد بن حنبل۔ حافظ منذری نے اسے الترمذی والترمذی میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند حسن اور متصل ہے روات ثقہ اور ثبت ہیں۔ ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے بھی اسے لیا ہے حاکم نے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ
الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی سا جی
نہیں، اُسی کی سلطنت ہے، وہی لائق ستائش ہے، اُسی کے
اختیار میں زندگی اور موت ہے، وہ زندہ جاوید ہستی ہے، اُسے موت
نہیں۔ اُسی کے دستِ قدرت میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مسند رک میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم نے ابن عمرؓ سے بھی مرفوعاً اسے روایت کیا
ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ البتہ انہوں نے درمیان میں ایک ایسے راوی (مرزوق
بن مرزبان) کی نشان دہی کی ہے جس کے بارے میں ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ قوی نہیں
ہے۔ لیکن دوسرے تمام علمائے رجال نے اُسے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام بغوی نے
”شرح السنہ“ میں یہ روایت درج کی ہے۔ وہاں بازار کی یہ تعریف بھی مذکور ہے
کہ ”سوق جامع مباح فیہ“ دہڑا بازار ہو جہاں خرید و فروخت عام ہو، یعنی منڈی
وغیرہ۔ امام بغوی کہتے ہیں کہ ”روایت کا تقاضا یہی ہے کہ بازار سے مراد منڈی وغیرہ
ہو۔ کیوں کہ معولی سے ذکر پر اس قدر عظیم اجر ملنے کی حکمت یہی ہے کہ ذکر نے غافل
لوگوں کے حرمِ غفیر میں اللہ کو یاد رکھا گویا وہ بمنزلہ غازی و مجاہد ہے۔ ظاہر حدیث
کے مطابق ذکر کو خفی اور جلی دونوں صورتوں میں ادا کیا جاسکتا ہے، مگر بہتر ہے کہ
جلی ہو تاکہ دوسروں کو آگاہی حاصل ہو۔“

بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار جاتے تو فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَیْرَ هَذِهِ السُّوقِ وَخَیْرَ مَا فِیْهَا، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِیْبَ بِهَا یَمِیْنًا فَاجِرَةً، اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً۔

اللہ کے نام سے میں بازار میں داخل ہوتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کا طلبگار ہوں۔ اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تیری پناہ! کہ یہاں مجھ سے جھوٹی قسم مرزد ہو جائے یا میں ٹوٹے کا سودا کر بیچوں۔

زیارت قبور کی دعائیں

حضرت بریدہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو یہ کہو:

اَسْلَامٌ عَلَیْكُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، نَسْئَلُ
اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِیَةَ۔

اے اس دیار کے رہنے والے مومن اور مسلمان باسیو! تم پر سلام ہو، انشاء اللہ ہم تم سے عقیقہ آملیں گے۔ ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے اسائن و عاقبت کا سوال کرتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک رات جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا۔ جب بمقراری کے ساتھ آپ کی جستجو میں نکل گئیں تو دیکھا کہ آپ جنت البقیع میں داخل ہوئے اور فرمایا:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَقْتُلْنَا بَعْدَهُمْ۔

سلام و رحمت اے اس گھر کے رہنے والے مومنو! تم ہمارے پیش رو ہو، ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اے اللہ! ان کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں امتحان میں نہ ڈال۔

حمام میں داخل ہوتے وقت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: حمام اچھی جگہ ہے بشرطیکہ وہاں مسلمان آمد و رفت رکھتے ہوں۔ کیونکہ مسلمان جب حمام میں داخل ہوتا ہے تو اللہ

سے بہشت مانگتا ہے اور دوزخ سے پناہ کا طلبگار ہوتا ہے۔ (یعنی یہ دعا پڑھتا ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ)۔

سفر پر روانگی کے اذکار

طبرانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: کوئی شخص سفر پر جاتے وقت اپنے پیچھے اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی جانشین نہیں چھوڑ کر جانا جنہیں وہ بوقت رخصت ادا کر لیتا ہے۔ مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی ہے کہ سفر پر نکلنے والا مساندگان کے حق میں یہ کہے:

اَسْتَوْدِعُكُمْ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَ دَائِعُهُ

میں تمہیں اللہ کو سونپتا ہوں جسکے پاس امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔

اے ابن سنی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سفر پر جانا چاہے تو وہ اپنے بھائیوں سے دعاۓ رخصت کروائے، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں خیر ڈالے گا۔ (مسند احمد کتاب الاذکار للنووی)۔

یہ روایت بھی مسند احمد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی تحویل میں جب کوئی چیز دے دی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔" سالم کہتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص سفر کے لیے نکلنے لگتا تو اس سے فرماتے کہ میرے نزدیک آؤ میں تمہیں اس طریقہ پر وداع کہتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وداع فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد ابن عمر یہ الفاظ فرماتے: ^۱

۱۔ اس حدیث کو عبد اللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے سالم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ مسند احمد کے علاوہ ابوداؤد اور ترمذی میں بھی وارد ہے۔ ترمذی کہتے ہیں، یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا یہ عمل قزعہ سے بھی مروی ہے۔ قزعہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنے کسی کام سے مجھے بھیجا اور بوقت روانگی فرمایا: آؤ میں تمہیں اس طرح سے وداع کروں جس طرح سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کام پر بھیجتے وقت وداع فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر میرے حق میں مذکورہ بالا دعائیہ کلمات کہے (مسند احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی) حضرت ابوسہریرہؓ سے بھی اسی طرح کا عمل ایسے ہی الفاظ کے ساتھ ابن ماجہ، ابن سنی سے مروی ہے۔ اس میں دعائے آخری لفظیوں ہے: "اَللّٰہُمَّ لَا یُصْنِیْعُہٗ وَدَاعُہٗ" (جو اپنی امانتوں کو منافع نہیں کرتا)۔ ابوداعی دعائیں دین و امانت کے ساتھ مسافر کے لیے اس کے آخری نیک اعمال کی حفاظت کی دعا کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ دَا مَانَتَكَ وَخَوَاتِيْعَكَ عَمَلِكَ۔

تیرا دین، تیری امانت، دمال واولاد اور تیرے آخری نیک کام
خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

ایک دوسرے طریقہ سے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جب کسی مسافر کو رخصت فرماتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور
اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک خود وہ شخص نہ چھوڑتا۔۔۔ (ترمذی: یہ حدیث
حسن اور صحیح ہے)۔ انسؓ کہتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! میں سفر پر
نکلنا چاہتا ہوں، مجھے زادراہ عنایت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: نَزَوْدَكَ
اللّٰهُ التَّقْوٰی (اللہ تعالیٰ تقویٰ کا توشہ تیرے نصیب کرے)۔ اُس شخص
نے کہا: کچھ اور! آپؐ نے فرمایا: وَعَفْوُ ذَنْبِكَ (اور تیرے گناہ معاف
کردے) اس نے مزید مطالبہ کیا، آپؐ نے مزید فرمایا: وَيَسْرَلَكَ الْخَيْرُ
حَيْثُ مَا كُنْتَ (اور تو جہاں بھی ہو تیرے لیے بھلائی آسان کر دے)۔
امام احمد اور ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

مسافر کے لیے مسکن یہ ہے کہ وہ اپنی اقامت کا خانہ نیک عمل پر کرے، مثلاً دو رکعت
نماز پڑھے، کچھ صدقہ کرے، صلہ رحمی کرے۔ نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے یا نیک وصیت
کر جائے۔ اسی طرح رخصت کرنے والے کے لیے بھی مناسب ہے کہ وہ مسافر کے حق
میں تقویٰ اور عافیت کی دعا کرے۔ (الفتح الربانی)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا،
یا رسول اللہ! میں سفر کے لیے پاہ رکاب ہوں، مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔
ارشاد ہوا: عَلَيْكُمْ بِنَفْسِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ
(اللہ سے ڈرتے رہنا اور جب کسی بلند مقام پر چڑھنا تو تکبیر کہنا)۔ وہ شخص
رخصت ہو چلا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے حق میں یہ دعا فرمائی:
اللَّهُمَّ اطْوِلْهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ
اے اللہ! اس کے لیے سفر کی درازی کو قریب کر دے اور
سفر کو اس پر آسان کر دے۔

سوار ہونے کی دعائیں

علی بن ربیعہ کہتے ہیں میرا چشم دید واقعہ ہے کہ حضرت علی بن ابیطالب
ؓ یہ احمد بن حنبل اور ترمذی سے مروی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔
مسند احمد میں (طو) کے بجائے "اذ" کا لفظ ہے۔ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ امام نوویؒ
نے کتاب الاذکار میں آداب سفر کے تحت لکھا ہے کہ سفر پر جانے والے کو چاہیے کہ
روانگی سے قبل وہ اپنے اہل و اقارب کو مزوری وصیت کرے۔ اپنے والدین اور
بزرگوں اور کرم فرماؤں سے اگر کوئی نالاہی ہو تو انھیں رضا مند کرے۔ اللہ سے توبہ
و استغفار کرے اور سفر طے کرنے کے لیے اس سے مدد مانگے اور جس غرض کے لیے
سفر کر رہا ہو اُس کے لیے بوری تیاری کرے (بحوالہ الفتح الربانی)

کے لیے سواری کا جانور لایا گیا، جب آپ نے رکاب میں پاؤں ڈالا تو فرمایا:
بِسْمِ اللّٰهِ (اللہ کے نام سے اس پر سوار ہوتا ہوں) اور جب جانور کی پشت
پر متمکن ہو گئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور یہ آیت قرآنی پڑھی:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝

وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (الزخرف: ۱۳-۱۴)

پاک و بے عیب ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا
فرماں برقرار بنا دیا، ورنہ ہم خود اسے زیر نہ کر سکتے تھے۔ اور ہمیں اپنے
پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پھر تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور یہ دعا پڑھی:
سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّكَ لَا تَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(اے خدا!) تو پاک و بے عیب ہے۔ میں نے اپنے اوپر ظلم

کیا، تو میری مغفرت فرما۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔

اور پھر مسکرا دیئے۔ میں نے دریافت کیا: امیر المؤمنین! مسکرانے کا کیا
سبب ہے؟ فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار ہونے کے بعد ایسے
ہی مسکرانے دیکھا تھا۔ اور جب میں نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا:

تیرے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کو اپنے بندے کا یہ کہنا بڑا پسند ہے کہ
فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ (الہی میرے گناہ بخش دے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہو گیا کہ میرے سوا اُس کے گناہوں کو

کوئی نہیں بخش سکتا۔

لے ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور امام احمد سے مروی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں ہے کہ ”حسن“ کے ساتھ انہوں نے ”صحیح“ بھی کہا ہے۔ مسند احمد کی روایت میں ”مُجَانِک“ کے بعد ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ کے الفاظ بھی ہیں۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل منقول ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا، جب آپؐ اچھی طرح جانور کی پشت پر بیٹھ گئے تو تین مرتبہ اللہ اکبر، تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ سبحان اللہ اور ایک مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فرمایا۔ اور مسکرا دیئے۔ پھر میری جانب مڑ کر فرمانے لگے: جو شخص بھی سوار ہوتے وقت میرے جیسا طریقہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ویسے ہی مسکراتا ہے، جیسے میں تیرے سامنے مسکرایا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ بندے کے اس عمل پر رضا مندی ظاہر فرماتا ہے)۔ جانور پر سوار ہوتے وقت خدائے عزوجل کی تحمید و تسبیح کرنے کا ایک فائدہ عود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیان فرمایا ہے۔ حمزہ بن عمرو سلمیٰ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر اونٹ کی پشت پر شیطان ہوتا ہے جب تم اونٹ پر سوار ہونے لگو تو اللہ عزوجل کا نام لے لیا کرو مگر شیطان کا خیال کر کے، کہیں اپنی ضرورتوں سے دستبردار نہ ہو جانا (اور سواری ترک نہ کر دینا)۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر روانہ ہوتے وقت جب اپنے اونٹ پر اچھی طرح تشریف فرما ہو جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے اور پھر یہ آیت پڑھتے: مُبْتَحَانَ الَّذِي سَخَّرَ..... الخ اور اس کے بعد یہ دعا مانگتے:!

اللَّهُمَّ نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبُذَّ وَالتَّقْوَى وَ
مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا
هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَكَ، أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ،

لہ اسے سلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابو داؤد اور مسند احمد میں یہ دعا حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ اور کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مسند احمد، طبرانی کے معجم کبیر، معجم اوسط، مسند ابویعلیٰ، مسند بزار میں ابن عباسؓ سے صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے۔ ابن عباسؓ کی دعا کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے: تَوْبًا، تَوْبًا، لِدِينِنَا أَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوبًا ذَنْبٌ هُوَ، تَوْبٌ هُوَ، پروردگار کی جانب کامل رجوع کر رہے ہیں جو سب گناہوں کو محو کر دے۔ عبداللہ بن سرجس سے بھی ایسے ہی نسائی، ترمذی، اور ابن ماجہ میں مروی ہے۔ امام خطابیؒ "معالم السنن" میں بیان کرتے ہیں کہ "کاتبہ المنقلب" (اندوہناک واپسی سے) مراد یہ ہے کہ انسان محزون و غمگین اور غائب و غاسر یا مال و دولت برباد کر کے لوٹاؤ گا کاشکار ہو کہ سفر سے واپس آئے۔ سودا منظر (گھر بار) کو بُری حالت میں دیکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ واپس آئے تو اہل و عیال کو بیمار یا فوت شدہ یا گرفتار بلا پائے۔

وَالْحَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ
وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمُنْظَرِ
فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ -

اے اللہ! اس سفر میں ہم تجھ سے نیکی، پرہیزگاری اور عمل
پسندیدہ کی درخواست کرتے ہیں۔ خداوند! ہمارے اس سفر کو آسان
کر دے۔ اس کی دلازی کو کم کر دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں
رفیق اور گھر والوں کے لیے ہمارا قائم مقام ہے۔ اے اللہ! میں
سفر کی مشقت سے، اندوہناک مناظر سے اور گھر بار کو بُری حالت
میں آکر دیکھنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
اصحاب کا عمل تھا کہ سفر میں جب بلندیوں پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب اترتے
تو تسبیح کہتے۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سفر میں ہوتے تھے جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور اترتے تو سبحان اللہ
کہتے۔ (بخاری، نسائی، احمد)۔ دوسری روایت میں انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پہاڑی یا ٹیلے پر سے گزرتے تو فرماتے: اللَّهُمَّ
لَكَ الشُّكْرُ عَلَى كُلِّ شَوْءٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى كُلِّ حَمْدٍ - يَا لَكَ
الْحَمْدُ عَلَى كُلِّ حَالٍ - (اے اللہ! ہر بلندی پر تجھے سر بلندی ہے اور ہر حمد پر تیری

سفر سے واپسی کے اذکار

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو ابن کثر کی روایت کردہ مذکورہ بالا دعا پڑھتے اور آخر میں ان کلمات کا اضافہ فرماتے:

اَيُّبُوْنَ، تَايِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

(اس کی تخریج اوپر بیان کی جا چکی ہے)۔

ہم لوٹنے والے ہیں، بار بار توبہ کرنے والے، بندگی بجالانے والے، اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ سے یا حج و عمرہ کے سفر سے واپس ہوتے تو راستہ کے ہر مقام بلند پر سے گزرتے ہوئے تین بار اللہ اکبر فرماتے اور یہ دعا پڑھتے:

حمد بالاسے۔) یا یہ کہ (ہر ہر حال میں تیری ہی حمد و ستائش ہے)۔ اسے ہمیشہ نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسے امام احمد اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں زیاد بخیری ایک راوی ضعیف ہے باقی سب ثقہ ہیں۔

۱۔ متفق علیہ۔ کعب بن مالک کی ایک روایت میں ہے آتا ہے کہ آپ واپس آکر مسجد میں دو رکعت نفل پڑھتے۔

(متفق علیہ)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آمَنُونَ
تَتَابَعُونَ ، عَابِدُونَ ، سَاجِدُونَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ
صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَنَعَ الْأَعْتَابُ
وَحْدَهُ - (بخاری - مسلم)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یگانہ و لاشریک ہے۔ اُسی
کی بادشاہت ہے اور وہی لائق تعریف و ستائش ہے۔ وہ
ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم پلٹ رہے ہیں، توبہ و انابت کرتے ہوئے
بندگی و سرافکندگی کے ساتھ، اپنے پروردگار کی حمد و تعریف کرتے
ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ثابت ہوا، اس نے اپنے بندے
کی مدد فرمائی اور دشمنوں کے تمام شکروں کو خود ہی ہریمت دی۔

آشنائے سفر مختلف حالات کیلئے مختلف دعائیں

یونس بن عبید کہتے ہیں کہ ایسا کوئی آدمی نہ ہو گا جو بے قابو اور سرکش
جانور پر سوار ہو گیا ہو اور اس نے جانور کے کان میں یہ آیت نہ سنادی ہو
تو وہ حکیم خداوندی ٹھہر نہ گیا ہو:

أَفْغِيرْ دِينَ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ۔

(آل عمران: ۸۳)

اب کیا یہ اللہ کا دین چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں حالانکہ
آسمان وزمین کی تمام چیزیں چارونچار اللہ ہی کی تابع فرمان ہیں
اور اسی کی جانب سب کو پلٹنا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ سرہ کہتے تھے یہ فتح مجرب ہے۔ ہم
نے اس پر عمل کیا تھا اور جیسا کہا گیا ہے ویسا ہی ثابت ہوا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جب صحرا کے اندر تم میں کسی کا جانور بھاگ اٹھے تو پکار کر کہے:
يَا عِبَادَ اللَّهِ! اجْبِسُوا۔

خدا کے بندو! اسے گھیر لو۔

اللہ عزوجل کے کچھ حاضر باش فرشتگان ہوتے ہیں وہ روک لیں گے۔
ابوالمیخ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہرکاب تھا کہ جانور کا پاؤں پھسل گیا۔ میں نے
کہا: يَحْسِبُ الشَّيْطَانُ كَاسْتِيَانَسَ (ہو)۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ کہو
کیونکہ تمہارے ایسا کہنے سے وہ خوشی کے مارے پھول جاتا ہے، حتیٰ
کہ کوٹھے کے مانند ہو جاتا ہے۔ بلکہ بسم اللہ کہا کرو، یہ سن کر اسے بڑی
ذلت ہوتی ہے اور وہ بھیج کر مکھی ہو جاتا ہے۔

۱۔ اسے سنٹی نے مجمع الزوائد میں بیان کر کے لکھا ہے کہ اسے امام احمد
نے باسنید صحیح روایت کیا ہے۔ ابو داؤد اور طبرانی نے بھی نقل کیا ہے۔ امام نوویؒ

حضرت مہیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اثنائے سفر کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو اسے دیکھتے ہی فرماتے:

”نے کتاب الاذکار میں اس سے ملتی جلتی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ابو داؤد
نے ابو الملیح سے اور انہوں نے اس شخص سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا،
روایت کیا ہے۔ نووی نے لکھا ہے کہ ابو الملیح نے جس شخص سے روایت کیا ہے وہ خود
ابو الملیح کے باپ حضرت اسماء مشہور صحابی ہیں۔ طبرانی نے بھی معجم کبیر میں اس کی تصریح
کر دی ہے۔

شیطان کی خوشی کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب کسی عمل کو شیطان کی جانب منسوب
کرتا ہے تو شیطان یہ سمجھتا ہے کہ اسے میرے بارے میں یہ اعتقاد حاصل ہے کہ میں
افعال پر اثر انداز ہوتا ہوں۔ چنانچہ اس پر وہ خوش ہوتا ہے۔ لیکن اگر اللہ کا نام لیا
جائے تو اس کی غلط فہمی دور ہو جاتی ہے اور یہ معلوم کر کے اس پر بجلی گر جاتی ہے
کہ انسان کا اللہ پر پختہ اعتقاد ہے اور وہ مصیبت اور آفت ٹوٹ پڑنے پر بھی اسے
فراموش نہیں کرتا۔ (الفتح الربانی)

لے لسانی نے سنن میں اور ابن حبان نے اسے اپنے صحیح میں روایت کیا
ہے۔ حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ طبرانی نے معجم کبیر
میں اس کو ذکر کیا ہے۔ سیبھی کہتے ہیں کہ طبرانی کی سند صحیح ہے۔ طبرانی نے بسند حسن
معجم اوسط میں بھی اسی طرح کی دعا ابو بابر بن عبد المنذر سے روایت کی ہے۔ اس میں
”اظلمن“ اور دوسرے جمع کے صیغوں کے بجائے واحد مؤنث کے صیغے ہیں۔ طبرانی

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَ
رَبَّ الْأَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ
وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الزَّيَّاحِينَ وَمَا ذَرَيْنِ، أَسْأَلُكَ
خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا۔

نے معجم کبیر میں ابو ثقیف بن عمرو سے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر چڑھائی کرنے لگے تو آپ نے صحابہ سے، جن میں میں بھی تھا، فرمایا: ”ٹھیرو!“ اور اس کے بعد آپ نے یہ دعا پڑھی۔ اس حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ یہ دعا آپ ہر بستی میں داخل ہوتے وقت پڑھا کرتے تھے۔

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، جب آپ کسی بستی میں داخل ہونا چاہتے تو فرماتے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي هَذِهِ تِلْكَ مَرَّةٍ فَرَمَا اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَّا هَا

وَحَبِّبْنَا إِلَى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِ أَهْلِهَا إِلَيْنَا۔ (طبرانی السنن)۔

اے اللہ! یہ بستی ہمارے لیے بابرکت بنا دے۔ اے اللہ!

اس بستی کے پھل (فوائد) سے ہمیں متمتع فرما، اس کے باشندوں

کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دے اور ہمارے دلوں میں

اس کے نیک لوگوں کی محبت ڈال دے۔

اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں اور ان تمام چیزوں کے پروردگار جن پر وہ سایہ فلک ہیں، ساتوں زمینوں اور ان تمام چیزوں کے پروردگار جو انہوں نے اٹھا رکھی ہیں، شیاطین اور ان تمام نفوس کے پروردگار جن کو یہ گمراہ کیے ہوئے ہیں، ہواؤں اور ان تمام چیزوں کے پروردگار جن کو یہ اڑاتی ہیں، میں تجھ سے اس بستی کی بستی میں رہنے والوں کی اور جو کچھ بستی میں ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس بستی کی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص کسی جگہ پڑاؤ ڈالے اور یہ دعا پڑھ لے تو یقیناً وہاں سے کوئی گمراہ نہ آئے گا۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَيْءٍ مَّا خَلَقَ
(مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، مالک، ابن خزمیہ)۔

میں اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس بُرائی سے جو اُس نے پیدا کی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اثنائے سفر میں رات آجاتی تو فرماتے:

لے ابو داؤد اور مسند امام احمد میں یہ بسندِ جید مروی ہے۔ امام خطابی کہتے ہیں: سکن ابلد (باشندگانِ شہر) سے مراد اس سرزمین کے جن ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ”والد“ سے مراد اہلین اور مولود سے مراد اس کی ذریت (شیاطین) ہو سکتی ہے۔

يَا اَدَمُ رَبِّي وَكَذَّبِكَ اللهُ، اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكَ
وَشَرِّ مَا فِيْكَ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكَ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ
عَلَيْكَ۔ وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاسْوَدٍ وَمِنْ
الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَاَلِدِ
وَمَا وَلَدَ۔

اے دھرتی! میرا تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں اللہ کی پناہ
مانگتا ہوں تیری برائی سے، تیرے اندر کی برائی سے، تیرے اندر کی
مخلوق کی برائی سے۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں شیر سے اور رومیہ سے
سانپ اور بچھو سے، باشندگان شہر کے شر سے اور ہر والد اور مولود
کے شر سے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں
ہوتے تو فجر یا صبح طلوع ہوتے دیکھ کر فرماتے:

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَنِعْمَتِهِ وَحُسْنِ
بَلَائِهِ عَلَيْنَا دَبْنًا صَاحِبْنَا فَافْضِلْ عَلَيْنَا عَائِدًا بِاللّٰهِ
مِنَ النَّارِ۔

سن لی سننے والے نے اللہ کی تعریف، اس کی نعمت کی شکر
گزاری اور ہم پر اس کی کرم فرمائی کا اعتراف۔ اے ہمارے پروردگار! اللہ
ہمارا دما ساز ہو جا اور ہم پر فضل فرما۔ نیز میں ساتھ ہی دوزخ سے
اللہ کی پناہ مانگ رہا ہوں۔

یہ کلمات آپ تین مرتبہ باواز بلند دہراتے۔ اس کی سند صحیح اور
مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

باب چہارم:

شانِ عبادت

”ذکرِ الہی سے بڑھ کر کوئی چیز انعاماتِ خداوندی کے حصول اور اس کے غضب و انتقام کے دفاع کا موجب نہیں ہو سکتی۔ ایمانداروں میں ذکرِ الہی کے باعث جس قدر قوتِ ایمانی ہوگی اور جس قدر مادۂ ایمان بچتہ و مستحکم ہوگا اتنا ہی وہ انہیں غضبِ الہی سے دُور رکھے گا۔ ذکرِ اعلیٰ ترین شکر گزاری ہے اور شکرِ نعمت کے ازدیاد کا موجب ہے۔ سلفِ صالحین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں:

اس ذات کی یاد سے غفلت بڑھنا کتنی بدترین روش ہے کہ جو نیکی و احسان میں تجھ سے غفلت نہیں برتی.....“

ابن القیمؒ

1997

1997

1997

1997

1997

استخارہ کا ذکر

صحیح بخاری کی روایت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمیں قرآن کی کوئی سورت پڑھایا کرتے تھے اسی طرح ہمیں استخارہ (طلبِ خیر) کی نماز اور دعا کا طریقہ تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد تھا: کہ تم میں سے کوئی شخص جب کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل گزارے اور پھر یہ دعا پڑھے:

”اللہ بخاری کے علاوہ یہ سنن اربعہ میں اور دوسری کتب احادیث میں بھی مذکور ہے۔ بخاری کی روایت میں ”وَمَعَاشِي“ کے بعد راوی کو شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”وَعَاقِبَةُ أَمْرِي“ فرمایا ہے یا ”وَعَاجِلُ أَمْرِي“ و ”عَاجِلُہ“ فرمایا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں کو ملا کر یوں پڑھ لیا جائے: ”وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةُ أَمْرِي وَعَاجِلُہ“ (دنیا، انجام اور دیر سویر کے لحاظ سے)۔

استخارہ کے لغوی معنی ہیں خیر اور بہتری طلب کرنا۔ استخارہ کے استحباب اور استحسان پر متعدد روایات منقول ہیں:

ابو سعید خدری سے مروی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا: جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو کہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ الْخَیْرَ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَفِيدُكَ

(ابوعلیٰ برواہ ثقہ، ابن حبان، طبرانی) — عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا: جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو کہو: اللہم! اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ اِلٰہِ (یعنی، طبرانی، بزار)۔

ابن عمرؓ سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں استخارہ کا طریقہ سکھایا اور فرمایا یہ دُعا پڑھا کرو: اللہم! اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ اِلٰہِ (طبرانی، معجم اوسط میں)۔ ان تمام روایات میں استخارہ کی دُعا میں الفاظ کا کچھ نہ کچھ اختلاف ہے۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ استخارہ کو نیا مسنون اور شارع کا مرغوب و مستحب فعل ہے۔ چنانچہ آدمی کو جب کوئی غیر معمولی ہم درپیش ہو تو مکروہ اور حرام اوقات کے علاوہ جب چاہے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد استخارہ کی مذکورہ بالا دُعا مانگے۔ هَذَا الْأَمْرُ کے کلمہ پر اپنا کام بیان کرے۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں اور نوویؒ کتاب الذکار میں فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھے۔ حافظ زین الدین عراقیؒ فرماتے ہیں: استخارہ کی احادیث میں کسی مخصوص سورت کو پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ جو سورت چاہے پڑھے۔ نوویؒ کہتے ہیں: اگر نماز پڑھنے سے معذور ہو تو صرف دُعا پر اکتفا کرے اور بہتر یہ ہے کہ دُعا کا آغاز الحمد للہ سے اور خاتمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام سے کرے اور پھر استخارہ کے بعد دل میں جس کام کے بارے میں انشراح ہو جائے اُسے کر گزرے۔ شوکانیؒ کہتے ہیں: اُس اطمینان اور

يَقْدَرَتِكَ ، وَاسْأَلْكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ ،
فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا اَلْأَمْرَ

انشریح پر بھروسہ درست نہیں ہے جس کا لالچ استخارہ سے پہلے ہی دل میں بیٹھا ہو تھا۔ بلکہ کام کا انتخاب سرسرا اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ استخارہ خداوندی یہی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ استخارہ نفس ہو گا۔ ابن سنی نے ”عمل الیوم واللیلۃ“ میں یہ بیت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انس بن مالک کو فرمایا: جب تم کسی کام کو کرنے لگو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر جس بات پر دل مطمئن ہو جائے اُسے اختیار کرو۔ اسی میں خیر ہوگی۔ علامہ شامی اور صاحب مراقی الفلاح نے سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار کو درست قرار دیا ہے۔

استخارہ ان امور میں مستحب ہے جن کا پہلوئے خیر انسان پر واضح نہ ہو مثلاً شادی، سفر، تجارتی معاملات وغیرہ۔ حضرت ابوالیوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شادی کے لیے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ حاکم نے اس روایت کو مستدرک میں بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ نماز استخارہ کی سنت مسلمانوں میں نایاب ہے۔ صرف اہل مصر کو یہ سعادت حاصل ہے۔ معمولی معمولی باتوں اور غیر مشروع کاموں میں استخارہ کرنا جائز نہیں ہے۔ مسنون استخارہ کے علاوہ عوام الناس میں استخارہ کی جو دوسری غار نماز صورتیں رائج ہیں یہ سب بدعات و خرافات اور افعال شیطانی ہیں۔

یہاں اپنی حاجت کا نام لے کر اسے بیان کرے۔ خیرٌ لّی
فِی دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاَقْدُرْ لّیْ وَ
بِیْسْرَۃُ لّیْ ثُمَّ بَادِرْ لّیْ فِیْہِ - وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ
ہَذَا الْکَمْرَ شَرٌّ لّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ
اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَ اَقْدُرْ لّیْ
اَلْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہِ -

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے صدقے خیر چاہتا ہوں
اور تیری قدرت کے ذریعہ قدرت چاہتا ہوں، اور تجھ سے تیرے
فضلِ عظیم کا سوال کرتا ہوں، اس لیے کہ تو قادر ہے اور مجھے قدرت
نہیں۔ تو جاننے والا ہے اور مجھے علم نہیں۔ اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو
خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام دین و دنیا کے
لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے میرے لیے بہتر ہے تو تو اسے
میرے لیے مقدر فرما، مجھ پر آسان کر دے، اور میرے لیے مبارک
کر، اور اگر تیرے علم میں یہ کام دین و دنیا اور انجام کے لحاظ سے
میرے لیے بُرا ہے تو تو اس کام کو مجھ سے دُور رکھ اور مجھے اس
سے باز رکھ۔ اور میرے لیے بہتری مقدر فرما جہاں ہو، اور پھر اُس
پر مجھے مطمئن اور راضی کر دے۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ سے استخارہ کرنا ابن آدم

کی سعادت مندی کی علامت ہے اور اللہ کی قضا پر راضی ہو جانا بھی ابن آدم کی سعادت مندی ہے۔ اور ابن آدم کی بد بختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ چھوڑ دے اور اللہ کی قضا پر طیش کھائے۔ ”شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرمایا کرتے تھے کہ ”وہ شخص کبھی ندامت نہیں اٹھاتا جو ہر معاملے میں خالق سے استخارہ کر لیتا ہے“ (یعنی اس کا خیر کا پہلو دریافت کر لیتا ہے)، اور مخلوق (انسانوں) سے مشورہ لے لیتا ہے۔ اور پھر اپنے فیصلہ پر جم جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ - فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ - (اے نبی! معاملات میں لوگوں کو شریک مشورہ رکھو اور جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو)۔ قتادہ کہتے ہیں: ”جن لوگوں نے امر حق کی جستجو میں باہمی مشورہ سے کام لیا انہیں راہِ صواب کی جانب ضرور رہنمائی حاصل ہوئی۔“

طلبِ بارال کے اذکار

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اسے امام احمد کے علاوہ ابو یعلیٰ اور بزار نے اپنے اپنے مسندوں میں روایت کیا ہے حضرت انس بن مالکؓ سے بھی اس طرح کا ایک ارشاد نبویؐ مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”استخارہ کرنے والا نامراد نہیں ہوتا، مشورہ کرنے والا نادم نہیں ہوتا۔ کفایت کرنے والا دستِ نگر نہیں ہوتا۔“ (طبرانی: معجم صغیر میں)

اَسْتَغْفِرُكَ رَبِّكَمُ إِنَّهُ كَانَ عَقَادًا لَا يُدْسِلُ
السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدَادًا سَاءَ لَهُ
(سورہ نوح: ۱۰-۱۱)

اپنے رب سے گناہ بخشواؤ، وہ بخشنے والا ہے تو وہ تم پر آسمان
کی دھاریں چھوڑ دے گا۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں: ”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہاتھ اٹھا کر نہایت تضرع و زاری کے ساتھ یہ دُعا مانگتے ہوئے دیکھا:
اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا عَيْثًا مُّغِيثًا، مَرِيئًا مُّوَدِّعًا، نَافِعًا
عَزِيْزًا ضَائِرًا، عَاجِلًا عَزِيْزًا اَجَلًا۔“

اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے میرا ب کہ جو ہماری یادری
کرے۔ خوشگوار و بہار آفریں ہو، نافع و بے ضرر ہو، بلا تاخیر جلد آنے
والی ہو۔

آپ کا یہ دُعا مانگنا ہی تھا کہ لوگوں کے سر پر دھواں دھار بادل
محیط ہو گیا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عینہ نہ برسنے کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عید گاہ
میں منبر رکھا جائے اور پھر لوگوں سے وہاں جانے کے لیے ایک دن آپ

لے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان آیات سے یہ اخذ کیا ہے کہ استسقاء کی اصل حقیقت اور روح
استغفار و انابت سے اور نماز اس کی کامل تر صورت ہے جو سنتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

نے معین فرما دیا۔ چنانچہ اُس دن آپ سورج کی روشنی پھیل جانے کے بعد تشریف لے گئے، اور منبر پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور تکبیر و تقدیس کے بعد ارشاد فرمایا: ”تم لوگوں کو شکایت ہے کہ ملک بنجر و ویران ہو رہا ہے بارشیں اپنے وقت سے ٹل رہی ہیں۔ یاد رکھو، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم (مصابہ میں) اس کی بارگاہ میں دُعا و گریہ زاری کرو۔ اور اس کا تم سے وعدہ ہے کہ وہ دعاؤں کو قبول کرے گا۔“ اس کے بعد آپ نے یہ دُعا فرمائی :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ،
مَا لَکَ یَوْمَ الدِّیْنِ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ
مَا یُرِیْدُ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ،
اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَحَسْبُ الْفُقَرَاءِ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغِیْثَ
وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَیْنَا قُوَّتًا وَ بَلَاغًا
اِلٰی حَیِّنِ ۔

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جو کائنات کا رب ہے،
بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، روز جزا کا مالک ہے۔ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی
خدا ہے، تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ تو عنی اور ہم بے کس و محتاج ہیں۔
ہم پر بارش نازل فرما، اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے قوت
کا باعث بنا اور (بقدر ضرورت) مدت تک اسے لمبا فرما۔

پھر آپ نے ہاتھ اوپر اٹھا لیے، اور متواتر اوپر اٹھائے رکھے حتیٰ کہ

آپ کے بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت کر کے چادر لوٹائی۔ ہاتھ آپ کے اوپر ہی اٹھے ہوئے تھے۔ دیر تک سحر و زاری کے ساتھ مذکورہ بالا دُعا مانگتے رہے۔ دُعا سے فارغ ہو کر لوگوں کی جانب رخ فرمایا اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ لے لے ایک اللہ تعالیٰ نے بادل اٹھا دیے۔ گرج و چمک شروع ہو گئی اور اذان الہی سے موسلا دھار بارش نے زور باندھ دیا۔ آپ ابھی مسجد میں نہ پہنچ پائے تھے کہ پانی کا سیلاب اُٹھ آیا۔ لوگ گھروں کو بھاگنے لگے، آپ انہیں دیکھ کر خوب مسکرائے۔ یہاں تک کہ آپ کی پچھلی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَدَسُوْلُهُ دَمِيْنٌ گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے،

۱۔ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے متعدد طریقوں سے استسقاء کیا ہے۔ ایک طریقہ تو حضرت عائشہؓ کی اس روایت میں مذکور ہے۔ اس میں دو رکعت نماز بغیر اذان و اقامت کا ذکر ہے۔ ان میں آپ نے قراءت باواز بلند پڑھی ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ اَلْعَلٰی۔ اور دوسری میں هَلْ اَشْكَ حَدِيْثُ الْغَاثِيْہ پڑھی ہے۔

دوسری مرتبہ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ پانی کیلئے دُعا کی تیسری مرتبہ جمعہ کے علاوہ ایک دن منبر پر سے استسقاء کیا مگر نماز نہیں پڑھی۔ چوتھی مرتبہ مسجد میں بیٹھے بیٹھے استسقاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر دُعا فرمائی۔

سنن البوداؤد میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلبِ باران کے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ، وَأَشْرُدْ حَتَّكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔

اے اللہ! اپنے بندوں اور چوپائیوں کو سیراب کر، اپنی رحمت کو ہر سو پھیلا دے اور اپنے مردہ شہر میں جان ڈال دے۔

امام شعبیؒ فرماتے ہیں : حضرت عمر رضی اللہ عنہ استسقاء کے لیے باہر نکلے
تختے لیکن انہوں نے استغفار کرنے کے سوا اور کچھ نہ کیا۔ لوگوں نے آپ سے
وجہ دریافت کی ، آپنے جواب دیا، میں نے آسمان کے اُن پختروں (استغفار
وتوبہ) کے ذریعہ بارش مانگی ہے جن کی موجودگی میں ضرور بارش ہوتی ہے۔
پھر آپ نے قرآن کی یہ آیات تلاوت کیں : اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ
غَفَّارًا لِّمَن يُّدْرِكُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدَادًا ۝..... اسْتَغْفِرُوا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ يُمِيتْكُمْ مِّنَا عَمَّا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ
مُّسَيَّبٍ ۔۔۔۔۔۔ اپنے رب سے استغفار کرو وہ بخشنے
والا ہے ، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برساتے گا اپنے
رب سے استغفار کرو اور اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مدت تک تم کو
چھپسا سامان زندگی دے گا۔)

بارش کے وقت کی دُعا

زید بن خالد جہنی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، اُس رات خوب بارش ہوئی تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”کیا تم لوگوں کو خبر ہے کہ تمہارے رب نے کیا کیا ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندوں میں سے کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور کچھ منکر ہیں جس نے کہا اللہ کے فضل و رحمت سے بارش برسی ہے وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور کواکب کا منکر، اور جو کہتا ہے فلاں فلاں پچھتر بارش برسا گئے وہ میرا منکر ہے اور کواکب کا مومن۔“ (بخاری۔ مسلم)

روایتوں میں آتا ہے کہ نزولِ بارش کے وقت دعا مستجاب ہوتی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بارش دیکھ کر مارتے: حَبِيبًا نَّافِعًا دے اللہ! خوشحال کر نیوالی بارش برسا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے کہ ہمیں بارش نے گھیر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جم مبارک کے ایک حصے سے کپڑا اتارا اور بارش میں بھینکنے لگے ہم نے

عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: کیونکہ یہ بارش ابھی ابھی پروردگار کے پاس سے اُتر رہی ہے۔ (مسلم)

بادل آتا ہوا دیکھنے کے وقت کی دُعا

سُنی ابو داؤد میں حضرت عائشہؓ سے ایک اور حدیث مروی ہے۔ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کے افق پر کوئی لکڑا ہوا دیکھ لیتے تو کام چھوڑ دیتے خواہ نماز میں ہی کیوں نہ ہوتے اور یہ دُعا مانگتے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا رَفِئَ -

اے اللہ! اس کے باطن میں جو شر ہے میں اس سے تیری

پناہ چاہتا ہوں۔

اور اگر وہ برسے لگتا تو آپ فرماتے: اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا رَاے اللہ! مفید اور شاداب کُن بارش ہو۔

کثرتِ باراں کے موقع پر دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جمعہ کے روز ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اُس آدمی نے پُکارا: یا رسول اللہ! مالِ مولیٰ ہلاک ہو گئے، تمام ذرائع و

وسائل منقطع ہو گئے۔ اللہ سے ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

اللَّهُمَّ اغْنِنَا، اللَّهُمَّ اغْنِنَا، اللَّهُمَّ اغْنِنَا،

(بخاری۔ مسلم)

اے اللہ! ہمیں پانی دے، اے اللہ! ہمیں پانی دے،

الہی! ہمیں پانی دے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم آسمان پر کوئی بادل حتیٰ کہ ٹکڑی تک نہ تھی۔ وادی سلح اور ہمارے درمیان کوئی مکان یا گھر شامل نہیں تھا۔ ہم نے دیکھا کہ وادی سلح کے پیچھے سے ایک کھڑا ابرو ڈھال کی شکل میں نمودار ہوا۔ جب آسمان کے وسط میں پہنچا تو ادھر ادھر پھیل گیا اور بارش شروع ہو گئی۔ خدا کی قسم! پھر ہم نے سات روز تک سورج کی شکل نہیں دیکھی۔ اگلے جمعہ کو وہی شخص مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے روبرو کھڑا ہو کر پکارنے لگا۔

”یا رسول اللہ! مال مولیٰ مر رہے ہیں، راستے مسدود ہو چکے ہیں، اللہ سے دعا فرمائیں کہ بارش ختم جائے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی:

اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِرِ وَالْظُّلُومِ وَالْبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

اے اللہ! ہمارے ارد گرد

برسے، ہمارے اوپر نہ برسے، اے اللہ! پہاڑیوں، ٹیلوں، وادیوں

اور کھیت اور درخت اگنے کے مقامات پر۔
راوی کہتے ہیں کہ فوراً بارش ختم گئی اور ہم دھوپ کھانے کے لیے
نکل پڑے۔ (بخاری - مسلم)

بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے،
کہ جب آپ بادل کی گرج سُن لیتے تو بات چیت بند کر دیتے اور یہ آیات
قرآنی تلاوت فرماتا شروع کر دیتے :

وَيُسَبِّحُ الذِّكْرُ حَمْدًا ، وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ
خِيفَتِهِ ۖ

(الرعد: ۱۳)

بادلوں کی گرج اللہ کی حمد کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتی ہے
اور فرشتے اُس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔
حضرت کعب کا قول ہے کہ جو شخص ایسے موقع پر مذکورہ بالا آیت
تین بار تلاوت کر لے وہ بادل کی گرج سے عافیت میں رہے گا۔ ترمذی
میں ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

لے خط امام مالک، الادب المفرد للامام بخاری، امام بغوی نے محمد بن علی الباقری سے نقل کیا
ہے کہ صاعقہ مسلمان اور غیر مسلم دونوں پر پڑتی ہے ذاکر پر نہیں پڑتی۔

ہیں کہ آپ جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سُنتے تو فرماتے :
 اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تَهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ
 وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ بِه

اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے نہ مار ڈالیو، اپنے عذاب
 سے ہمیں ہلاک نہ کیجیو۔ ایسا وقت آنے سے پہلے ہی دامنِ عافیت
 میں لیے لیجیو۔

اندھی کے وقت کی دُعا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 اندھی اللہ کی پھونک ہے، رحمت لے کر بھی آتی ہے اور عذاب لے کر بھی۔
 جب اُسے دیکھو تو اُسے بُرا مت کہو۔ اللہ سے اس کی بھلائی کی دُعا اور اس
 کی بُرائی سے پناہ مانگو۔ (البوداؤد) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں : نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم جب اندھی اُٹھتی دیکھتے تو فرماتے :
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا

سہ ترمذی، مسند احمد بن حنبل، مستدرک حاکم، بخاری (الادب المفرد میں)
 حافظ عراقی نے اس روایت کو حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی
 نے بھی اسے برقرار رکھا ہے۔

وَحَيْدَرَمَا أُرْسِلْتُ بِهِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا
وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ ۔ (صحیح مسلم)
اے اللہ! میں تجھ سے اس آندھی کی بہتری اور جو اس میں
ہے اس کی بہتری، اور جس غرض کے لیے بھیجی گئی ہے اس کی
بہتری چاہتا ہوں۔ اور اس کے شر سے اور جو اس کے اندر ہے،
اس کے شر سے، اور جس غرض کے لیے بھیجی گئی ہے اس کے شر سے
تیری پناہ چاہتا ہوں۔

کسوف و خسوف کا بیان

مصحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند کسی کے مرنے یا پیدا ہونے پر گہن نہیں
لگتے۔ جب انہیں گہن پڑتا دیکھو تو اللہ کو پکارو، تکبیر بلند کرو اور صدقہ و خیرات
کرو۔ صحیح مسلم میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا واقعہ ہے کہ میں مدینہ کے باہر تیر
اندازی کر رہا تھا کہ یکایک سورج کو گہن پڑ گیا۔ میں نے تیروں کو بھینک
دیا اور خیال کیا کہ دیکھو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا
حادثہ رونما ہوتا ہے۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ ہاتھ بلند کیے
اللہ کی تسبیح، حمد، تہلیل اور دعا و فریاد میں مستغرق تھے، اور اس وقت

تک آپ محدود عار ہے جب تک سورج صاف نہ ہو گیا۔ پھر آپ نے دور رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو طویل سورتیں پڑھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے گہن پر نماز پڑھنے، غلام آزاد کرنے اور ذکر الہی کی طرف رجوع کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا، کیونکہ یہ چیزیں انسان کے اوپر سے آفات اور اسباب ابتلاء کو دفع کر دیتی ہیں۔

۱۔ امام ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں :

”ایک مرتبہ سورج گرہن پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پہلی رکعت میں سورہ الفاتحہ اور ایک طویل سورت دوسرہ البقرہ کی مقدار) باواز بلند پڑھی۔ پھر طویل رکوع کیا۔ پھر اٹھے تو دیر تک قیام کیا اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، دُنِّیَا لَكَ الْحَمْدُ، کہا۔ پھر دوبارہ قرائت شروع کر دی جو پہلی قرائت سے مختصر تھی۔ پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے چھوٹا تھا۔ پھر کھڑے ہوئے اور مسجد میں تشریف لے گئے جس میں دیر لگائی۔ اس کے بعد دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھی۔ اس طرح نماز کی ہر رکعت میں دو رکوع، دو سجودے اور دو مرتبہ قرائت کی۔ پھر نماز کے بعد خطبہ دیا جس کے یہ الفاظ روایت کیے گئے ہیں :

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ
لَا يَحْسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ

اثنائے جنگ اور اندیشہ حکام کے اذکار
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا
وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ يُؤْتَى
أَحَدَكُمْ فَيَقَالُ لَهُ: "مَا عَلِمَكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟"
فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ — أَوِ الْمُؤْمِنَةُ — فَيَقُولُ: "فُحِّدْتُ
رَسُولُ اللَّهِ جَاءَ بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَاِئْتَنَّا
وَاتَّبَعْنَا" فَيَقَالُ لَهُ: "نَحْمُصَلِّحُكَ فَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ
كُنْتَ لِمُؤْمِنًا، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ — أَوِ الْمُنَافِقَةُ — فَيَقُولُ
لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ -

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔

کسی کے مرنے سے پہلے میں نہیں پڑتیں جب تم ایسی حالت
دیکھو تو اللہ کو پکارو، تکبیر کہو، نماز پڑھو، صدقہ دو، حج پر روی
آئی ہے کہ قبر کے اندر تمہارا امتحان ہوگا، تم سے پوچھا جائے گا۔
"اس شخص کے بارے میں تیرا کیا علم ہے؟" مؤمن — یا صاحب
یقین — جواب دے گا: "محمد رسول اللہ ہیں، ہدایت اور کھلی

جب کسی قوم سے اندیشہ لاحق ہوتا تو آپؐ یہ فرماتے :

”تشیوں کے ساتھ آئے ہیں۔ ہم نے ان کی تصدیق کی، پیروی کی۔“
اس پر اُسے کہا جائے گا ”خیریت سے سو، ہم پہلے جانتے تھے
کہ تو مومن ہے۔“ لیکن منافق — یا مرتاب — اس سوال
کے جواب میں کہے گا: ”اس شخص کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں، میں
نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا خود بھی وہی کہنے لگا۔“

کسوفِ شمس کی نماز آپؐ سے کئی طرح منقول ہے۔ بعض روایات میں ان دو
رکعتوں میں دو رکوع کا ذکر اور بعض میں تین، چار، پانچ تک کا ذکر ہے۔ اور ہر رکوع
کے بعد قراءت پڑھتے، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ جنکبوت اور دوسری
میں سورۃ بوم پڑھنا مسنون ہے۔ ان دونوں نمازوں میں عورتوں اور بچوں کا شامل ہونا
اور نماز پڑھنا بھی ثابت ہے اور صحابہ کا عمل بھی منقول ہے۔ ایک بار مدینہ میں
گھن لگا تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے دو رکعت نماز پڑھی۔ ایک بار اور گھن لگا تو
حضرت عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو جمع کیا اور باجماعت نماز ادا فرمائی۔

صحیح طور پر اس قدر ثابت ہے کہ آپؐ نے صلوٰۃ کسوفِ زندگی میں صرف
ایک مرتبہ پڑھی اور یہ اُس دن جب آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال
ہوا تھا اور لوگوں نے کسوف کو اس کا سبب قرار دیا تھا۔ جس کی تردید آپؐ نے
اپنے خطبہ میں فرمادی۔

خسوف (یعنی چاند گھن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے۔ مگر اس میں

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ مُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شُرُوْرِهِمْ۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم)

اے اللہ! دشمنوں کے مقابلے میں ہم تجھے ہی اپنی ڈھال
بناتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری ہی پناہ چاہتے ہیں۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب
میدانِ کارزار میں ہوتے اور دشمن سے ٹھیکڑ ہوتی تو یہ دعا فرماتے :

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَصْدِيْ وَ نَصِيْرِيْ، بِكَ اَحْوَلُ
وَبِكَ اَصْوَلُ وَ بِكَ اَقَاتِلْ لِيْ

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، ابن ابی شیبہ بروایت انس بن مالک)

جماعت مسنون نہیں ہے، بلکہ لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ اپنے گھروں میں پڑھیں۔ البتہ
نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ظاہر
ہے۔ نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں سوائے خطبہ کے۔

(مراتی الفلاح) اس میں اذان یا اقامت نہیں ہے۔ بلکہ اگر لوگوں کو جمع کرنا مقصود
ہو تو پکار دیا جائے۔ (مراتی الفلاح)

اسی طرح کی ایک دعا مہیب سے بھی مروی ہے۔ فرماتے ہیں غزوہ حنین کے
زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے فجر کی نماز کے بعد لب مبارک ملاتے
دیکھا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے پہلے کبھی آپ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔
آپ نے فرمایا: تم سے پہلے ایک نبی کو اپنی امت کی کثرت تعداد نے غرہ میں مبتلا

خداوند! تو میرا دست باز رہے، میرا مددگار رہے، تیرے
سہارے پر میں تدبیریں کرتا ہوں، حملہ کرتا ہوں۔ اور لڑتا ہوں۔

یہ روایت بھی کتب احادیث میں ملتی ہے کہ ایک غزوہ میں آپ
نے یہ دُعا مانگی: يَا صَالِكَ يَوْمَ الدِّينِ، يَا لَكَ اَعْبُدُ وَيَا لَكَ اَسْتَعِينُ
حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس دُعا کے بعد میں نے دیکھا کہ فرشتوں کی فوج
آگے پیچھے سے دشمن فوج کے سپاہیوں کو الٹا الٹا کر پھینک رہی تھی۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: جب تجھے حکمران یا کسی اور چیز کا خوف لاحق ہو تو یہ دُعا
پڑھ لیا کرو:

کر دیا تھا۔ وہ کہنے لگے کون اس قوم کا حریف ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ
نے اس قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور اب میں بھی کثرت کو دیکھ کر اللہ سے دُعا کر
ہوں کہ: اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ رَاہِی تیرے
دم سے میں دشمنوں پر حملہ آور ہوتا ہوں، تیری مدد سے ان پر ٹوٹ پڑتا ہوں۔
اور تیرے بھروسے پر میں لڑتا بھڑتا ہوں۔ (مسلم، ترمذی، دارمی)

امام مسند احمد میں یہ دُعا حضرت علیؓ سے بدیں الفاظ منقول ہے: لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ
دَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَدَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ
دَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں یہ دُعا مجھے رسول اللہ صلی اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ - سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ
السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ
إِلَّا أَنْتَ عَنَّا جَارِدٌ وَحَلَّ شَأْنُكَ -

علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ تعلیم کی اور فرمایا: تم اگرچہ مغفور (اللہ کی طرف سے
بخشے ہوئے) ہو لیکن میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں اگر انہیں پڑھو گے تو اللہ
تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے گا۔ ایک دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھے تلقین فرمائی کہ جب مجھ پر کوئی مصیبت
نازل ہو تو میں اسے پڑھوں (بخاری، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، حاکم)۔
بخاری میں اس کے آخری کلمات یہ ہیں: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ
حَسْبُنَا اللَّهُ وَفِعْهُ الْوَكِيلُ — (اے اللہ! میں تیرے بندوں
کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز
ہے)۔ مسند احمد میں عبداللہ بن جعفر سے، جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث
روایت کی ہے۔ مروی ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو حجاج بن یوسف کے نکاح
میں دیا (عبداللہ بن جعفر نے یہ مجبوراً کیا کیونکہ حجاج نے انہیں قتل کر دینے کی دھمکی
دی تھی)۔ چنانچہ میں نے اپنی بیٹی سے کہا جس وقت حجاج تمہارے پاس آئے
تو یہ دُعا پڑھ دینا۔“

ابن ابی رافع ایک درمیان کے راوی کہتے ہیں۔ لڑکی کی اس دُعا کی وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے اُسے حجاج کی خلوت سے بچالیا۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بُرد بار اور بزرگ ہے۔
پاک و بے عیب ہے، اللہ، ساتوں آسمانوں کا رب، عرشِ
عظیم کا رب۔ (خدا یا!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرے دامن
میں جو آیا سرخورد ہوا۔ تیری شناہ بہت بلند ہے۔

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ (ہمارے لیے اللہ کافی ہے
اور وہی بہترین کارساز ہے)۔ ابراہیمی دُعا بھی ہے اور محمدی دُعا بھی۔
حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو انہوں نے یہی دُعا بارگاہِ
خداوندی میں مانگی اور جب غزوۂ بدر ثانی کے موقع پر دشمنوں نے مسلمانوں
کو خوفزدہ کرنے کے لیے یہ افواہ اڑادی تھی کہ اہل مکہ بڑی زبردست جمعیت
کے ساتھ مقابلہ کی تیاری کر رہے ہیں دان الناس قد جمعوا لکم
فانحشوا (تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ
الْوَكِيْلُ (سورہ آل عمران: ۷۳)

رنج و غم کے وقت کے اذکار

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی رنج و غم میں مبتلا ہوتے تو حضورِ
خداوندیہ دُعا کرتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ
الْكَبِيرِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ عرش عظیم کا رب ہے
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ آسمان و زمین کا رب ہے،
عرش بزرگ کا رب ہے۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب کسی بے چینی اور اضطراب و الم میں گھر جاتے تو یہ استغاثہ
آپ کی زبان پر جاری ہو جاتا:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔

اے زندہ جاوید ہستی! اے کائنات کے منتظم! تیری رحمت

سے فریاد کرتا ہوں۔

ترمذی ہی میں حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو جب کوئی فکر و مانگیہ ہو جاتی تو آسمان کی جانب سر اٹھا کر فرماتے:
سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ رِپَاک اور بے عیب ہے خدائے برتر و بزرگ اور
جب دعا و گریہ میں زیادہ انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔

سنن ابی داؤد میں ہے۔ حضرت ابو بکرہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، مصیبت زدہ اور آشفقہ حال کی التجائیں یہ ہیں:
اَللّٰهُمَّ رَحِمَتَكَ اَرْجُوْ، فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ

طَرَفَةً عَيْنٍ وَ أَصْلَحَ لِي شَأْنِي مُكَلَّةً ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۔
 (نیز نسائی، احمد، ابن حبان، طبرانی، حاکم، ذہبی)

الہی! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو مجھے لمحہ بھر کے لیے
 بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر، تو خود ہی میرے تمام کام درست
 فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

سنن ابی داؤد میں اسماء بنت عیس کی یہ حدیث بھی منقول ہے۔ فرماتی
 ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسے کلمے بتا
 دوں جو تم درودِ عظم میں پکارا کرو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: تم ایسے وقت
 یہ کہا کرو: اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبَّنَا، لَا اَشْرُكَ بِهٖ شَيْئًا اَوْہی
 ذاتِ خداوند، وہی بار اللہ میرا پروردگار ہے، میں کسی کو اس کے ساتھ شریک
 نہیں ٹھہراتی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اسماءؓ سے فرمایا کہ
 مذکورہ کلمے سات مرتبہ پڑھا کرو۔ بروایت ترمذی سعد بن ابی وقاص بیان
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذُو النُّونِ (حضرت
 یونس علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے جو التجاء کی
 تھی، وہ یہ تھی: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

لے ابو داؤد، نسائی، صحیح ابن حبان، معجم کبیر للطبرانی، مسند احمد بن حنبل۔ یہ حدیث
 حیدر السند ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں لفظ ”اللہ“ ایک بار اور ابو داؤد اور نسائی میں
 دو مرتبہ اور طبرانی میں تین مرتبہ مذکور ہے۔ افضل یہی ہے کہ تین مرتبہ کہا جائے۔

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو ہی بے عیب و پاک ہے، میں ہی پنی جان پر ستم ڈھانے والا ہوں)۔ پس جو بندہ مسلم بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں یہ دُعا مانگتا ہے اُسے ضرور شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے کلمے کا علم ہے کہ جس تکبیرت زدہ نے بھی اُسے ادا کیا اللہ تعالیٰ نے اندوہ و غم اور مصیبت و شدت سے اُسے نجات بخش دی۔ وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کی فریاد ہے۔ (یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔)

مسند احمد بن حنبل اور صحیح ابن حبان میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ ”جس بندے کو بھی کوئی دکھ یا رنج پہنچے اور وہ یہ دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے حزن و رنج کو مسرت و شادمانی میں تبدیل کر دے گا:

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ
نَاصِيَّتِي بِمِدِّكَ، مَا ضِيقِي حُلْمُكَ، عَذْلِي رِفِّي

اے حافظ علی بن ابوبکر سہمی نے اسے جمع الزوائد میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

کلاسے احمد بن حنبل، ابوالعلیٰ اور بزار نے اپنے مسانید میں روایت کیا ہے۔ احمد بن حنبل اور ابوالعلیٰ اور بزار کے رواۃ ثقہ ہیں۔ ترمذی نے اسے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے بھی اسے نقل کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ ذہبی حاکم کی تائید کرتے ہیں۔

قَضَاءُكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ
بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ
أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْذَنْتَ بِهِ فِي عِلْمِ
الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رِجِيمَ قَلْبِي، وَ
نَوْمًا بَصَرِي، وَجَلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي۔

اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں،
تیری بندگی کا بیٹا ہوں، تیرے ہی قبضہ قدرت میں میری چوٹی ہے،
تیرا ہی حکم مجھ پر نافذ ہے، میرے ہر معاملہ میں تیرا فیصلہ عمل
ہے۔ میں تجھ سے، تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کر جس سے
تو نے اپنی ذات کو موسوم فرمایا، یا اپنی کتاب میں نازل کیا، یا
اپنی کسی مخلوق کو جتایا یا اپنے خزانہ غیب ہی میں اسے مستور رہنے
دیا۔ تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن پاک کو میرے دل کی بہار
میری آنکھوں کا نور، میرے غم کی کشود، اور میری تشویش کا مداوا بنا۔

امام مسند احمد، مسند بزار، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، حاکم اور ابن حبان نے
اسے صحیح قرار دیا ہے۔ سیوطی نے اسے مجمع الزوائد میں نقل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ مسند احمد
کے علاوہ مسند ابویعلیٰ، معجم کبیر، طبرانی اور مسند بزار میں بھی مذکور ہے۔ احمد بن حنبل اور
ابویعلیٰ کے اسناد صحیح ہیں۔ صرف ایک راوی (ابو سلمہ جہنی) مورد اعتراض ہے۔ ابن حبان
نے اسے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں، حضورؐ سے دریافت کیا گیا: ”کیا ہم اس دعا کو سیکھ نہ لیں؟“ آپؐ نے فرمایا: ”جو بھی اس دعا کو سُنے وہ ضرور اسے سیکھے اور یاد کرے۔“

دفع مصائب کے اذکار

ارشادِ خداوندی ہے:

وَكَبِّرُوا الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ هَٰ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ - (البقرہ ۱۵۵-۱۵۷)

خوشخبری سنا دو ان لوگوں کو جو صبر کریں اور جب کوئی مصیبت ان پر پڑے تو کہیں کہ: ”ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں بلٹ کر جانا ہے۔“ ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز جتنی کہ جوتے کے تسمے کے ضیاع پر بھی تم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - (ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اللہ ہی کی

طرف ہمیں پلٹنا ہے، کہا کرو۔ کیونکہ یہ بھی مصیبت کا ایک جزو ہے۔
حضرت ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس بندہ مسلم پر مصیبت آپڑے اور وہ یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے مصیبت کا ثواب عطا فرمائے گا اور اسے نعم البدل عنایت فرمائے گا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اللَّهُمَّ اجِدْنِي
فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُقْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔

ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے
ہیں۔ اے اللہ! مجھ کو اس مصیبت کا اجر عطا کر اور اس کا نعم البدل
مرحمت فرما۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہؓ حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر کا انتقال
ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ہدایت یہ دعا پڑھی تو اللہ
تعالیٰ نے مجھے اس کا نعم البدل یہ عنایت کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جیسا شوہر عطا کیا۔ (مسلم)

ام سلمہؓ ہی کی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی آنکھیں پھٹی
ہوئی ہیں۔ آپؐ نے انہیں موند دیا۔ اور فرمایا۔ دراصل روح کو جب قبض کر
کے لے جایا جاتا ہے تو نگاہ پیچھے پیچھے دوڑتی ہے۔ یہ سن کر ابو سلمہؓ کے اعزہ
بے اختیار چیخ اٹھے اور گریہ و لکا کرنے لگے آپؐ نے فرمایا: بغیر کے سوا اپنے

حق میں کوئی بُرا کلمہ نہ نکالو۔ جو کچھ تمہاری زبان سے نکل رہا ہے فرشتے اس پر آمین کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ابو سلمہؓ کے حق میں یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَعْفُوْ لِاَيِّ سَلَمَةٍ وَّارْفَعْ دَرَجَتَهُ
اَلْمُهَيِّدِيْنَ وَاخْلُقْهُ فِيْ عَقِيْبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ
وَاعْفُوْ لَنَا وَلَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَاَقْسِمُ لَكَ
فِيْ قَبْرِكَ وَكَوْنِ لَكَ رَفِيْقًا - (مسلم)

اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما، اور ہدایت یافتہ گروہ میں
میں مرتبہ بلند عطا فرما، اور میں ماندگان کے اندر اس کا جانشین
دکار ساز ہو۔ اے پروردگار کائنات! ہماری اور اس کی مغفرت
فرما۔ اس کی قبر کو کشادہ اور منور کر دے۔

ادائے قرض کے افکار

المو وائل کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک مکاتب غلام
آپا اور عرض کرنے لگا کہ میں مکاتبیت کا معاوضہ ادا کرنے سے عاجز آ رہا ہوں
آپ میری مدد فرمائیں۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: میں
تمہیں وہ دُعا کیوں نہ بتاؤں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی
ہے۔ اگر تم پچھلے احد کے برابر بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دیگا۔
اُس نے کہا: آپ یہ ضرور مجھے سکھائیں، چنانچہ آپ نے یہ دُعا بتائی:

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي
بِفَضْلِكَ عَنْ سُوءَاتِي -

اے اللہ! مجھے اپنا رزق حلال عنایت فرما کر حرام روزی سے
بچالے! اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز
کر دے۔

تحفظِ نعمت کے اذکار

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ کہف میں دو آدمیوں کا قصہ بیان کیا
ہے جن میں سے ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب کشت و چمن اور مال و
منال سے نوازا مگر وہ سب کچھ دیکھ کر غرورِ نفس اور کبر میں مبتلا ہو گیا اور اپنے

سواہ ترمذی، مستدرک حاکم، مسند احمد بن حنبل۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث
حسن اور غریب ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے حاکم کی تائید
کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق قرشی ایک راوی ہیں جنہیں بعض
منہجیت اور بعض ثقہ کہتے ہیں۔ مسند احمد میں جیل احمد کے بھائے جیل حنیف کا ذکر ہے۔ یہ
پہاڑے کے علاقہ میں واقع ہے۔

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے اس شرط پر آزاد ہو جانے
کا معاہدہ کر لیا ہو کہ وہ آقا کو اتنی رقم یا مال مہیا کر دے گا۔

باغوں میں داخل ہو کر کہنے لگا کہ ”میرا خیال ہے یہ باغ کبھی برباد نہ ہوں گے۔“
 مگر اُس کے دوسرے ساتھی نے اُسے اس غلط روش پر تنبیہ کی اور کہا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو کیوں نہ کہا: مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ ”یعنی وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا، اور کوئی طاقت نہیں مگر جو وہ (اللہ)۔ لیکن اس کے غرور اور گھمنڈ نے اُسے بہکائے رکھا اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام مال و دولت اور نعمت و عظمت خاک میں مل گئی اور وہ خالی ہاتھ متاثرہ گیا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے باغ میں داخل ہو یا اپنے گھر میں آئے اور اپنے مال و دولت اور اہل و عیال کے اندر کوئی خوشی اور شادمانی کی چیز دیکھے تو بلا تاخیر اپنی زبان سے یہ دُعا کہے: مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اس کے بعد وہ کسی ناگوار اور رنجہ حادثے سے دوچار نہیں ہو گا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت حاصل ہوئی عام اس سے کہ اہل و عیال کی صورت میں ہو یا مال و متاع کی صورت میں، اور وہ (جذبہ تشکر کے ساتھ) ”مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ کی دُعا پڑھتا ہے تو اس پر موت کے سوا کوئی آفت نہ آئے گی۔

جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب انسان کوئی مسرت انگیز چیز دیکھے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ (اللہ کی حمد ہے جس کی کرم و نوازی سے نیک کام پورے ہوتے ہیں، اور جب

کوئی بُری چیز دیکھے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ دہر حال میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد ہے۔ ۱۔ اسے ابن ماجہ، حاکم اور ابن سنی نے بروایت عائشہؓ بیان کیا ہے۔

حصولِ رزق اور ازالہ افلاس کے اذکار

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے پیغمبر نوح علیہ السلام کی زبان سے یہ ارشاد فرمایا ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا
يُّرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَیْكُمْ مِدْرَارًا وَّيُمِدُّ بِكُمۡ بِأَمْوَالٍ
وَّبَنِيۡنَ وَّيَجْعَلُ لَّكُمْ حَنَنًا وَّيَجْعَلُ لَّكُمْ
اٰزۡهًا رَآۃً (نوح: ۱۰ تا ۱۲)

میں نے لوگوں سے کہا: تم اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگو وہ بخشے والا ہے۔ تو تم پر آسمان کی دھاریں چھوڑ دے گا اور سازد سامان اور اولاد سے تمہیں مدد دے گا۔ تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور نہریں جاری کرے گا۔

[ان الفاظ سے استغفار کی اہمیت صاف معلوم ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو جو برسوں سے خشک سالی کا شکار تھی استغفار کی تلقین فرماتے ہوئے اس کے دنیوی اور مادی فوائد بیان کرتے ہیں مترجم]

بعض مسانید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص استغفار کو اپنا دائمی وظیفہ بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے رہائی بخشنے لگا اور اسے ان جگہوں سے روزی پہنچائے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں گی۔ علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب التہذیب میں ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے جس میں آنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ كُلَّ يَوْمٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاَقَةٌ أَبَدًا۔ (جو شخص سورۃ واقعہ روزانہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا)۔

۱۔ اسے ابو داؤد، ابن ماجہ، امام احمد، بیہقی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ کے اندر اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کی سند میں حکم بن مصعب نامی ایک راوی ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ وہ غیر معروف ہیں اور حافظ مناوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ناقابل محبت ہیں۔

تشرین معاشرت

”ذکر الہی صرف یہ نہیں ہے کہ زبان سے تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تحمید کے کلمات ادا کر دیئے جائیں، بلکہ ہر وہ شخص ذکر ہے، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت اپنا نظام زندگی استوار کرتا ہے۔“.....

• — سعید بن جبیرؓ بحوالہ کتاب الاذکار از نوویؒ

”جن مجالس میں حلال و حرام کی تمیز ملحوظ رکھی جاتی

ہے، وہی درحقیقت مجالس ذکر میں۔ آپ کا یہ خیال

رکھنا کہ خرید و فروخت کے جائز راستے کیا ہیں، صوم

صلوٰۃ کس طرح سے ادا کیے جائیں، نکاح و طلاق میں

کن حدود کا پاس رکھا جائے اور حج و صدقہ میں رعنائی

الہی کیوں کر حاصل ہو، یہی عبادت و ذکر ہے۔“

• — عطائے

سلام کرنے کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! (اسلام کی کونسی خصلت سب سے بہتر ہے؟) آپ نے فرمایا: مسکینوں کو کھانا کھلانا اور شناسا اور غیر شناسا سب کو سلام کہنا۔ (متفق علیہ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہ ہو سکو گے جب تک تم مومن کامل نہ بن جاؤ۔ اور اس وقت تک تم مومن کامل نہیں بن سکتے جب تک تمہارے اندر باہمی محبت و الفت نہ پیدا ہو۔ سو کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے اندر باہمی محبت و الفت پیدا ہو جائے؟

مداپنے اندر سلام کو خوب پھیلاؤ۔ (ابوداؤد)

صحیح بخاری میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا یہ قول مذکور ہے کہ جس نے تین باتیں جمع کر لیں اُس نے ایمان کا ذخیرہ کر لیا۔ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا، سب کو سلام کرنا، تنگ حالی میں خدا کے نام پر خرچ کرنا۔

حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے ”السلام علیکم“ کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: عَشْرُ دَسْ نِکِیَاں ملیں۔ (بعد میں دوسرا شخص آیا اور

اس نے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا :
عَشْرُونَ (بیس نیکیاں ملیں)۔ ایک تیسرے شخص نے آکر یوں کہا : السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جواب دے کر فرمایا : تِلْكَ ثَلَاثُونَ (تیس
نیکیاں ملیں)۔ (ابوداؤد، ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے)۔

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و تقرب میں سب سے
افضل ہے۔ (ترمذی : حدیث حسن)۔ ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”لوگوں
کا گروہ گزر رہا ہو تو ان میں سے اگر ایک سلام کر دے گا تو سب کی طرف
سے کافی ہوگا“۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
”مجلس میں آؤ تو سلام کرو، جانے لگو تو سلام کرو۔ یاد رکھو پہلا سلام دوسرے
سے زیادہ مستحق اجر نہیں ہے۔“

چھینک کے بعد کی دعا اور اس کا جواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں : ”اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جہاننی سے نفرت کرتا
ہے جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو منسنے والے کے
لیے لازم آتا ہے کہ وہ یَرْحَمُكَ اللہ (اللہ تم پر رحم فرمائے) کہے۔

رہی جمائی تو وہ شیطان کی اکساہٹ سے ہے لہذا حتی الوسع اسے روکو،
 کیونکہ جب کوئی شخص منہ پھاڑ کر جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے
 (بخاری)۔ نیز آپؐ نے فرمایا: ”جب چھینک اُٹے تو الحمد للہ کہو۔ سُنّے والا
 بھائی یا دوست یَرْحَمُكَ اللہُ کہے، تو تم جواب میں اُسے یہ دُعا دو:-
 يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَ يُصْلِحْ بَالَكُمْ۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں نیک رستے پر
 چلائے اور تمہارے حالات درست رکھے)۔ بخاری۔ ابو داؤد کے الفاظ میں
 کہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ“ (ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)
 کہے۔

ابو موسیٰ اشعرؓی کہتے ہیں، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا۔ کہ ”جب کسی کو چھینک اُٹے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کا جواب
 دو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو کچھ جواب نہ دو۔“

خطبہ نکاح، مبارکبادی اور شادی و مقاربت کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ہمیں نکاح کے لیے ذیل کا خطبہ تعلیم فرمایا تھا:

اے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی، نسائی، حاکم،
 بیہقی اور امام احمد نے بیان کیا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابن مسعودؓ سے دو طریقوں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَغِيْثُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ، وَ
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا - مَنْ يَّهْدِهِ
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَ مَنْ يُّضِلِّ فَلَا هَادِيَ
لَهُ ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ
اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ -

تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، ہم اُسی سے مدد اور
معفرت چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی برائیوں سے اللہ کی پناہ
مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔
اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا میں شہادت
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
یہاں تک تو ایک روایت کے الفاظ ہیں، مگر ایک دوسری روایت میں
یہ اضافہ ہے :

اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ

سے مروی ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ حافظ ابن حجر
کہتے ہیں، اسے ابو عوانہ اور ابن حبان نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ خطبہ میں درمیان کا
اضافہ ابو داؤد سے مروی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے اسے خطبہ حاجت بھی کہا ہے۔
یعنی جب انسان کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس دعا کو پڑھے۔

مَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدَ، وَمَنْ يَعْصِيهِمَا فَلَا يَضُرُّهُ إِلَّا نَفْسُهُ وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا۔
 اللہ نے انہیں علم حق کے ساتھ قیامت سے پہلے خوشخبری
 دینے والا بھیجا ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیا
 وہ راہ راست پر ہوگا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اپنے آپ
 کو ہی نقصان پہنچائے گا۔ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۖ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۚ وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق
 ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ لوگو! اپنے
 رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان
 سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں

پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتوں کا پاس ملحوظ رکھو۔ یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راست بازی کی بات کہو، اس سے اللہ تمہیں اعمالِ صالحہ کی توفیق دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کرتا ہے وہ بلا شک عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے۔

اسے ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی شادی پر اسے مبارکباد دیتے تو اس طرح فرماتے:

اے ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی بھی حاکم کی تائید کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں عرب کسی کو شادی کی مبارکباد دیتے تو کہتے:

بِالْزَفَاءِ وَالْكَتِيبِ (خوب گھلویو، بال بچے ہو،) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی عقیل کی جب شادی ہوئی تو لوگوں نے جب انہی الفاظ کے ساتھ مبارکباد دی تو انہوں نے فوراً کہا: ”بس بس، یوں نہ کہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ کہنا ہے تو یوں کہو: بَارَكَ اللهُ فِيكَ وَبَارَكَ لَكَ فِيهَا“

بَارَكَ اللهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا، وَجَمَعَ
بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ۔ (ترمذی: یہ حدیث صحت اور صحیح ہے)
خدا تجھے خوشحال رکھے، تم دونوں پر برکتیں نازل فرمائے اور تم
دونوں کو بھلائی پر متفق رکھے۔

عمر و بن شعیب اپنے باپ اور دادا کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے
شادی کرے یا غلام خریدے تو یہ دُعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ
وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ۔

اے اللہ! مجھے اس کی اچھائی سے اور جو عادات تو نے
اس کی جبلت میں رکھی ہیں ان کے اچھے پہلوؤں سے بہرہ مند کر،
اور اس کی برائی اور اس کی جبلت کی بُری خصلتوں سے پناہ میں
رکھ۔

اور اگر اونٹ وغیرہ خریدے تو اس کی کولان کی چوٹی کو پکڑ کر مذکورہ
دُعا پڑھے۔ (البوواؤد)

(اللہ تجھے بھی برکت دے اور تیرے لیے بیوی کو بھی مبارک کرے)۔ دوسری
روایت میں یوں ہے: بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ۔ (اللہ تمہیں
برکت دے اور تم پر برکت نازل کرے)۔

صحیحین میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: جب اپنی بیوی کے پاس جانے لگو تو اللہ سے یہ دعا کرو:

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

اللہ کے نام سے، اے الہی! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ۔ اور جو کچھ تو نے ہمارے نصیب میں لکھا ہے (یعنی اولاد) اس سے شیطان کو دفع رکھ۔

اگر اس اجتماع سے بچہ پیدا ہونا مقدر ہوا ہے تو شیطان اُسے ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۱۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، امام احمد۔ بخاری نے صیغہ واحد کے ساتھ اس دعا کو روایت کیا ہے۔ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا بوقتِ مباشرت پڑھی جائے لیکن صحیح یہ ہے کہ ارادہِ مباشرت کے وقت پڑھی جائے جیسا کہ مسلم کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ”جب تم اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرو تو یہ کہو“۔ شیطان کے گزند نہ پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے بہکا بھٹکا نہیں سکے گا۔ اس میں شیطان کی دوسو سہ اندازی کی نفی نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان ہر مولود کو چھوٹا ہے ماسوائے مریم اور ابن مریم کے۔

(الفتح الربانی)

ولادت کی دعا

روایات میں آتا ہے کہ جب ام مخضوٰر کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دروزہ شروع ہوا تو ام مخضوٰر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ اور زینب بنت جحش کو ان کے پاس بھیجا کہ ان کے نزدیک ہو کر آیت الکرسی اور ذیل کی دو آیات کی تلاوت کرو، اور معوذتین (سورہ فلق اور الناس) سے ان کو دم کرو:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الْلَیْلَ
النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَیْثُا وَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اِلَّا لَهٗ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْیَةً
اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ؕ

(الاعراف، آیت ۵۵، ۵۶)

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر اپنے تخت سلطنت پر متمکن ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے۔ اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج اور چاند تارے پیدا کیے۔ سب اس کے فرمان

کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اُسی کا امر ہے۔ بُرا بابرکت۔ ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار، اپنے رب کو پکارو گورو گراتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

بچہ کے کان میں اذان و اقامت کا حکم

ابورافعؓ کہتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسن بن علیؓ کی ولادت ہوئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے کانوں میں اذان دیتے ہوئے سنا۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور

صلی اللہ علیہ وسلم، ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد، حاکم، اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ حدیث میں ابورافعؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے دونوں کانوں میں اذان دی، اس سے مراد یہ ہے کہ ایک کان میں اذان اور دوسری میں اقامت کہی۔ اقامت کو کبھی لفظ اذان سے بھی ادا کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث ہی میں آیا ہے: دین کل اذانین صلاة (دونوں اذانوں)۔ یعنی اذان و اقامت۔ کے درمیان نماز پڑھی جائے۔ چنانچہ ابن عباسؓ کی حدیث میں اذان اور اقامت کی تصریح ہے۔ ابورافعؓ ایک اور حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر بھی حضورؐ نے اذان و اقامت فرمائی۔ (طبرانی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بچہ پیدا ہو اور وہ بوقتِ پیدائش اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچے کو ام القصبیان (اٹھرا) کی بیماری تکلیف نہ دے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ان کی تحنیک (بچباہی) کرتے تھے، فرماتے تھے اور

اسے مرفوع حدیث ہے۔ ابو یعلیٰ، ابن سنی اور حافظ ابن حجر نے تلخیص میں اسے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: ام القصبیان ہی المتابعۃ من الجن (ام القصبیان جن ہمراہ کو کہتے ہیں)۔ حافظ ابن قیم اپنی کتاب ”تحفۃ الودود فی احکام المولود“ میں اذان و اقامت کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی آواز پہنچے۔ اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخل اسلام ہوگا اس کی روز پیدائش سے تلقین کی جائے جس طرح مرنے کے وقت اسے کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے۔ اذان و اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کرے، اذان سننے ہی بھاگ جاتا ہے۔ اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادتِ الہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔“

اُن کے لیے خیر و برکت کی دعا فرماتے :-

عقیقہ و تسمیہ کا حکم

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت

لے نووی نے اسے کتاب الاذکار میں بیان کیا ہے اور البوداؤد کی جانب منسوب کیا ہے۔ مسلم میں بھی یہ روایت مذکور ہے۔ تخنیک کی صورت یہ ہوتی تھی کہ خشک کھجور کو چبا کر بچے کے تالو کے ساتھ مل دیا جاتا تھا تا کہ اس کا کچھ نہ کچھ اثر پیٹ میں اتر جائے۔ تخنیک میں حکمت کا پہلو یہ ہے کہ اس سے ایمان باللہ کی طرف بطور تقاؤل اشارہ ہوتا ہے کیونکہ تخنیک کھجور سے ہوتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی ہے جس کی شاخیں بلند و بالا اور جڑیں پیوست زمین ہوتی ہیں۔ تخنیک اگر خشک کھجور سے ہو تو بہتر ہے اور یہ دستیاب نہ ہو سکے تو کسی دوسری میٹھی چیز سے کی جاسکتی ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: ”تخنیک کے سنت ہونے پر اجماع ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ تخنیک کسی نیک مرد یا عورت کی طرف سے ہو، تا کہ اس کا لعاب بچے کے لیے باعث برکت و ایمان ہو۔“ غلال بیان کرتے ہیں کہ ”امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو آپ نے اُس کی تخنیک کے لیے سکے کی کھجور منگوائی جو آپ کے گھر میں رکھی ہوئی تھی اور ایک نیک بی بی ام علی کو تخنیک کی سفارش کی۔“

فرمائی تھی کہ نومو لوہ کا ساتویں روز نام رکھا جائے، اس کی میل کچیل دوسرے کے بال وغیرہ کو اتارا جائے اور عقیقہ کیا جائے۔ (ترمذی: یہ حدیث حسن ہے)

لہ طبرانی نے اسے معجم کبیر اور معجم اوسط دونوں میں ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے۔
عقیقہ کے احکام

عقیقہ کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن سے مختلف علماء نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مسلک اختیار کیا ہے۔ اس بارے میں جتنے مسلک مروی ہیں ان میں سے بڑے بڑے یہ ہیں:

عقیقہ کی حیثیت | امام مالک، شافعی، ابو ثور اور مجہور علماء کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے۔ امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مشہور مسلک ہے۔

بریدہ بن حبیب، حسن بصری، ابو الزناد، داؤد ظاہری اور کچھ دوسرے علماء کا قول ہے کہ عقیقہ واجب ہے اور امام احمدؒ سے بھی اسکے وجوب کا ایک قول مروی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عقیقہ فرض یا سنت نہیں ہے۔ صاحب التوضیح نے امام صاحب سے اور دوسرے علمائے کوفہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عقیقہ بدعت ہے لیکن امام عینی صاحب ”عمدة القاری“ کہتے ہیں: یہ اقراءئے محض ہے۔ ابو حنیفہؒ کی طرف اس رائے کی نسبت درست نہیں ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک اس کے فرض یا سنت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں: عقیقہ تطوع (نفل عبادت) ہے، مسلمان پہلے عقیقہ کیا کرتے تھے لیکن جبرائی کا حکم آیا تو یہ ختم ہو گیا۔ اب کوئی چاہے کرے، چاہے نہ کرے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم اور ابراہیم بن ابیہوی

عقیقہ کی مقدار | امام شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق، ابو ثور، داؤد ظاہری اور جمہور کا
ملک یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح
کی جائے۔ یہی قول ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کا ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ ابن
عمرؓ لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کیا کرتے تھے۔ ابو جعفر
اور امام مالکؓ کا بھی یہی ملک ہے۔ حسن اور قتادہ کہتے ہیں: ”لڑکی کی طرف سے
کوئی عقیقہ نہیں ہے۔“

عقیقہ کا جانور | امام مالکؓ، شافعیؒ، احمدؒ اور جمہور علماء عقیقہ کے لیے انہی جانوروں
کی تخصیص کرتے ہیں جو قربانی کے لیے ہوتے ہیں جیسے گائے اور بکری وغیرہ، خواہ وہ نر
ہوں یا مادہ۔ انس بن مالکؓ کا بھی یہی قول ہے۔ شافعیہ نے قربانی کی طرح گائے، اونٹ
وغیرہ کو بھی سات نفوس کی طرف سے ذبح کر دینے کو جائز ٹھہرایا ہے، اور یہ بھی
کہتے ہیں کہ اگر ایک جانور کے بعض شرکاء عقیقہ کریں اور بعض قربانی تو یہ درست ہے۔
مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں: گائے یا اونٹ کے عقیقہ میں پورا جانور ایک ہی فرد کی طرف
سے ہو گا۔ کچھ علماء نے عقیقہ کے لیے بکری کی تخصیص کی ہے۔ مالکیہ میں سے اسحق
بن شعبان اور ابن حزم کا یہی ملک ہے۔

جانور کی عمر | امام مالکؓ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ اور جمہور علماء کے نزدیک عقیقہ کے
جانور کو اسی عمر اور صفات کا ہونا چاہیے جو قربانی کے جانور کے لیے مطلوب ہیں،
اس لیے کہ عقیقہ خواہ واجب ہو یا مستحب، بہر حال یہ امر مسنون ہے۔ امام مالکؓ فرماتے

عبداللہ بن ابوطالبؓ، منذر بن اسید کے نام پیدائش کے بعد خود بخود بزرگ فرمائے

ہیں؛ حقیقہ بمنزلہ قربانی ہے، اس میں جانور عجیب دار نہیں ہونا چاہیے۔ نہ اس کے گوشت اور کھال کو بچا جائے۔ گوشت کا کچھ حصہ اہل و اقارب کھائیں اور کچھ صدقہ کریں۔

حقیقہ کا وقت | امام مالکؒ حقیقہ کے لیے ساتویں دن کی تعیین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ساتویں دن کے بعد حقیقہ ختم ہو گیا اور اگر مولود کی ساتویں روز سے پہلے وفات ہو جائے تو حقیقہ ساقط ہو گیا۔ ابن وہب نے امام مالکؒ کا یہ مسلک بھی بیان کیا ہے کہ اگر پہلا سابع (ہفتہ) فوت ہو جائے تو دوسرے سابع میں کر لیا جائے۔ ترمذی نے متعدد علماء سے روایت کیا ہے کہ ان کے نزدیک حقیقہ ساتویں روز منتخب ہے۔ ساتویں روز نہ ہو سکے تو چودھویں روز، ورنہ اکیسویں روز حنابلہ کا یہی مذہب ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں ساتویں روز کا انتخاب تخصیص کے لیے نہیں ہے۔ رافعی سے منقول ہے کہ حقیقہ کا وقت بچے کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر جانور کو ساتواں روز گزرنے سے پہلے یا ساتویں روز کے بعد ذبح کر دیا جائے تو درست ہے، بالغ ہونے تک حقیقہ فوت نہیں ہو سکتا۔ یہی قول امام شافعیؒ، محمد بن سیرین، عائشہؓ، عطاء، اسحاق اور جمہور علماء کا ہے۔

مختلف احکام | حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک بچے کے بالوں کے ہم وزن سونا صدقہ کیا جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو چاندی۔ امام نوویؒ کہتے ہیں اس مسئلہ میں جس قدر احادیث وارد ہیں ان سب میں چاندی کا ذکر ہے حالانکہ ہمارا شافعیہ مسلک اس

تھے۔ ابو الدرداء کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

کے خلاف ہے۔ امام مالکؒ سونے کے بارے میں متردد ہیں۔ اس کی اجازت بھی دی ہے اور مکروہ بھی کہا ہے۔ چاندی کے بارے میں سب کا اتفاق ہے۔ ابو داؤدؒ کی ایک مرسل حدیث ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کے عقیقہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کے گوشت میں سے دایہ کو ایک ٹانگ بھیج دو، اور باقی کھاؤ اور کھلاؤ اور اس کی ہڈیاں نہ توڑو۔ ائمہ ثلاثہ (مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) اور جمہور علماء کے نزدیک عقیقہ کا گوشت پکا کر اسے فقراء و مساکین کو تقسیم کرنا اور مسایلوں کے گھروں میں بھیجنا مستحب ہے۔ شافعیؒ کہتے ہیں جانور کی ٹانگ دایہ کو دینا مستحب ہے۔ ٹانگ سے مراد ران سے پائے تک کا حصہ ہے۔

تسمیہ کے متعلق | امام شافعیؒ، احمدؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ کے نزدیک تسمیہ ساتویں روز مستحب ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک ساتویں روز سے پہلے بھی درست ہے۔ امام بخاری کے نزدیک پیدائش کے فوراً بعد بھی نام رکھا جاسکتا ہے البتہ اگر عقیقہ کی نیت ہو تو مسنون یہ ہے کہ ساتویں روز ہی نام رکھا جائے۔

تہنیت | امام نوویؒ کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں: ”نومولود کے باپ کو مبارکباد دینا مستحب ہے۔ ہمارے اصحاب (شافعیہ) کہتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ مبارک باد دی جائے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں! انہوں نے ایک شخص کو مبارک باد کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا تھا، یہ کہو: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي الْمَوْلُودِ لَكَ وَشَكَرْتَ الْوَاهِبَ، وَبَلَغَ أَشُدَّكَ وَدِدْتُ رَبَّكَ۔“

قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔ اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔“ (ابوداؤد)

مسلم نے بروایت عبداللہ بن عمرؓ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کو تمہارے ناموں میں سے ”عبداللہ“ اور ”عبدالرحمن“ سب سے زیادہ پسند ہیں۔ ابو وہبؒ جثمی کی روایت ہے:

(اس عطیہ میں اللہ برکت دے۔ تجھے دینے والے اللہ کی شکر گزاری کی توفیق دے۔ تجھے کو جوانی دکھائے، اور اسے تیرا فرمانبردار بنائے۔)

جسے مبارکباد دی جائے اُس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اس طرح کے الفاظ جواب میں کہے: بِأَدَّكَ اللَّهُ لَكَ (اللہ تجھے برکت دے) بِأَدَّكَ اللَّهُ عَلَيْكَ (تجھ پر برکت نازل کرے) دَزَّلَكَ اللَّهُ وَمِثْلَهُ (اللہ تجھے بھی ایسی خوشی دکھائے) وَاجْزَلَ لَكَ الثَّوَابُ - (ثواب جزیل عطا کرے)۔

ابوداؤد بسندِ حمید۔ بیہقی کہتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قیامت کے روز ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ بعض کو باپ کے نام سے اور بعض کو ماں کے نام سے پکارا جائے۔ یا کبھی باپ کے نام سے اور کبھی ماں کے نام سے پکارا جائے۔

مسند احمد میں یہ حدیث یوں ہے: ”اللہ کے رسول کو یہ نام سب سے زیادہ پسند ہیں۔“ مسلم کی مذکورہ بالا حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ سے بھی مروی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں: عبدالرحیم، عبدالملک، عبدالعزیز وغیرہ ناموں کو بھی اسی فہرست میں شمار کر سکتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ نام میں اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء سے غلامانہ نسبت ہونی چاہیے۔

آپ نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔ سب سے زیادہ درست نام حارث (کاشتکار) و ہتمام (شجاع۔ سخی) ہیں۔ اور سب سے زیادہ قبیح نام حرب (جنگ) اور مرہ (تلخی) ہیں۔ (ابوداؤد، نسائی)۔ آپ نے بعض ناپسندیدہ ناموں کو اچھے ناموں سے تبدیل فرمایا تھا۔ چنانچہ برہ کا نام زینب، حزن (سخت زمین) کا نام سہل، عاصیہ (سرکش) کا جمیلہ (خوبصورت)، اصرم کا نام زرقہ، حرب (جنگ) کا سلم (صلح)، مضطجح (لیٹا رہنے والا) کا مضبعت (بیڈ) تبدیل فرما دیا۔ اسی طرح ایک وادی کو لوگ عفرہ (بخر) کہتے تھے۔ آپ نے اس کا نام خضرہ (شاداب) رکھ دیا۔ بد شعب الضلالہ (دگرہا کی گھاٹی) کے بجائے شعب الممدیٰ۔ ایک قبیلہ بنو النزہ (بدکار کی اولاد) کے نام سے موسوم تھا آپ نے اس کا نام بنو النزہ (نیک کی اولاد) رکھ دیا۔

۱۔ ان تمام اسماء کو ابوداؤد نے اپنے سنن میں روایت کیا ہے۔ زینب ام سلمہ اور ابوسلمہ کی بیٹی ہیں۔ برہ کے معنی ہیں ”پاکباز“ آپ نے جب برہ کا نام سنا تو اس سے منع فرمایا کہ اپنی پاکبازی اور معصومیت کا آپ دم نہ بھرو، اللہ بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے کون پاک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: پھر ہم کیا نام رکھیں؟ فرمایا: ”زینب“۔ حزن حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہا کے دادا کا نام ہے۔ سعید اور مسیب باپ بیٹا دونوں جلیل القدر صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں۔ حضرت سعید کا دادا آیا تو حضور نے اس کا نام دیا یافت فرمایا۔ اس نے کہا میرا نام حزن (درشت زمین) کو کہتے ہیں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق)

ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم سہل (نرم) ہو۔ اُس نے کہا: میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کر سکتا۔ سعید کہتے ہیں: چنانچہ اب تک ہمارا اندر حضرت دگر خلی، چلی اُسی ہے۔ داؤدی کہتے ہیں: اہل نسب کا بیان ہے کہ خُزن کی اولاد کے خلعت میں مشہور ہے۔ یہ صفت ان کے اندر سے نکلنے کا نام نہیں یعنی (الفتح الربانی)۔ عاصیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی کا نام تھا۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں: عرب عاص اور عاصیہ کا نام اسلکار و ہرتری کے اظہار کے لیے رکھا کرتے تھے، لیکن اسلام نے آکر ایسے ناموں سے منع کر دیا عمر کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ تھا۔ حضورؐ نے سنا تو جمیلہ سے تبدیل فرما دیا۔ مسلم، ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ اسامہ بن اُحدریؓ بیان کرتے ہیں کہ بنی شقرہ کے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں ایک صاحبِ اصرم نامی بھی تھے جو اپنے ساتھ اسی علاقہ سے خرید کر وہ ایک حبشی غلام بھی لائے تھے۔ اصرم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے یہ غلام خریدا ہے اور آپؐ سے اس کا نام رکھوانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا: تمہارا اپنا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا: اصرم۔ دکٹی ہوئی لہجی کو کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم زرعہ (ہری بھری کھیتی) ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے پوچھا: ”اس غلام سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟“ زرعہ نے کہا: ”چرواہے کا۔“ آپؐ نے غلام کی مقبلی کو پکڑ کر فرمایا: اس کا نام عاصم (نگہداشت کرنے والا) ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے تینوں صاحبزادوں کا نام حرب (جنگ) رکھا تھا لیکن آپؐ نے انہیں بدل کر حسن، حسین اور محسن رکھ دیا۔ علیؓ ہذا القیاس ایسے ناموں کی طویل فہرست احادیث میں مروی ہے جو حضورؐ نے تبدیل فرمائے۔ مدینہ کا نام پہلے یثرب تھا۔ آپؐ نے اُسے طیبہ سے بدل دیا۔ (بخاری، مسلم)

محسن کا شکریہ

ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے تنکا ہٹایا۔ آپ نے مجھے یہ دعا دی: **مَسَمَّ اللَّهُ عَنْكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ مَا تَكْتُمُ** ۝۔ (ابو ایوب! اللہ مکروہات سے تمہیں پاک کرے)۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: **لَا يَكُنْ بِكَ الشُّؤْمُ يَا أَبَا أَيُّوبَ** — (ابو ایوب! تمہیں بدی نہ چھٹے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کے جسم سے کوئی تکلیف دہ چیز صاف کی۔ اُس نے آپ کو دُعا دی: **صَوِّفَ اللَّهُ عَنْكَ الشُّؤْمَ** (اللہ تم سے بدی کو دور رکھے)۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ہم سے بدی تو اس وقت سے دفع ہو چکی ہے جب سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ اچھا یہ ہے کہ جب تمہاری کسی تکلیف کو دور کیا جا یا کرے تو کہو: **اَحْكُ يَدَاكَ خَيْرًا** (تمہارے ہاتھ خیر سے بھر رہے ہیں)۔

شکریہ کا جواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بکری ہدیہ پیش کی گئی۔ آپ نے مجھے حکم دیا: ”اسے بانٹ دو۔“ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے حسب ارشاد اسے تقسیم کر دیا۔ خادمہ جب ہدیہ دے کر واپس لوٹتی تو حضرت عائشہؓ اس سے دریافت فرماتیں: ”انہوں نے کیا کہا؟“ خادمہ کہتی: ”وہ کہہ رہے تھے، بِأَدَاكَ اللَّهُ فَيْكُرُ (اللہ تعالیٰ تمہارے مال و منال میں برکت دے)۔“ چنانچہ آپؐ بھی جواب میں وَفِيهِ بَرَكَاتٌ (اللہ! اللہ ان پر بھی برکت نازل کرے) فرماتیں اور خادمہ کو ہدایت کرتیں کہ لینے والے جو کچھ کہیں ان کو ویسا ہی جواب دیتی رہو۔ ہمارا ثواب ہمارے پاس رہے گا۔

نیا لباس پہننے کی دُعا

ابو نضرہ، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام مثلاً قمیص یا ازار یا عمامہ لے کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْأَلُكَ
مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ
شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔

لے سنن ابوداؤد، نسائی، ترمذی، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان۔ ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان و حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

اے اللہ! سب تیرا شکر ہے۔ تو نے مجھے یہ نیا کپڑا پہنایا،
میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس غرض کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس
کی بھلائی کا طلبگار ہوں۔ اور اس کی برائی سے اور جس غرض کے لیے
یہ بنایا گیا ہے اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ابونضرہ کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب
کسی رفیق کے جسم پر نیا کپڑا دیکھتے تو کہتے: تَبْلِي وَيَخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى
(خوب پڑانا کرو، اللہ اور دے)۔ (اسے ابو داؤد اور بیہقی نے ذکر کیا ہے)۔
سہل بن معاذ حضرت انسؓ اور ان کے باپ کے واسطے سے بیان کرتے
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: جو شخص نیا کپڑا
پہننے پر یہ دُعا مانگ لے تو باری تعالیٰ اُس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف
کر دے گا۔ :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا وَدَقَّنِيهِ
مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ۔

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری تدبیر
اور طاقت کے اسے میری قسمت میں رکھا۔

مصیبت زدہ کو دیکھ کر دُعا عافیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں جس نے کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا مانگی وہ اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوگا :

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ اللّٰهُ
بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفَضُّلاً

(ترمذی: یہ حدیث حسن ہے)۔

اللہ کا شکر ہے، جس نے مجھے لاحق ہونے والی مصیبت

مجھ کو عافیت میں رکھا۔ اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے نمایاں
فوقیت بخشی۔

کفارہ مجلس

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں کثرت سے ناشائستہ اور یہودہ
باتیں ہو رہی ہوں تو اٹھنے سے قبل یہ دعا پڑھ لے۔ یہ ان تمام لغزشوں
کا کفارہ ہو جائے گی جو اس مجلس میں سرزد ہوئی ہوں گی:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ اِلَيْكَ

(ترمذی: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)۔

پاک ہے تو اے خدا! حمد و ستائش ہے تیرے لیے میں

گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تیری مغفرت چاہتا ہوں۔ اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

ایک دوسری حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر تو اس مجلس میں خیر و صلاح کی باتیں ہوتی رہی ہوں تو یہ دُعا پڑھ لینے سے نیکیوں پر مہر ثبت ہو جائے گی اور اگر لغو و قبیح باتیں ہوئی ہوں تو یہ ان کے لیے کفارہ بن جائیگی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: جو لوگ کسی ایسی مجلس سے اٹھ کر آتے ہیں جہاں خدا کا ذکر نہ کیا جا رہا ہو تو وہ گویا گندے کے مزار کے پاس سے آ رہے ہیں۔ اور یہ مشارکت ان کے لیے قیامت کے روز حسرت و افسوس کا باعث ہوگی۔ (سنن ترمذی)۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ کم ہی ایسا اتفاق ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مجلس سے برخاستگی سے قبل اپنے اور اپنے اصحاب کے حق میں یہ دُعا نہ فرمائی ہو:

اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا
تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تَهْوُونَ بِهِ
عَلَيْنَا مَصَادِرَ الدُّنْيَا۔ اللَّهُمَّ امْتِنْعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَ
أَبْصَارِنَا وَقُوتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ
مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانصُرْنَا
عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا

فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا
مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا
يَرْحَمُنَا۔

(ترمذی: یہ حدیث حسن ہے)۔

اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت و خوف کا اتنا حصہ دے جو
ہمارے اور معصیت کے درمیان آڑ بن جائے، اور وہ فرمانبرداری
دے جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے، وہ یقین و اذعان عطا کر
جس سے ہمارے لیے دنیا کے نقصانات بیچ ہو جائیں۔ اے
اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہماری شنوائیوں، ہماری بینائیوں
اور ہماری توانائیوں سے ہمیں بہرہ مند رکھ اور اس خیر کو ہمارے بعد
بھی باقی رکھ، اور ہم پر جو ظلم کرے اس سے ہمارا انتقام لے اور جو
ہم سے دشمنی کرے اس پر غلبہ دے اور ہمیں دین کی آزمائش میں مبتلا
نہ کر، اور نہ بنا دنیا کو ہمارا مقصود اعظم اور ہمارے علم و دانش کی کل
پونجی۔ اور ہم پر اس شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

بتوں کی قسم اور فحش کلامی کا کفارہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی نے حلف اٹھاتے
وقت یہ کہا: ”لات اور عزیٰ کی قسم!“ تو اسے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھ لینا چاہیے۔

اور جو اپنے دوست کو کہے: ”اُجھوٹے کی بازی لگاؤ“ تو اُسے کچھ صدقہ کرنا چاہیے جو غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے دجھاری، مسلم، امام احمد بروایت ابن ہریرہؓ، چونکہ اس حدیث کی رو سے غیر اللہ کی قسم کھانے سے شرک کا فعل سرزد ہو جاتا ہے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید کے اعادہ کو کفارۃ شرک قرار دیا ہے اور جو بے یاسے کی دعوت دینا فحش گوئی اور بدکلامی میں شامل ہے اور جو بے کام طلب یہ ہے کہ دوسرے کا مال باطل طریقے سے ہتھیا یا جائے۔ اس لیے ان الفاظ کا کفارۃ قرار بازی کے بالکل برعکس صورت میں تجویز کیا۔ یعنی صدقہ کرنا اور مال کو بطریق حق دوسرے پر صرف کرنا۔

حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے باپ سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھا لی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ فحش گوئی ہے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ“ پڑھ کر سات مرتبہ اپنی بائیں جانب پھونک لو، اور آئندہ اس کا اعادہ کبھی نہ کرو۔

بدگوئی کی تلافی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی

لہ اسے نسائی، ابن ماجہ، امام احمدؓ نے روایت کیا ہے۔ نسائی میں یہ بھی ہے

کہ تین مرتبہ ”اعوذ باللہ“ بھی پڑھے۔

غیبت سے ملوث ہوتو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کا مترکب ہوا ہے اس کے حق میں دُعا ئے مغفرت کرے اور یوں کہے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَكَ ۔

اے الہی ! ہماری اور اس کی مغفرت فرما ۔

بہنقی نے اس روایت کو ”الدعوات الکبیرہ“ میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے ۔ اس مسئلہ کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں ۔ اور دونوں امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہیں ۔ وہ یہ ہیں کہ آیا غیبت کی توبہ میں صرف اتنا کافی ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہو اس کے حق میں دُعا ئے مغفرت کر دی جائے یا اُسے مطلع کرنا اور اس سے حلال کروانا ضروری ہے ۔ صحیح قول یہ ہے کہ اطلاع کی ضرورت نہیں ہے ۔ استغفار کر لیا جائے اور جن مجالس میں غیبت کی ہے اُن میں اس شخص کے محاسن کا چرچا کیا جائے ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے ۔ جو لوگ اطلاع کرنا ضروری قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک غیبت کرنا مالی حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے ۔ ان دونوں قولوں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے ۔ مالی حقوق میں تو مظلوم کی طرف اصل یا اس کی نظیر لوٹا دینا اس کے لیے سراسر نفع مند ہے ۔ اب خواہ وہ قبول کرے خواہ صدقہ کر دے غیبت میں یہ نہیں ہو سکتا ۔ یہاں تو حق کو صاحب حق کی طرف لوٹانے (یعنی اُسے بدگوئی کی اطلاع دینے) کا نتیجہ شارع علیہ السلام کے منشاء و مقصود کے بالکل برعکس برآمد ہو گا ۔ کیونکہ جب مقنن کو اپنی بدگوئی

کی خبر ہو گئی تو اس کا سینہ آتش کینہ سے جل اٹھے گا۔ اور شدید صدمہ ہو گا۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ اس کے دل میں دائمی عداوت و کدورت جگہ پالے اور دل کبھی صاف نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ جس کام کا ایسا بڑا نتیجہ نکلتا ہو شارع حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس کا واجب العمل ٹھہرانا تو کجا اس کی اباحت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یاد رکھو کہ شریعت کی اساس مفاسد کی روک تھام اور کمی پر ہے نہ کہ ان کی تفصیل و تکمیل پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

طعام کے آداب و اذکار

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ
مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ
تَعْبُدُونَ - (لقمہ: ۱۴۲)

اے ایمان والو! اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے
والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان میں سے
کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹا! دکھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ
کہہ کر سیدھے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔ (متفق علیہ)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: جب تم کھانا کھانے لگو تو شروع میں بسم اللہ کہو۔ اگر پہلے بسم اللہ کہنا بھول جاؤ تو بعد میں یہ پڑھ لو: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَکَ وَ اٰخِرَکَ (اول و آخر اللہ ہی کے نام سے)۔ (البوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، منذری۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)۔

امتیہ بن محشیؓ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے اور آپ کے پاس بیٹھا ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیا۔ جب آخری لقمہ رہ گیا تو اُس نے منہ میں ڈالتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَکَ وَ اٰخِرَکَ“ کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مسکرا دیے اور فرمایا: شیطان اس کے ساتھ برابر کھا رہا تھا۔ جب اُس نے اللہ کا نام لیا تو اُس نے تمام کھایا پیاتے کر دیا۔ (البوداؤد، نسائی) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس عادت سے راضی ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ بھی کھائے تو اس کا شکر بجالائے، ایک گھونٹ بھی پانی پیے تو اس کا شکر ادا کرے (ترمذی، نسائی، مسلم، بروایت انس بن مالک)۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا نقص نہیں نکالا اگر خواہش ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ ہاتھ نہ ڈالتے (متفق علیہ)۔ وحشی بن حرب سے مروی ہے: صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے“ آپ نے فرمایا ”شاید

تم جُدا جُدا کھاتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا ”جی ہاں! آپؐ نے فرمایا سب مل کر اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے میں برکت دیگا۔“ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپؐ نے فرمایا ”جس آدمی نے خورد و نوش کے بعد یہ دعا کی، اللہ تعالیٰ اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیتا ہے۔“

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ
وَسَدَّقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ -

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ - ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور غریب ہے)

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری تدبیر و طاقت کے بغیر اُسے میرے مقدر میں کیا۔

ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا فرماتے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ
جَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ - (سنن اربعہ - ابن سنی)

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔

نسائی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم کی (جو حضورؐ کی منت

لے بعض روایات میں آخری لفظ یوں ہے: وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(اور ہمیں اسلام لانے والوں میں بنایا)۔

میں ۹۱۸ سال رہا ہے، یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا لایا جاتا تو وہ سنا کرتا تھا کہ جب آپ کھانا شروع کرتے، تو بسم اللہ کہتے اور جب فارغ ہوتے تو فرماتے:

اللَّهُمَّ أَطْعَمْتَ وَ سَقَيْتَ وَ أَغْنَيْتَ وَ أَقْنَيْتَ وَ هَدَيْتَ وَ اجْتَبَيْتَ ، فَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَعْطَيْتَ ۔
(امام احمد بسند جید)

اے اللہ! تو نے کھلایا، پلایا، مستغنی کیا، خوش کیا، سیدھا راستہ دکھایا، اپنے دین کے لیے چنا۔ پس جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اُس پر تیری ہی حمد و شکر گزاری ہے۔

بخاری میں ابوامامہ کی یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دسترخوان اٹھاتے تو فرماتے:

لے خالد بن معان بیان کرتے ہیں: ہم عبداللہ بن ابی ہلال کے ہاں کھانے پر جمع ہوئے۔ جب ہم لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو ابوامامہ اٹھے اور کہنے لگے ہیں خطیب نہیں ہوں اور تم خطبہ دینے کا ارادہ رکھتا ہوں، لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دسترخوان اٹھانے کے بعد دیا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے سنا ہے: الحمد لله الخ۔ خالد بن معان کہتے ہیں، ابوامامہ اس دعا کو دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے اُسے یاد کر لیا۔ اسے بخاری اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کی طرف صرف اشارہ کیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: جسے اللہ کھانا کھلائے تو وہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا رَّحِيمًا ، عَيِّرْ
مَكْنِي وَلَا مُودِعْ وَلَا مُسْتَعْنَى عَنْهُ ذَبْنًا۔
تمام پاکیزہ اور بابرکت حمد اللہ ہی کے لیے ہے کہ اسی کھانے
پر کفایت ہو، نہ یہ آخری ہو اور نہ اس سے بے پروائی ہو۔ اے
ہمارے پروردگار! (ہماری حمد اور درخواست قبول فرما)۔

میزبان کے حق میں دُعاے خیر

حضرت عبداللہ بن بسر روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ اطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ۔ (اے اللہ اس
میں ہمیں برکت دے اور اس سے بہتر کھانا) اور جسے اللہ دودھ پلانے وہ یہ کہے:
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ۔ (اے اللہ! اس کو ہمارے لیے بابرکت
کر اور اسے اور زیادہ دے)۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)۔ ابن عبدفراتے ہیں
مجھ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: بجاتے ہو طعام کے حقوق کیا ہیں؟ میں
نے عرض کیا: اے ابوطالب! کیسے بیٹے! کیا حقوق ہیں؟ فرمایا: یہ کہنا کہ جِسْمُ اللّٰهِ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِمَا وَ زِدْنَا مِنْهُ۔ (اللہ کے نام سے، اے اللہ! تو نے جو روزی
ہمیں عطا کی ہے، اُس میں برکت دے)۔ پھر فرمایا: بجاتے ہو کہ طعام کا شکر کیا ہے؟
میں نے عرض کیا: کیا شکر ہے؟ فرمایا: طعام سے فارغ ہونے کے بعد یہ کہنا کہ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا۔ (اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا)۔
ابوداؤد۔ مسند احمد

میرے والد کے پاس جہان ٹھہرے۔ ہم لوگوں نے آپ کی خدمت میں کھانا اور ہر سیبہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ پھر کھجوریں حاضر کی گئیں، آپ کھجوریں تناول فرماتے تھے اور گٹھلیوں کو انگشتِ شہادت اور انگشتِ وسطیٰ میں پکڑ کر نیچے پھینکتے جاتے تھے۔ راوی حدیث شعبہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ حدیث میں گٹھلیوں کو پھینکنے کا ذکر ہے، انشاء اللہ یہ الفاظ ہیں۔ پھر مشروب لایا گیا۔ آپ نے نوش فرما کر دائیں پہلو بیٹھنے والے کی طرف بڑھادیا۔ جب آپ روانہ ہونے لگے تو میرے باپ نے آپ کی سواری کی لگام تھام لی۔ اور درخواست کی: ”حسنو! ہمارے لیے دعا فرمائیں۔“ آپ نے یہ دعا مانگی:

”اے مسلم، ابو داؤد، ترمذی، امام احمد نے روایت کیا ہے۔ عبد اللہ بن بسر صفوان بن مہر کے واسطے سے ایک اور دعوت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس میں عبد اللہ بن بسر خود حسنو صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر لائے تھے اور آپ کے سامنے آٹے اور نمک کی بنی ہوئی کوئی خاص چیز پیش کی گئی تھی۔ اس موقع پر بھی آپ نے کھانے کے بعد یہی دعا ارشاد فرمائی۔ لیکن اس میں آخر کے اسنے الفاظ اور ہیں: ”وَدَسَّحَ عَلَیْہِمْ فِی اَذْدَارِہِمْ۔“ (اور ان کے رزق میں وسعت دے)۔ امام نووی کہتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نیکو کار اور صاحبِ فضل آدمی سے دعا کرنا مستحب ہے۔ نیز جہان کو اپنے میزبان بھائیوں کیلئے جو دعا مانگی چاہیے اُس میں وسعتِ رزق، خطا بخشی اور رحمت و برکت کا ذکر ہونا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی ہے اُس میں آپ نے دنیا و آخرت کی حسنت کو جمع فرما دیا ہے۔“

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَہُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفِرْ لَہُمْ
وَادْحَمِّہُمْ۔

اے الہی! ان کے رزق میں برکت دے اور ان پر مغفرت و رحمت
فرما۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کے
مکان پر تشریف لائے۔ سعد نے روٹی اور زیتون حاضر کیا۔ آپ نے اُسے
تناول فرما کر یہ دعا مانگی:

اَقْطَرَ عِنْدَکُمْ الصَّائِمُونَ، وَاَکَلَ طَعَامَکُمْ
الْاَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَةُ۔

(البوداؤد، بیہقی، نیز ابن ماجہ، ابن حبان بروایت عبداللہ بن زبیر)
روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں، خدا رسیدہ لوگ تمہارا
کھانا کھائیں، فرشتے تمہارے حق میں دعا کریں۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے: ابو الہیثم بن تیہان نے دعوتِ طعام
کا اہتمام کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کو مدعو کیا۔ جب
لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اپنے بھائی کو صلہ
دو۔ لوگوں نے دریافت کیا: ”یا رسول اللہ! کیا صلہ دیں؟“ فرمایا: ”اُدھی
جب اپنے بھائی کے گھر جائے، وہاں کھائے پیے تو اس کے حق
میں دعائے خیر کرے۔ یہ اس کا صلہ ہے۔“

(البوداؤد)

نیا میوہ دیکھنے کی دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب فصل کا نیا میوہ آتا تو لوگ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے، آپ دُعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَانَا۔

اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے۔ ہمارے شہر میں برکت دے، ہمارے صاع اور مد میں برکت دے۔ اس کے بعد آپ وہ پھل جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا اسے عنایت فرماتے۔ (مسلم)

چاند دیکھنے کی دُعا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلالِ پہلی رات کا چاند دیکھتے تو فرماتے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ اِهْلِكْ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا نَحْبُ وَ

تَرْضٰی، رَبَّنَا وَرَبَّكَ اللّٰهُ۔

اللہ سب سے برتر ہے۔ اے اللہ! یہ چاند ہم پر امن
وایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ نکال، اور اس کام کی توفیق
کا موجب ٹھہرا جو تجھے محبوب اور پسند ہے۔ اے چاند! ہمارا
اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔

سنن البوداؤد میں ہے: قتادہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ تک یہ حدیث
پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلال کو دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا کرتے تھے:
هَلَالٌ خَيْرٌ وَرُشْدٌ، هَلَالٌ خَيْرٌ وَدُشْدٌ،
هَلَالٌ خَيْرٌ وَدُشْدٌ، اَمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَكَ۔

ای! انیس و ہدایت کا چاند ہو، خیر و ہدایت کا چاند ہو، خیر و
ہدایت کا چاند ہو، میں ایمان لایا اُس خدا پر جس نے (اے چاند!) تجھے
پیدا کیا۔ ہے۔

پھر فرماتے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا

ابن ترمذی، دارمی، مسند احمد بن حنبل۔ صحیح ابن حبان میں یہ روایت طلحہ بن عبید اللہ
عن ابیہ عن جدہ سے قدرے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ منقول ہے۔ حافظ
ابن حجر نے اسے حسن کہا ہے۔ دارمی نے یہ روایت عبد اللہ بن عمر سے بیان کی ہے۔
”اللہ اکبر“ کا ٹکڑا دارمی نے نقل کیا ہے باقی تمام میں یہ نہیں ہے۔

وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذًا۔

تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جس نے فلاں۔۔
(نام لے کر) ماہ کو رخصت کیا اور فلاں ماہ کا آغاز کیا۔

افطار کی دعائیں

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار کی جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ عادل حکمران کی دُعا۔ مظلوم کی پکار دترمذی: یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ میں ہے: ابن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ روزہ دار بوقت افطاری جو دُعا کرتا ہے اُسے رد نہیں کیا جاتا۔ ابن ملیکہ کہتے ہیں، چنانچہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو افطار میں یہ دُعا پڑھتے سنا ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي۔

اے اللہ! میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر، جو ہر چیز پر چھاٹی ہوئی ہے، تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

صحاح میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار فرماتے

وقت یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ ، وَ عَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ -

اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا اور تیرے رزق سے اُسے کھول رہا ہوں۔

ایک اور روایت میں آپ کی دُعا یوں ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا ، وَ عَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا ، فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ -

اے اللہ! ہم سب نے تیری (رضا جوئی کی خاطر) روزہ رکھا

اور تیرے (عطاکردہ) رزق پر اسے کھولا۔ تو یہ ہم سے قبول فرما
بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔

باب ششم

نسخہ کیمیا

”خدا تعالیٰ کا ذکر مہر اسر شفا ہے، مگر کسی
انسان کا نام جپنا اور ذکر کرنا مہر اسر بیماری ہے۔
اگر (بوقت تکلیف) اللہ کا نام لو گے تو وہ تمہیں
شفا بخشے گا اور تندرستی سے نوازے گا، اور اگر
غفلت کرو گے تو بیماری خود کراٹے گی.....“

• امام مکیول بروایت مہتی
مُرسلاً و مرفوعاً

20

21

22

23

24

25

26

27

28

29

مُؤذی جانوروں کے کاٹے اور دکھ درد کا عمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث مروی ہیں ان میں ممانعت کا ذکر بھی ہے اور جواز کا پہلو بھی ہے۔ چنانچہ علماء نے ان تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر ان میں سے تین باتیں اخذ کی ہیں:

۱۔ آپ نے شروع میں مشرکانہ تخیلات کا کلی خاتمہ کرنے کے لیے تعویذ گنڈے اور دم جھاڑ کی ممانعت فرمادی مگر بعد میں اس کی اجازت دے دی تھی۔ اس کا ثبوت متعدد احادیث سے ملتا ہے۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں بچھو کے کاٹے کا جھاڑ دیا کرتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں بچھو کے کاٹے کا دم کرتا ہوں کیا آپ نے اس سے ممانعت فرمادی ہے۔ آپ نے فرمایا: جو اپنے بھائی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہو پہنچائے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے نظر بد کا دم کرنے کی رخصت دے دی تھی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے انصار کو زہریلے جانوروں کے کاٹے پر جھاڑ پھونک کی اجازت

صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر ذیل کے کلمات کو دم کرتے

دی۔ (مسند احمد وغیرہ)۔

۲۔ ایسی جہارتوں اور منقروں سے آپؐ نے منع فرمایا ہے جو بے معنی اور مبہم ہوں۔ کیونکہ ان میں شرک و کفر کی آمیزش کا احتمال ہے۔ باقی رہا آیات قرآنی یا بامعنی اذکار کو معمول بہ بنانا تو اس کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ یہ مسنون ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث و آثار سے رہنمائی ملتی ہے :

اسماء بنت عیسٰی فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر بن ابی طالب کے بچے دُبلے رہتے تھے۔ آنحضرتؐ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے عرض کیا ان کو نظر بد لگ جاتی ہے، کیا میں ان پر دم کر دیا کروں؟ آپؐ نے پوچھا: کس چیز سے دم کرو گی؟ میں نے آپؐ کے سامنے کلمات پڑھے۔ آپؐ نے سن کر فرمایا: دم کر دیا کرو۔ (امام احمد)

عمر بن حزم بچہ کا جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔ مدینہ کی ایک عورت کے بچہ کو کاٹ لیا۔ ان کو بلایا گیا، انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ آپؐ نے انہیں بلایا۔ عمرو عرض کرنے لگے : ”آپؐ اس سے منع فرماتے ہیں اس لیے میں نے انکار کر دیا ہے۔“ آپؐ نے فرمایا: ”جھاڑ مجھے سناؤ۔“ چنانچہ انہوں نے سنایا اور آپؐ نے اجازت دے دی۔ اسی طرح کا ایک جھاڑ حضرت عمرؓ نے سنایا تو آپؐ نے اس میں سے بعض الفاظ حذف کروا دیے (جو مشکوک اور مبہم تھے)، اور باقی کی اجازت دے دی۔

اور فرماتے تھے کہ اسی دعا سے تمہارے جد امجد ابراہیم خلیل اللہ اسماعیلؑ

۳۔ جھاڑ پھونک کا تصور اگر یہ ہو کہ اصل شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے اور جھاڑ پھونک محض مصیبت و تکلیف کے وقت میں اللہ کے سامنے ایک گریہ و فریاد ہے، مغفرت طلبی ہے، اُس کے مقدس اسماء کا واسطہ دے کر اس کی رحمت کو جوش میں لانے کی ایک تدبیر ہے، تب تو کوئی حرج اور ممانعت نہیں ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ خود ان الفاظ کی طبیعت و ترکیب میں یہ تاثیر موجود ہے کہ اس سے بیمار شفا پاتے ہیں اور تکلیفیں اور بلائیں دفع ہو جاتی ہیں تو ایسی صورت میں یہ ممنوع اور مشرک نہ عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ اسی بنا پر یہودی اور عیسائی اُسے سرے سے جھاڑ پھونک کروانے کو جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے منتروں میں وہ احتیاط نہیں ہوگی جو ایک قبیح سنت مسلمان ملحوظ رکھ سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق یہ روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ وہ اپنے گھر آئے اور انہوں نے اپنی بیوی کے گلے میں ایک دھاگا بندھا ہوا دیکھا۔ آپؓ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ”یہ میرے زخم کا گنڈا ہے۔“ آپؓ نے اٹھ کر اُسے کاٹ دیا اور فرمایا: **بجملہ اللہ** کے گھرانہ کو شرک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ منتر، ٹوٹنے، ٹوٹکے اور تعویذ گنڈے شرک میں داخل ہیں۔“ اس کے بعد آپؓ نے فرمایا: اگر تمہیں جھاڑ پھونک کرنا ہی ہے تو رسول اللہ

اور اسحاق پر دم کرتے تھے:

أَعْيَذُكُمْ كَمَا بَكَمَلَتِ اللَّهُ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ
شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَآمَّةٍ۔ (ترمذی)

میں تمہارے لیے ہر شیطان اور ہر سودی شے اور ہر طرح

کی نظر بد سے اللہ کے کلمات کا ملہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک مار گزیدہ کو سورۃ الفاتحہ سے دم کیا۔ وہ آیات پڑھتے جاتے تھے اور مریض کو اپنا لعاب لگاتے جاتے تھے۔ چنانچہ مریض کو یوں محسوس ہوا گویا اس کے بندھن کھل گئے اور وہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کیا کرو: اَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ الشَّافِی... الخ۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تانبے کا حلقہ بازو میں ڈالے ہوئے دیکھا تو اسے ناراض ہوئے اور وہ حلقہ بازو سے اتروا دیا۔

البتہ آیات قرآنی اور حضرت جبریل علیہ السلام کی تعلیم کی ہوئی دعاؤں سے آپ خود بھی دم فرمایا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے تھے۔ امام ابن قیم نے جہاز بیہوشی کے باب میں جو دعائیں نقل کی ہیں ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر عمل رہتا تھا اور ان کے سیکھنے کی آپ صحابہ کو ترغیب دیا کرتے تھے۔ (الفتح الربانی میں اس بارے میں بکثرت احادیث منقول ہیں)۔

بخوبی چلنے لگ گیا، اور اس پر تکلیف کا کوئی اثر باقی نہ رہ گیا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی آدمی کو کوئی شکایت لاحق ہوتی، یا پھوڑا یا زخم ہو جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انگشت مبارک کو لعاب دہن لگا کر زمین پر رکھتے (تاکہ کچھ خاک لگ جائے) اور پھر اٹھا کر تکلیف کی جگہ پر پھیرتے۔ سفیان بن عیینہ نے جو اس حدیث کے راوی ہیں، روایت کرتے وقت اپنی انگلی کو زمین پر رکھا اور پھر اٹھایا اور یہ کلمات پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا ،
يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا ، بِإِذْنِ رَبِّنَا ۔

(بخاری و مسلم)

اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی خاک کی برکت سے اور ہمارے لعاب دہن کی طفیل ہمارا مریض ہمارے رب کے حکم سے شفا پائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت بھی ہے۔ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروالوں میں سے جب کوئی تکلیف یا درد میں مبتلا ہو جاتا تو یہ دعا پڑھ کر اپنا دایاں دست مبارک اس کے جسم پر پھیرتے:

اللَّهُمَّ ، رَبَّ النَّاسِ ، اذْهَبِ الْبَاسَ ، وَاشْفِ

أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا
يُغَادِرُ مَقْعًا۔ (بخاری و مسلم)

اے اللہ! انسانوں کے پروردگار! تکلیف دُور فرما اور
شفا عنایت کر، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا
کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے جو بیماری کا نام و نشان نہ
چھوڑے۔

حضرت عثمان بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وسلم سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی جس میں میں اسلام لا
کے وقت سے مبتلا چلا آ رہا تھا تو آپ نے مجھے یہ عمل ارشاد فرمایا کہ درود کی
جگہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ پڑھو:
أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَيْءٍ مَا
أَجْدُ وَمَا أَحَاطُ بِهِ۔ (صحیح مسلم)

میں اللہ کے جلال و قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس دُکھ سے
جس میں میں مبتلا ہوں اور جس سے میں ڈر رہا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جو کسی ایسے مریض کی عیادت کو جائے جس پر آئنا موت ظاہر
نہ ہوئے ہوں تو اگر اس کے پاس سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ
اُسے تندرست فرمائے گا:

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

اَنْ يَشْفِيكَ وَيَعَاظِكَ - (سنن ترمذی)

میں خدا نے بزرگ و برتر اور رب عرش عظیم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا رحمت فرمائے اور عافیت بخشے۔

حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ”تم کو یا تمہارے کسی بھائی کو اگر کوئی شکایت ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ،
أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، كَمَا رَحِمْتِكَ فِي
السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحِمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، وَاعْفُ لَنَا
حُوبَنَا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، فَأَنْزِلْ
رَحْمَةً مِّنْ رَّحِمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَاؤِكَ عَلَى
هَذَا الْوَجْعِ - (ابوداؤد۔ نسائی۔ حاکم)

ہمارا پروردگار اللہ ہے، جو آسمان میں ہے۔ اسے اللہ! تیرا نام پاک ہے، تیرا حکم آسمان و زمین پر جاری ہے جس طرح آسمان پر تیری رحمت کا نزول ہوتا ہے، زمین پر بھی اپنی رحمت نازل فرما۔ ہماری لغزشیں اور خطا میں درگزر فرما۔ تو پاک انسانوں کا رب ہے، تو اپنے خزانہ رحمت و شفا سے اس درد پر اپنی رحمت و شفا نازل فرما۔

گم شدہ چیز کو حاصل کرنے کی دُعا

علی بن عینی نے بروایت سفیان عن ابن عجلان عن عمر بن کثیر بن افلح ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ تھا کہ جب کوئی شخص کچھ گم کر بیٹھتا تو اُسے یہ دُعا پڑھنے کی ہدایت کرتے :

اللّٰهُمَّ رَبَّ الصَّلَاةِ ، هَادِيَ الصَّلَاةِ ، تَهْدِي
مِنَ الصَّلَاةِ ، مُهَدِّدٌ عَلَى صَلَاتِي بِقُدْرَتِكَ وَ
سُلْطَانِكَ فَإِنَّهَا مِنْ عَطَايِكَ وَ فَضْلِكَ -

(طبرانی)

اے اللہ! گم شدہ چیز کے مالک! گم کردہ راہ کو ہدایت
دینے والے! تو گمراہی سے راہِ راست پر لاتا ہے۔ میری
گم شدہ چیز اپنی قدرت و فرمانروائی سے مجھے لوٹا دے۔ یہ
چیز تیرا ہی عطیہ اور تیرے ہی فضل و انعام سے مجھے ملی تھی۔

ایک دوسرے طریقے سے یہ روایت یوں ہے: کہ ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے ایک شخص نے گم شدہ چیز کی بازیافت کے بارے میں سوال
کیا۔ آپ نے فرمایا: ”منوکر کے دورِ کعبت نماز پڑھو اور التحیات پڑھ
کر یہ دُعا مانگو:

اللّٰهُمَّ رَادَّ الصَّلَاةِ ، هَادِيَ الصَّلَاةِ تَهْدِي

مِنَ الضَّلَالِ، مُهَذَّ عَلَىٰ ضَالَّتِي بِعِزَّتِكَ وَ
سُلْطَانِكَ، فَإِنَّهَا مِنْ فَضْلِكَ وَعَطَائِكَ۔

دہنقی: یہ روایت موقوف اور حسن ہے۔

اے اللہ! گم شدہ چیز کو واپس دلانے والے! بھٹکے
ہوئے کو راہ دکھانے والے! تو ہی کج روی سے سیدھے راستے
پر لاتا ہے، اپنے غلبہ و قدرت سے میری گم شدہ چیز واپس
فرمادے۔ وہ تیرا ہی انعام اور تیرا ہی عطیہ ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص کی چیز گم ہو جائے اور وہ یہ کہے:
يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ مُهَذَّ عَلَىٰ ضَالَّتِي۔ (اے
سب لوگوں کو اس روزِ قیامت) جمع کرنے والے! جس کے آنے
میں کوئی شبہ نہیں، میری گم شدہ چیز کو (مادے) تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور
کامیاب کر دے گا۔

گدھے مرغ اور کتے کی آواز کے وقت پڑھنے کی دعاء

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ: جب گدھے کو ریگتے سُنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔
پڑھو۔ وہ شیطان کو دیکھ کر رینگا ہے۔ جب مرغ کی بانگ سُنو تو اللہ

کا فضل طلب کرو۔ کیونکہ اُس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: جب تم کتے کو بھونکتے اور گدھے کو رنگتے سنو تو اُن
سے اللہ کی پناہ مانگو۔ یہ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔
(ابوداؤد۔ امام احمد۔ ابن حبان۔ حاکم)۔

آنشزدگی کے وقت کی دُعا

عمر بن شعیب اپنے باپ اور دادا کے واسطے سے روایت
کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم آگ لگتی
دیکھو تو ”اللہ اکبر“ کہو۔ تکبیر آگ کو بجھا دیتی ہے۔

اسے یہ بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد بن حنبل اور دیگر کتب احادیث
میں مذکور ہے۔

قاضی حیاض فرماتے ہیں: ”مرغ کی بانگ پر فضل الہی مانگنے کا مطلب
یہ ہے کہ چونکہ فرشتے موجود ہیں، اس لیے اگر دُعا خیر مانگی جائے گی
تو سنیں گے اور آمین کہیں گے۔ دُعا گو کے لیے مغفرت طلب کریں گے
اور اس کے اخلاص کی شہادت دیں گے۔“

غصہ دور کرنے کی دعا اور طریقہ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَمَا يَنْزَعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَزَعْ فَأَسْتَعِذُّ

بِاللَّهِ، إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (سورۃ البقرہ: ۳۶)

اگر کبھی شیطان تمہیں اُکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ

سننے والا اور جاننے والا ہے۔

سلمان بن صرد کہتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو آدمی باہم گالم گلوچ ہونے لگے۔ ان میں سے ایک کا مارے غصہ کے چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا : مجھے ایک ایسے کلمے کا علم ہے کہ اگر یہ کہہ دے تو اُس کا جوش ٹھنڈا ہو جائے۔ اَلْاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھ لیتا تو اُس کا غصہ دفع ہو جاتا۔ (مشفق علیہ)

عطیہ بن عروہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ من جانب شیطان ہوتا ہے۔ شیطان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے، اور آگ کو پانی بجھا سکتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کر لے (ابوداؤد)۔ دوسری حدیث میں ہے آپ نے نصیحت فرمائی کہ جس پر غصہ سوار ہو جائے وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہوا ہو تو

لیٹ جائے۔

اچھی چیز دیکھنے کے وقت کی دُعا

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:
وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (الکہف: ۳۹)

اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہو رہا تھا تو یہ کیوں نہ کہا
”وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا، اور کوئی طاقت نہیں مگر جو
اللہ دے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نظر لگ جانا برحق ہے۔ نیز
فرمایا: جو شخص اپنی ذات یا اپنے مال و متاع کے اندر کوئی پسندیدہ چیز دیکھے
تو اس کے لیے اللہ سے برکت کی دعا مانگے کیونکہ چشم بد برحق ہے۔ نیز
فرمایا: جو شخص کسی چیز کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ رکھتا ہو، تو وہ یہ کہہ دیا

لَا اَعْيَنَ حَقٌّ (نظر لگ جانا برحق ہے)۔ بخاری، مسلم اور تمام کتب احادیث میں
مذکور ہے۔ مسند احمد میں ہے: چشم بد پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں: جمہور
نظر بد کے قائل ہیں اور اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے۔ صرف اہل بدعت (تجددین)
اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں پر مشاہدے کا پردہ ہے۔

کرے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ

اے اللہ! اس چیز میں ہمارے لیے برکت دے۔

لے یہ دراصل ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان اور مسنّی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے: ابو امامہ اپنے والد سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ گئے۔ جب وادی حنفہ میں جا کر اترے تو میرے والد سہل غسل کرنے لگے۔ سہل کا جسم گورا اور خوبصورت تھا۔ ربیعہ بن عامر نے اُن کو دیکھ لیا اور کہنے لگا: ایسا جسم تو میں نے کسی کنواری دوشیزہ کا بھی نہیں دیکھا۔ ربیعہ کا یہ کہنا تھا کہ سہل پر غشی طاری ہو گئی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”محضو! سہل کا کچھ کریں، خدا کی قسم وہ تو سر نہیں اٹھا رہا۔“ آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا اس بارے میں تم کسی کو متہم قرار دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: ”ربیعہ بن عامر نے اسے دیکھا ہے۔“ آپؐ نے ربیعہ کو بلایا اور اسے ناراض ہو کر فرمایا: ”تم لوگ اپنے بھائی کو مار ڈالنے پر کیوں تیار جاتے ہو۔ تم نے جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھی تھی تو برکت کی دعا کیوں نہ کی؟“ پھر آپؐ نے اُسے نہانے کا حکم دیا۔ ربیعہ نے اپنا منہ، دونوں ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے پاؤں کے کنارے اور تہمد کے اندر کا جسم پیالے کے اندر دھویا۔ پھر یہ پانی پیچھے سے ایک شخص نے اُس کے سر پر اور پیٹھ پر انڈیلا اور پیالہ اُس کے پیچھے

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کے نزول سے پہلے جنوں اور انسانوں کی نظرِ بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ لیکن جب معوذتین نازل ہو گئیں تو آپؐ نے انہیں اختیار فرمایا اور باقی تمام کو ترک کر دیا (ترمذی: یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ)۔

فال اور شگون کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوت اور بد شگونی کی کوئی تحقیقت نہیں ہے۔ سب سے درست بات نیک فال لینا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”نیک فال کیا ہے؟“ فرمایا: ”اچھی بات انسان کے کان میں پڑے۔“ (متفق علیہ)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن تفاؤل پسند فرماتے تھے۔ مثلاً آپؐ سفرِ ہجرت میں تھے کہ ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا: ”تمہارا کیا نام ہے؟“ اُس

اوندھا کر کے رکھ دیا گیا۔ اتنے میں سہل ہوش میں آگئے۔ اُن پر کوئی اثر باقی نہ رہا۔ علامہ ابن عبد البرؒ نے ”المہذب“ میں لکھا ہے کہ ایسے موقع پر اللہم بادل فید کہنا چاہیے۔ بعض علماء سے یہ الفاظ مروی ہیں: تَبَادُلَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (بارکرت ہے اللہ، سب سے بہتر خالق، بزار نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پسندیدہ چیز کو دیکھ کر مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھے، اُس چیز کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

نے کہا: ”بریدہ“ (لفظی ترجمہ: ٹھنڈک)۔ آپؐ نے فرمایا: ”ابو بکرؓ! ہمیں ٹھنڈک حاصل ہو گئی۔“ ایک بار آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عقبہ بن نافع کے گھر میں بیٹھا ہوں۔ اور ابن طاب کے تازہ کھجور ہمارے پاس لائے گئے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ (رافع کی نسبت سے) دنیا میں ہمیں سر بلندی نصیب ہوگی۔ (عقبہ کی نسبت سے) آخرت میں ہم نیک فرجام ہوں گے۔ اور (ابن طاب کی نسبت سے) ہمارا دین ہمارے لیے خوشگوار ہوگا۔

بزرگونی (طیرہ) کی ممانعت کے بارے میں متعدد احادیث صحاح میں مذکور ہیں۔ معاویہ بن حکم کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لوگ جانوروں اور پرندوں سے ٹگنوں لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”یہ چیز ہمارے دلوں کے اندر پائی جاتی ہے، لیکن اسے

۱۵ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپؐ نے بریدہ سے پوچھا: کس قبیلہ سے ہو؟ بریدہ نے کہا: ”قبیلۃ اسلم سے۔“ آپؐ نے ابو بکرؓ سے فرمایا: ”ہم سلامتی سے ہیں۔“ آپؐ نے پھر اس کا خاندان دریافت فرمایا۔ اس نے سہم رقت میں تیر کو کہتے ہیں اور مجازاً حصّۃ مراد ہوتا ہے، بتایا۔ آپؐ نے ابو بکرؓ سے فرمایا: نیز ا حصّۃ نکل آیا۔ (یعنی کامیاب ہوئے)

اس روایت کو ابو عمر نے استذکار میں بیان کیا ہے۔ ابن قیم نے بھی اپنی کتاب تحفۃ الودود میں اس کا اور عقبہ بن نافع والی روایت کا ذکر کیا ہے۔

تمہارے اڑے نہ آنا چاہیے۔“ (امام احمد)
 عقبہ بن عامر کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طبرہ (پرنڈو) کی پرواز سے شگون لینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ فال نیک درست ہے جو کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ اگر ناپسند شگون سے تمہارا سامنا ہو تو یہ کہو:

لہ یہ معاویہ بن حکم کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان اور سنن کبریٰ میں وارد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں شگون کی حقیقت یہ ہوتی تھی کہ جب کوئی شخص کسی سفر پر جانے لگتا یا کوئی اور کام کرنے لگتا تو وہ پرنڈو کو اڑانا یا مرگوں کو بھگانا۔ اگر تو وہ سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو اٹھتے تو وہ شخص اسے نیک شگون سمجھتا اور جو کام کرنا ہوتا کر لیتا۔ اور اگر اس کے برعکس صورت ہوتی تو اسے شگون بد سمجھتا اور اپنے ارادے سے باز آ جاتا۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ”اے تمہارے اڑے نہ آنا چاہیے۔“ اس بات کی ہدایت فرمادی کہ تطیر کی بنا پر انسان کو اپنے کاموں سے رُک نہ جانا چاہیے۔ یعنی دلوں کی حرکت تو اس کا اثر پایا جانا کوئی قابل اعتراض نہیں مگر عملی زندگی پر اسے مؤثر نہ ہونا چاہیے (نودی) بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جو شگون کی بنا پر کام سے رُک گیا تو اس نے شرک کیا۔“ صحابہؓ نے عرض کیا: اگر یہ گناہ ہو جائے تو اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ آپ نے فرمایا: یہ پڑھ لیا جائے: اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرٌ وَلَا طَيْرٌ اِلَّا طَيْرٌ (اے اللہ! تو ہی خیر کا منبع ہے اور سب شگون تیرے ہی ہیں۔) (امام احمد۔ طبرانی)

اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ
بِالسَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ -

اے اللہ! تو ہی اچھائیوں کا عنایت کرنے والا ہے اور
تو ہی خرابیوں کو دفع کرنے والا ہے۔ کوئی تدبیر و قوت اللہ کے
بغیر کارگر نہیں۔

پاؤں سُن ہو جانے کا علاج

ہشتم بن حنش کہتے ہیں: ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے۔ آپؓ کا پاؤں سُن ہو گیا۔ ایک شخص نے اُن سے کہا: ”اپنی
محبوب ترین شخصیت کا نام لو۔“ چنانچہ عبداللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم
مبارک یاد کیا اور فوراً یوں محسوس ہوا کہ گویا بندھن کھل گئے ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک
شخص کا پاؤں سُن ہو گیا تو انہوں نے فرمایا: اپنے محبوب ترین آدمی کا
کا نام لو۔ چنانچہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لیا۔ اسی وقت
پاؤں درست ہو گیا۔

دشست و سراسیمگی کی دُعا

برائے بن عازب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمتِ اقدس میں شکایت کی کہ اس پر دہشت طاری رہتی ہے کہ پ
نے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی:

سُبْحَانَ اللَّهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ،
جَلَلَتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبُّوتِ۔

پاک۔ ہے اللہ، بادشاہِ مقدس، فرشتوں اور جبریل کا رب۔ اے
اللہ! تو نے اپنی بزرگی اور برتری سے آسمانوں اور زمینوں کو جلال
بخشا ہے۔

اُس شخص نے جب اس دعا کو پڑھنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے
اُس کے اندر سے دہشتِ خوف کو زائل کر دیا۔ (معجم الطبرانی)

باب ہفتم

جواہر پارے (جَامِیۃ دُعا نِیں)

”انا لا اُحْمِلُ هَمَّ الْاِجَابَةِ ، اِنَّمَا
اُحْمِلُ هَمَّ الدَّعَاءِ فَاِذَا اَلْهَمْتُ الدَّعَاءَ
كَانَتْ الْاِجَابَةُ مَعَهُ“

”مجھے قبولیتِ دُعا کی فکر نہیں، مجھے صرف دُعا
کی فکر ہے، جب مجھے دُعا کرنے کی توفیق نصیب
ہو گئی تو قبولیت بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جائیگی۔“

•————— حضرت عمرؓ

کتاب

حیات

و کائنات

کتابخانه عمومی
مکتبہ اسلامیہ
کراچی

جامع دعائیں

(جو شخص غم و غم نے خود وقتاً فوقتاً پڑھیں اور صحابہؓ کو تعلیم فرمائیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعائیں (جن میں الفاظ کم اور مفہوم وسیع ہوتا ہے) پسند فرمایا کرتے تھے۔

نسائی اور مسند احمد کی روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہ دعا مانگتے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور جنت کے بالا خانے اور اس کی فلاں فلاں چیزیں..... طلب کرتا ہوں اور دوزخ سے

اور دوزخ کے طوق و سلاسل سے اور فلاں چیز سے فلاں چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں..... حضرت سعدؓ نے سن کر فرمایا: تو نے اللہ سے

خیر کثیر طلب کیا اور شر کثیر سے پناہ مانگی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسے لوگ بھی آئیں گے جو دعا مانگنے میں حدود سے

تجاوز کریں گے۔ تیرے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ

مِنَ الْخَيْرِ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہٗ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہٗ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ۔ (اے اللہ!

میں تجھ سے ہر بھلائی کا جسے میں جانتا ہوں اور جسے نہیں جانتا ہوں، سوال کرتا ہوں، اور ہر بُرائی سے جو مجھے معلوم ہے اور جو معلوم نہیں ہے تیری

پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

رَبِّ اَعِزِّيْ وَلَا تَعِزَّ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِيْ وَلَا
تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَبَيِّرْ
الْهُدَاىِ اِلَيَّ وَانْصُرْنِيْ عَلَيَّ مَنْ بَغَى عَلَيَّ، اَسْرَبْ
اَحْجَلْنِيْ لَكَ شَكَامًا، لَكَ ذُكَا سًا، لَكَ رَهَابًا،

لہ البوداؤد میں بھی یہ روایت کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ بسند حیدوار ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ سعد بن وقاص اپنے بیٹے کو دعا میں تجاوز کرنے سے ٹوکا۔ اور دلیل میں یہ آیت بھی پڑھی: اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ (اپنے رب کو چپکے چپکے گڑگڑا کر پکارو، بے شک وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔ اسی مضمون کی ایک اور روایت مسند میں مذکور ہے۔ اس میں آتا ہے کہ عبداللہ بن مغفل نے اپنے بیٹے کو اسی طرح دعا مانگتے ہوئے سنا اور اسے ٹوکا (البوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان وغیرہ) علماء نے اعتقاد فی الدعاء کی یہ صورت بھی بتائی ہے کہ مثلاً اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز طلب کرنا جو شرعاً ناجائز ہو، یا یہ کہنا کہ فلاں پہاڑ سونے کا ہو جائے یا مردے زندہ ہو جائیں، نیز گناہ اور قطع رحم کی دعا کرنا بھی اعتقاد میں شامل ہے۔

(الفتح الربانی)

لَكَ مَطَوَاعًا، لَكَ مُخْتَبًا، إِلَيْكَ أَوَاهَا مُنِيبًا،
دَبَّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاعْسِلْ حَوْبَتِي، وَاجِبْ
دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، قَاهِدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ
لِسَانِي وَاسْلُكْ سَخِيمَةَ صَدْرِي -

(سنن الرجب، امام احمد، ابن حبان، حاکم)۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔)

اے میرے پروردگار! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی
کی مدد نہ فرما۔ مجھے کامیاب کر، میرے اوپر کسی کو کامیاب نہ
کر، میرے حق میں تدبیر کر، میرے اوپر کسی کی چال کو کارگر نہ کر۔
مجھے راست رو بنا اور راست روی میرے لیے آسان کر جو مجھ
پر زیادتی کرے اُس پر مجھے غلبہ دے۔ اے پروردگار! مجھے توفیق
دے کہ میں نیزا انتہائی شکر گزار، سراپا ذکر، سراپا خود، سراپا اطاعت
سراپا فروتنی بن جاؤں، تیرے حضور سراپا گریہ اور سراپا رجوع
بن جاؤں۔ پروردگار! میری توبہ قبول کر، میرے گناہ دھو دے
میری دعا قبول کر میری دلیل و حجت (درازا و بین) کو ثبات عطا
کر، میرے دل کو ہدایت پر رکھ، میری زبان کو درست رکھ اور
میرے دل کے روگ نکال دے۔

صحیحین میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ یس نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں رہتا تھا، اور میں کثرت سے آپ کو یہ فرماتا

سنا کرتا تھا :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَ
الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ ضَلَحِ
الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ -

اے اللہ! میں فکر و غم سے، در ماندگی و سستی سے، بخل و
بزدلی سے، قرض کے بار سے اور لوگوں کے دباؤ سے تیری
پناہ چاہتا ہوں۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کیا میں تم لوگوں کو وہ
دُعائیں نہ سناؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں مانگا کرتے تھے :

سے مسلم، نسائی، مسند احمد بن حنبل، عبد بن حمید وغیرہ میں مروی ہے۔ زید
بن ارقم فرماتے ہیں : لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں ہمیں سکھایا کرتے
تھے۔ ہم یہ نہیں سکھاتے ہیں۔ اس دعا کا تیسرا ٹکڑا عبد اللہ بن عمر بن العاص
سے نسائی، ترمذی اور مسند احمد میں مروی ہے۔ اس روایت میں یہ تفصیل بھی ملتی
ہے کہ ابوالعزیز کہتے ہیں : مجھے ایک بزرگ نے بتایا کہ میں دمشق کی ایک مسجد میں
دو رکعت نماز گزار کر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور تنوں کے پاس
کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو لوگ ان پر ٹوٹ پڑے۔ میں
نے دریافت کیا کہ کیوں بزرگ ہیں ؟ لوگوں نے بتایا۔ عمر بن العاص ہیں۔ اتنے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَ
الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

اے اللہ! میں دراندگی و کم ہمتی سے، بُزدلی و بخل سے،
ضعیف پیری سے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي تَقَوُّهَا زَكَاةً أَنْتَ خَيْرُ
مَنْ زَكَّاهَا، إِنَّكَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

اے اللہ! میرے نفس کو پرہیزگاری عطا کر، اُسے پاک
کر، تو ہی اُسے بہتر پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا مگران و
آقا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَ
نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا

میں یزید بن معاویہ کا ایچی اُگیا۔ عبد اللہ کہنے لگے: دیکھو یہ شخص مجھے تمہارے
سامنے حدیث بیان کرنے سے روکتا ہے، حالانکہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ”میں اللہ سے بے سیر نفس، بے حضور دل، بیسود
علم اور نامقبول دعا سے پناہ چاہتا ہوں۔“ مسند احمد میں عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے
ایک طویل حدیث میں ان چار چیزوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تَعَوُّذ منقول
ہے اور یہی چار چیزیں حضرت ابو ہریرہؓ سے ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مسند ک
حاکم میں مروی ہیں۔

يَسْتَجَابُ لَهَا -

اے اللہ! میں بے حضور دل سے، بے صبر نفس سے،

بے سود علم سے اور نامقبول دعا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم دعائیں یہ فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ ارِنِي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ذَوَالِ نِعْمَتِكَ
وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ خُبَاةِ نِقْمَتِكَ وَمِنْ
جَمِيعِ سَخَطِكَ -

اے اللہ! میں تیری نعمت کے چھٹ جانے سے، تیری عافیت

کے پلٹ جانے سے، تیری سزا کے اچانک وارد ہو جانے سے

اور تیری ہر ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ترمذی میں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض

کیا: یا رسول اللہ! اگر لیلۃ القدر مجھے نصیب ہو جائے تو میں اس وقت

اللہ سے کیا کیا سوال کروں؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہو:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ فَاعْفُ عَنِّي -

اے اللہ! تو درگزر کرنے والا ہے، مجھ سے درگزر فرما۔

مسند احمد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ اثر مذکور ہے۔

آپؐ نے کہا: لوگو! سچائی اختیار کرو، سچائی اور نیکی کا ساتھ ہے۔ اور یہ دونوں

جنت لے جانے والی ہیں۔ جھوٹ سے بچو، جھوٹ اور بدکاری کا ساتھ ہے

اور یہ دونوں دوزخ لے جانے والی ہیں۔ اللہ سے عافیت طلب کرتے رہو، کسی انسان کو دولت یقین حاصل ہو جانے کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں ملے۔“ صحیح حاکم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ

ﷺ ترمذی، ابن ماجہ، احمد۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اس مضمون کی تائید دوسری بکثرت روایات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں رفاعہ بن رافع سے بھی مروی ہے کہ میں نے سنا کہ ابو بکرؓ منبر رسولؐ پر کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اُن کی زبان پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آیا تو بے اختیار رونے لگے۔ (کیونکہ آپؐ کو وصال فرمائے ابھی ایک ہی سال گزر ا تھا)۔ کچھ دیر کے بعد جب انہیں صبر آیا تو پھر فرماتے لگے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھلے سال کی گرمیوں میں فرماتے سنا: لوگو! اللہ سے عفو اور عافیت اور یقین (پختگی ایمان) مانگا کرو۔

دینر ترمذی، ابن ماجہ، نسائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد روایات میں اللہ سے عفو اور عافیت طلب کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کے باپ (عباسؓ) نے انہیں بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپؐ کا چچا ہوں، بوڑھا ہو چکا ہوں، دُنیا سے رخصت ہونے کے لیے پابہ رکاب ہوں۔ تجھے کوئی چیز سکھا دی جسے اللہ میرے حق میں نافع بنائے۔ حضورؐ نے فرمایا: عباسؓ! بے شک آپؐ میرے چچا ہیں۔ لیکن میں

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کو عافیت کے سوال سے زیادہ کوئی سوال محبوب نہیں ہے۔“ فریابی نے ”کتاب الذکر“ میں حضرت انس بن مالکؓ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھنے لگا: ”سب سے افضل دُعا کونسی ہے؟“ حضورؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرنا، اگر یہ تجھے مل گئی تو تو کامیاب ہے۔“ یہ بیہقی کی ”الدُعوات الکبیر“ میں ہے، حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا: ”اے اللہ! میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں۔“ آپؐ نے فرمایا: ”تو نے یہ تو

(قرابت کی بدولت) اللہ کے عذاب سے بالکل نہیں بچا سکتا۔ آپؐ اللہ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کی دُعا کرتے رہا کریں۔“ حضورؐ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔ میں نے سال کے آخر میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پھر ایسی ہی درخواست کی۔ آپؐ نے پھر وہی دُعا ارشاد فرمائی۔ (طبرانی - مستدرک - ترمذی - مسند احمد)۔

امام ابن ماجہ، مسند احمد، ترمذی دیہ حدیث حسن اور غریب ہے۔ حافظ سیوطی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ سائل نے ایک روز آکر سب سے افضل دُعا پوچھی تو حضورؐ نے یہ جواب دیا۔ دوسرے روز پھر آکر وہی سوال کیا اور آنحضرتؐ نے وہی دُعا بتائی۔ تیسرے روز پھر اُس نے آکر سوال کو دُہرایا۔ آپؐ نے مذکورہ دُعا بتا کر اس سے کہا: یہ دونوں چیزیں اگر تجھے مل گئیں تو تو کامیاب ہے۔“

آزمائش مانگی ہے، عافیت مانگ۔ ایک اور شخص کے پاس سے گزر رہا تھا جو کہہ رہا تھا: میں پوری کی پوری نعمت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو پوری نعمت کیا ہے؟ اُس نے کہا: میں نے خیر کی امید پر ایک دُعا مانگی ہے۔ آپ نے فرمایا: پوری نعمت دوزخ سے نجات اور جنت کا داخلہ ہے۔“

صحیح مسلم میں ابو مالک اشجعی روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہونے والے کو یہ دُعا سکھایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ
وَارْزُقْنِيْ لَهٗ

لہٰذا مسلم کی اس روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نو مسلم کو پہلے نماز کی تعلیم دیتے اور پھر اس دُعا کی تلقین فرماتے۔ مسند احمد میں بھی یہ روایت ابو مالک اشجعی سے مروی ہے، اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو طارِق بن اشیم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دُعا ایک نو مسلم کو سکھانے سنا ہے اور آپ اسے فرما رہے تھے: یہ کلمات تیرے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی جمع کر دیں گے۔ مسند احمد کی روایت میں اِھْدِنِيْ وَعَافِنِيْ کے الفاظ نہیں ہیں۔ مسند میں ابو مالک سے اس مضمون کی ایک اور روایت دوسرے طریقہ سے منقول ہے، جسے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آکر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! میں اپنے رب سے سوال

اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے ہدایت دے
عافیت بخش اور روزی عطا کر۔
مسند احمد میں بسربن ارطاة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا :
اللَّهُمَّ احْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَاجِرْنَا
مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَدَعَا ابِ الْآخِرَةِ -
دنیز معجم کبیر للطبرانی

اے اللہ! ہمارے تمام کاموں کا انجام بخیر ہو، اور ہمیں
دُنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔
صحیح حاکم میں ربیعہ بن عامر بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں، آپ نے فرمایا : يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ پرجم جاؤ۔ (یعنی ان کلمات کو
کثرت اور مداومت سے پڑھا کرو)۔

کردوں تو کیا کہوں؟ آپ نے اسے یہ کلمات ارشاد فرمائے اور اپنے ہاتھ کی چاروں
انگلیوں کو بند کر کے اشارہ فرمایا کہ یہ کلے تمہارے لیے دُنیا اور آخرت کی بھلائی
جمع کر دیں گے (دنیز مسلم، ابن ماجہ)۔ علماء کہتے ہیں : اِحْدِثِي دَاوُدَ قَسْرِي
میں دنیاوی خیر و فلاح اور اعظلی وارحمنی و عافنی میں اخروی بھلائی کی طرف اشارہ
لے لسانی، ترمذی (یہ حدیث حسن اور غریب ہے)۔ حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ذکری
اس کی تائید کی ہے۔ اس مضمون کی ایک حدیث معاذ بن جبل سے بھی مروی ہے وہ بیان
کرے مضمون نے ایک شخص کو يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کہتے سنا تو فرمایا : ”تمہاری دعا سنی جا
گنا ہے مانگو۔“

صحیح حاکم ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ”لوگو! کیا تم دعا میں تگ و دو کرنا چاہتے ہو؟“ سب نے کہا: ”ہاں یا رسول اللہ!“ آپ نے فرمایا: یہ کہا کرو:

”لے مندا احمد میں یہ بسند حید مروی ہے۔ مسند کی ایک دوسری حدیث جو معاذ بن جبل سے مروی ہے اس کی مؤید ہے۔ معاذ بن جبل کی حدیث میں یہ دعا بصیغہ واحد مذکور ہے معاذ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”معاذ! تجھے تم سے محبت ہے۔“ میں نے عرض کیا: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! خدا سے برتر کی قسم! میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔“ آنحضرت نے فرمایا: ”میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد (اور دوسری روایت میں ہے ہر نماز کے اندر) ان کلمات کا پڑھنا کبھی ترک نہ کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَلى ذَکَکَ..... الخ“ شوکانی کہتے ہیں: آپ کی یہ تاکید بتاتی ہے کہ ان کلمات سے دعا مانگنا واجب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ”یہ تاکید محض ارشاد و تلقین پر مبنی ہے۔“ اسے ابو داؤد، نسائی، ابن خزیمہ، حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شخیخین و بخاری مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ (راوی) عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو اس دعا کی وصیت فرمائی ہے، اسی طرح حضرت معاذ نے مناجاتی کو وصیت فرمائی۔ مناجاتی نے ابو عبد الرحمن الحبلی کو اور انہوں نے عقبہ بن مسلم کو وصیت فرمائی۔ یعنی ہر راوی روایت کرتے وقت اتباع رسول میں اور حدیث کو عین بعین نقل کرنے کی خاطر اپنے شاگردوں کو اس کی وصیت کرتا رہا۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ
عِبَادَتِكَ -

اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت کرنے میں
ہماری مدد فرما۔

ترمذی میں ہے کہ آپؐ نے معاذ بن جبل کو ہر نماز کے بعد یہ دعا
پڑھنے کی وصیت فرمائی۔

ترمذی میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور قریب میں ایک شخص کھڑا
نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے جب رکوع و سجود اور تشہد کے بعد دعا مانگی تو اپنی
دعا میں یہ الفاظ کہے:

اَللّٰهُمَّ رَاقِيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لیے کہ سزاوارِ حمد
تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی آسمان و زمین کا موجد
ہے۔ اے بزرگی و بخشش والے! اے زندہ جاوید! اے مقظم
کائنات!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم کو معلوم ہے کس کے ساتھ اس نے
دعا مانگی ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔“ فرمایا:

”اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس شخص نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ اللہ کو پکارا ہے جس کے ساتھ اگر دُعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے اور کچھ مانگا جاتا ہے تو مل جاتا ہے۔“

امام ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی (معجم کبیر)، مستدرک حاکم۔ مسند احمد، حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ یہ روایت مسند احمد، طبرانی (معجم صغیر) اور مجمع الزوائد میں حضرت انسؓ ہی سے ایک اور سند سے مروی ہے۔ اس میں ہے کہ دُعا مانگنے والے زید بن صامت زُرَقی رضی اللہ عنہ تھے صحیح حاکم میں پہلی روایت دالی دُعا کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَاعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (نتیجہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔

”اسم اعظم“ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس اور تعظیم و توصیف اور برتری و حاکمیت کا بیان بدرجہ کمال ہو۔ اس کے ساتھ جو دُعا مانگی جاتی ہے وہ پوری ہوتی ہے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”اللہ“ اسم اعظم ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ بندہ جب ”اللہ“ زبان سے نکلے تو دل میں اللہ کے سوا کوئی نہ بس رہا ہو۔ ”اسم اعظم“ مختلف روایات میں مختلف اسماء کے اندر بتایا گیا ہے۔ مثلاً مذکورہ روایت کے علاوہ ذیل کی روایات میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے:

حضرت سعد بن وقاص فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے تھے کہ اسم اعظم جس کے ساتھ اللہ سے دُعا کی جائے تو قبول ہو اور مانگا جائے

مسند اور صحیح حاکم میں ہے۔ شداد بن اوس بیان کرتے ہیں: مجھے

توسلہ، وہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ
إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ میں ہے۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد، مسند بزار، ابویعلیٰ)۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ حضرت ابو موسیٰ سے روایت کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے سنا تو فرمایا: اُس ذات
کی قسم جس کے ہاتھ میں جانِ محمدؐ ہے اس نے اللہ کے اسمِ اعظم کے ساتھ دعا مانگی
ہے۔ (دُعایہ ہے)؛

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ
الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَهْدُ الَّذِي
لَمْ يَكُنْ لَكَ شَرِيكٌ وَكَمُؤَلِّكٌ وَكَمُؤَلِّكٌ لَكَ كُفُوًا أَحَدًا۔

اے اللہ! میرا تجھ سے سوال ہے، اس لیے کہ میں یقین
رکھتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے
تو واحد ہے، بے نیاز ہے، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ
کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کا کوئی ہمسرہ ہے۔

داہود داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم،
ترمذی نے حسن کہا ہے۔ حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ ذہبیؒ نے حاکم کی تائید کی
ہے۔ حافظ ابوالحسن مقدسی کہتے ہیں: اس کی سند میں کسی طعن کی گنجائش نہیں
ہے اور اس باب میں اس سے جیدہ سند کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔ (مسند احمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”شداد! جب دیکھو کہ لوگ سونے چاندی کا ذخیرہ کرنے میں لگ گئے ہیں تو تم ان کلمات کا ذخیرہ کرو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَمَلِ

میں محمد بن ادرع سے مروی ہے کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں تین بار فرمایا: قد غفر لك (دی بخش دیا گیا)۔

اسماء بنت یزید سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا: ان دو آیتوں میں اللہ کا اسم اعظم ہے: (۱) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (۲) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (البوداؤد، ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)۔

۱۔ نسائی، ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم۔ حاکم نے صحیح کہا ہے۔ ذہبی نے توثیق کی ہے۔ مسند احمد میں اس روایت کے ابتدائی حصہ میں یہ بھی ہے کہ حسان بن علیہ بیان کرتے ہیں: شداد بن اوس سفر میں تھے۔ ایک مقام پر انہوں نے پڑاؤ ڈالا تو اپنے غلام سے کہا: دسترخوان بچھا دو ورنہ اس سے دل لگی کر لیں۔ میں نے ان الفاظ پر انہیں ٹوکا تو وہ کہنے لگے: اسلام لانے کے بعد میری زبان سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا جسے میری لگام نہ ہو بخیر اس لفظ کے ساتھ میری جانب سے اس لفظ کو محفوظ رکھو، بلکہ یہ محفوظ رکھو جو میں اب کہہ رہا ہوں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جب دیکھو کہ لوگ الخ۔“

عَلَى الرَّشْدِ ، وَ أَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ ،
وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَ أَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا ،
وَلِسَانًا صَادِقًا ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ
مَا تَعْلَمُ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
تَعْلَمُ ، وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ أَنَّكَ أَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۔

اے اللہ! میں معاملاتِ دین میں ثوابت قدمی اور راست
بازی پر استقلال کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیری نعمتوں کی شکر
گزاری اور تیری بہترین عبادت گزاری کی توفیق چاہتا ہوں۔
قلبِ سلیم اور زبانِ صادق مانگتا ہوں، اور ہر وہ بھلائی چاہتا ہوں
جسے تو جانتا ہے اور ہر اس بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم
میں ہے۔ میرے جو گناہ تیرے علم میں ہیں میں ان کی معافی کا خواستگار
ہوں۔ تو ہی ہر عیب کا جاننے والا ہے۔

ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن مُنذر خزاعی سے
(جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) فرمایا: ”کتنے معبودوں کے آستانے پر
جُبہ سائی کرتے ہو؟“ حصین بن مُنذر نے کہا: ”سات خداؤں کی پوجا کرتا ہوں۔“
۶ زمین پر ہیں اور ایک آسمان پر ہے۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا: ”تمہیں امید و خوف کس خدا سے ہے؟“ حصین نے کہا: ”جو آسمان
پر ہے۔“ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا: ”اگر تم حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتے تو میں

تہیں دو نہایت نفع بخش باتیں سکھاتا۔ چنانچہ جب بعد میں حسین بن منذر اسلام لے آئے تو حضورؐ سے عرض کرنے لگے: آپ مجھے وہ دو باتیں تعلیم فرمائیں، راسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ پڑھو:

اے انسانی، ترمذی، ابن خزیمہ، حاکم، حافظ ابن حجر نے اصاہر میں اسے صحیح لکھا ہے۔ حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے تائید کی ہے۔ مسند احمد میں اس روایت کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حسین بن منذر کے لڑکے حضرت عمران بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حسینؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: محمد! آپ سے تو بعد المطلب اپنی قوم کا زیادہ خیر خواہ تھا۔ وہ قوم کو کلیجے اور گوبائیں (مراد اونٹ) کھلاتا تھا اور تم ان کا کلیجہ چیرتے ہو یعنی اسلام کی دعوت دے کر انہیں ستاتے ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسینؑ کو اسلام کی دعوت جتنی کچھ دے سکتے تھے دی۔ حسینؑ نے اسلام کی طرف بھگتے ہوئے کہا: ”آپ کا کیا حکم ہے کہ میں کیا کہوں؟“ آپ نے فرمایا: کہو: اللہم! افرغ قیئ شراً فقیئ و افرغ منی ارحمہ امری۔ اے اللہ! مجھے میرے نفس کی شرارتوں سے بچا۔ اور مجھے راست روی پر قائم رہنے میں پختگی بخش۔“ حسینؑ چلے گئے اور بعد میں مسلمان ہو کر آئے اور کہنے لگے: ”آپ نے مجھے جو الفاظ فرمائے تھے وہ تو میں نے کہے، اب کیا کہوں؟“ فرمایا یہ کہو: اللہم! اغفر لی ما اسودت۔ الخ معلوم ہوتا ہے کہ دعائے اول اسلام سے قبل اور دعائے ثانی اسلام کے بعد کی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت حسینؑ کے صاحبزادے عمران اپنے باپ سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔

اللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ دُرِّدِيْ وَ قِنِّيْ شَرَّ نَفْسِيْ -
اے اللہ! ہدایت میرے دل میں ڈال اور مجھے میرے نفس
کی شرارتوں سے بچا۔

حاکم نے اپنے صحیح میں ان الفاظ کا اضافہ بھی کیا :
وَ اعِزَّنِيْ عَلٰی اَرْشَادِ اَمْرِيْ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِيْ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ ، وَ مَا اَخْطَاْتُ
وَ مَا تَعَمَّدْتُ ، مَا عَلِمْتُ وَ مَا جَهِلْتُ -

مجھے راست روی پر برقرار رہنے کا پختہ عزم فرما۔ الہی! جو
کچھ میں نے پوشیدہ کیا، علانیہ کیا، نادانستہ کیا یا دانستہ کیا۔
جان بوجھ کر کیا یا نادانی سے کیا، وہ سب مجھے معاف کر دے۔
ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی سند بخاری اور
مسلم کے شروط کے مطابق ہے۔

صحیح حاکم میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
انحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے یہ دُعا میں مانگا کرتے تھے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَسْئَلَةِ وَ خَيْرَ
الدُّعَاءِ وَ خَيْرَ التَّجَارِحِ وَ خَيْرَ الْعَمَلِ وَ خَيْرَ
النَّوَابِ وَ خَيْرَ الْحَيَاةِ وَ خَيْرَ الْمَمَاتِ وَ تَبَتَّنِيْ
وَ ثَقَّلْ مَوَازِيْنِيْ وَ حَقِّقْ اِيْمَانِيْ
وَ اَرْفَعْ دَرَجَتِيْ وَ تَقَبَّلْ الْخَيْرَ وَ خَوَاتِمَهُ

وَأَوَّلَهُ وَأَآخِرَهُ وَظَاهِرَهُ وَبَاطِنَهُ وَأَسْأَلُكَ
الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ - آمِينَ -

اے اللہ! میں تجھ سے حُسنِ طلب، حُسنِ انتہا، بہترین کلیاتی
حُسنِ عمل، نیک صلہ، اچھی زندگی اور اچھی موت کا سوال کرتا ہوں
مجھے ثابت قدمی عطا فرما، میری نیکیوں کا پتہ بھاری کر، میرے
ایمان کو بار آور بنا، میرا درجہ بلند کر، میری نیکیوں کو نیکیوں کے
خانے کو، ان کے اول و آخر کو، ظاہر و باطن کو شرف قبولیت
بخش، اور بہشت کے درجات بلند سے نواز۔ آمین۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا آتَى وَ مَا أَفْعَلُ، وَ
خَيْرَ مَا بَطَّنَ وَ مَا ظَهَرَ۔

اے اللہ! جو کچھ میں سوچتا ہوں اُس کی بھلائی، جو کچھ کر
گزرنا ہوں اُس کی بھلائی، جو پوشیدہ رہا اُس کی بھلائی اور جو
ظاہر ہوا اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِي وَ تَضَعْ
وِزْرِي وَ تُطَهِّرَ قَلْبِي وَ تُخَصِّنَ فَرْجِي وَ تُنَوِّرَ لِي
قَلْبِي وَ تَغْفِرَ لِي ذَنْبِي۔

الہی! میں تجھ سے انتہا کرتا ہوں کہ میرا ذکر بلند کر، میرا
بوجھ اتار دے، میرا دل پاکیزہ کر، میرا دامن پاک رکھ۔ میرے
دل میں اجمال کر۔ میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔

وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُبَارِكَ لِي فِي نَفْسِي وَ رَفِي
سَمْعِي وَ فِي بَصَرِي وَ فِي دُوحِي وَ فِي خَلْقِي وَ فِي
خُلُقِي وَ أَهْلِي، وَ فِي نَحْبَائِي وَ فِي مَسَائِي وَ فِي
عَمَلِي، وَ تَقَبَّلْ حَسَنَاتِي وَ أَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى
مِنَ الْجَنَّةِ - آمِينَ -

میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو برکت عطا کر میری طبیعت
میں، میری سماعت میں، میری بصارت میں، میری جان میں، میری
صورت میں، میری سیرت میں، میرے گھر بار میں، میری زندگی اور
موت میں، میرے عمل میں، میری نیکیاں قبول کر۔ اور میں تجھ سے
جنت کے بلند درجے کا طلبگار ہوں۔ آمین

صحیح حاکم میں حضرت معاذ بن جبل کی ایک حدیث میں ہے کہ معاذؓ
کہتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے لیے تشریف لانے
میں تاخیر کر دی، یہاں تک کہ سورج نکلنے کے قریب ہو گیا۔ پھر آپ تشریف
لائے اور خفیف سی نماز پڑھانے کے بعد ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:
اپنی جگہ بیٹھے رہو آج تاخیر سے آنے کی وجہ بتاتا ہوں۔ رات میں نے حسبِ
توفیق الہی نماز پڑھی، پھر محمد پر نیند سوار ہو گئی، میں سو گیا، پس پروردگار برتر
و بابرکت کا دیدار ہوا، اور پھر حضرت اقدس سے الہام ہوا کہ میں یہ
کہوں:

لے اس دعا کا پہلا حصہ یعنی ”غیر مفتون“ تک موطا امام مالک میں مذکور ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الطَّيِّبَاتِ وَفَعَلَ الْخَيْرَاتِ
وَتَرَكْتُ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبِّ الْمَسْكِينِ، وَأَنَّ تَتُوبَ
عَلَيَّ وَتَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِي خَلْقِكَ
فِتْنَةً فَتَغْنِي إِلَيْكَ فِيهَا غَيْرَ مَفْتُونٍ -

اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ چیزوں کی، نیکوں کے کرنے
کی، بُرائیوں کو چھوڑنے کی اور مسکینوں سے محبت کی توفیق چاہتا
ہوں۔ میری التجا ہے کہ میری توبہ قبول کر، مجھے بخش دے، تجھ
پر رحم کر، اور جب تو اپنی مخلوقات کو مبتلائے آزمائش کرنے
لگے تو آزمائش میں ڈالے بغیر اپنی طرف بلا لے۔

اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ
حُبَّ عَمَلٍ يَبْلُغُنِي إِلَى حُبِّكَ -

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں: اس حدیث کو راویوں کی ایک پوری جماعت نے،
امام مالکؒ اور انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک
عبداللہ بن یوسف تنیسی بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور عبدالرحمن
بن عائش، ابن عباس، ثوبان اور ابو امامہ باہلی سے ثابت ہے۔ حاکم نے
اسے معاذ بن جبل اور عبدالرحمن بن عائش دونوں کے طریقے سے روایت
کیا ہے اور دونوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی دونوں کی صحت
کی تائید کی ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت، تجھ سے محبت کرنے والے کی محبت، تیری محبت تک لے جانے والے عمل کی محبت چاہتا ہوں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے کی طرف رُخ کر کے فرمایا: یہ دعائیں سیکھو اور پڑھو، ان کا الہام حق تعالیٰ کی طرف سے ہے (ترمذی، طبرانی، ابن خزیمہ اور دوسرے محدثین نے یہ حدیث بالفاظ دیگر روایت کی ہے)۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہوتی تھی:

اَللّٰهُمَّ قِنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَ

اُخْلِفْ عَلٰى كُلِّ غَايِبَةٍ لِّيْ بَخِيْرٍ۔ (صحیح حاکم)

الہی! جو رزق تو نے دیا ہے اس پر مجھے قانع کر دے۔

اسے میرے لیے بابرکت کر، ہر غائب ہونے والی چیز کا مجھے

نعم البدل عطا فرما۔

حضرت انس بن مالکؓ سے آنحضورؐ کی یہ دُعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَ عَلَّمْنِيْ مَا

يَنْفَعُنِيْ وَاَرْزُقْنِيْ عِلْمًا يَنْفَعُنِيْ۔ (صحیح حاکم)

الہی! جو علم تو نے مجھے دیا ہے میرے حق میں اُسے

نافع کر، اور جو علم نافع ہو وہ مجھے عطا کر، اور وہی علم میرے

نفع دے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عِلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ، وَ
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عِلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ،
وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ ، وَأَسْأَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِي مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ دُشْدًا -
(صحیح حاکم)

سلہ ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم، بخاری والادب المفرد میں) حاکم نے صحیح کہا ہے۔ ذہبی نے توشیح کی ہے۔ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے اس حدیث کو ان کی بہن ام کلثوم نے روایت کیا ہے۔ ام کلثوم بتاتی ہیں کہ میرے والد ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی بات کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اس وقت عائشہؓ نماز پڑھ رہی تھیں۔ آنحضورؐ نے اُن سے فرمایا: جامع دعائیں مانگو۔ جب عائشہؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو میں نے اُن سے جامع دعائیں پوچھیں انہوں نے یہ دعا مجھے سکھائی: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الخ

الہی! میں تجھ سے ہر بھلائی فوری ہونے والی بھی اور در طلب بھی، معلوم بھی اور غیر معلوم بھی، سب کی سب تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور ہر برائی سے، جلد ہونے والی بھی اور بدیر ہوئی والی بھی، معلوم بھی اور غیر معلوم بھی، سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تجھ سے جنت کا اور جنت کے قریب کر دینے والے قول و فعل کی توثیق کا خواستگار ہوں۔ دوزخ سے اور دوزخ کے پاس لے جانے والے کلام و کام سے تیری پناہ درکار ہے۔ میں اس بھلائی کا طالب ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمائی ہے اور تجھ سے دُعا کرتا ہوں کہ جو کچھ تو نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے اُس کا انجام اچھا کر۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان الخیرؓ (یعنی سلمان فارسی) کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

”میں تمہیں چند کلمے عطا کرنا چاہتا ہوں جن کے ذریعے رحمان سے سوال کرو، رحمان کی طرف لپکو اور ان کے ساتھ شب و روز دُعا مانگو۔ وہ یہ ہیں:

اللّٰهُمَّ رَاقِيَ اَسْأَلُكَ صِحَّةً نِّفَى اِيْمَانٍ دَرَايْمًا

سلف طرانی (مجموعہ اوسط)، مسند احمد، مستدرک حاکم۔ حاکم اسے صحیح قرار دیتے ہیں، ذہبی نے اس سے سکوت کیا ہے۔ سنہینی کہتے ہیں اسکے راوی ثقہ ہیں۔ سلمان الخیرؓ سے سلمان فارسی مراد ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ اعزاز ہے۔

فِي حُسْنِ خُلُقٍ وَبِحَاحٍ يَنْبَغُهُ فَلَاحٌ، وَرَحْمَةٌ
مِّنْكَ وَعَافِيَةٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْكَ وَرِضْوَانًا -

(طبرانی، حاکم، بیہقی)

اے اللہ! میں تجھ سے ایمان، جس میں جوش و قوت ہو، حسن
اخلاق جس میں ایمان کی تاثیر ہو، کامیابی جس کے تحت اخروی فلاح
ہو، کا خواستگار ہوں اور تیری رحمت، عافیت، مغفرت اور خوشنودی
کا سائل ہوں۔

ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ
دُعائیں بہوتی تھیں:

اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ لَا شَيْءٌ قَبْلَكَ، وَأَنْتَ
الْآخِرُ لَا شَيْءٌ بَعْدَكَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ
كَاتِبَةٍ نَّاصِيَتُهَا بِيَدِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْإِثْمِ
وَالْكَسَلِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْغِيَا
وَمِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ
الْمَغْرَمِ -

الہی! تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو ہی
آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ میں ہر تنفس کے شر سے جس
کی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں گناہ و
کاہلی سے، عذاب قبر سے، تو انگری کے فتنہ سے، دست نگری

کی آزمائش سے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ گناہ گاری اور قرضداری
سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اللَّهُمَّ نَقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ
الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ - اللَّهُمَّ بَعْدُ يَدِّي وَ
بَيْنَ خَطِيئَتِي كَمَا بَعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ -

(معجم کبیر و اوسط للطبرانی)

الہی! خطاؤں سے دل کو یوں ستھرا فرما جیسے میل کچیل سے
سفید کپڑے کو ستھرا بنا دیتا ہے۔ الہی! مجھے گناہوں سے اتنا
دور فرما دے جتنا تو نے مشرق کو مغرب سے دور کر رکھا ہے۔

مسند احمد اور صحیح حاکم میں ہے: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما
نے ایجاز کے ساتھ نماز گزاری، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ عمار کہنے لگے:
میں نے نماز میں وہ دعائیں اللہ سے مانگی ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

اللَّهُمَّ بَعْلِمِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ
أَحْيَيْتَنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي وَتَوَقَّيْتَنِي إِذَا
عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي -

اے اللہ! اپنی غیب دانی اور مخلوق پر قدرتِ کاملہ کے قدر
میں مجھے زندگی سے بہرہ مند رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر
سمجھے اور مجھے اٹھالے جب موت کو میرے لیے بہتر سمجھے۔

اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
وَاَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا ، وَ
اَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَ اَسْأَلُكَ
نَعِيْمًا لَا يَنْقُذُ وَ اَسْأَلُكَ قُوَّةَ عَيْنٍ لَا تَقْطَعُ
وَ اَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَ اَسْأَلُكَ بَرْدَ
الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَ اَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ
اِلَى وَجْهِكَ ، وَ اَسْأَلُكَ الشَّوْقَ اِلَى لِقَائِكَ مِنْ
غَيْرِ ضَرَاءٍ مُّضْمَرَةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ -

اے اللہ! کھلے چھپے خشیت و زاری کا سوال کرتا ہوں، طیش و
رضا میں حق گوئی کی توفیق مانگتا ہوں، فقیر و توانگری میں میانہ روی
کی دعا کرتا ہوں، وہ اسألش چاہتا ہوں جو لازوال ہو، وہ طراوت
چشم چاہتا ہوں جو منقطع نہ ہو۔ تیرے فیصلہ پر تسلیم و رضا چاہتا
ہوں۔ موت کے بعد پر لطف زندگی چاہتا ہوں۔ تیرے رخِ زیبا
کی لذت دیدار چاہتا ہوں۔ تیری ملاقات کی تڑپ چاہتا ہوں۔
جو آزار دینے والی مصیبت اور گمراہ کن بلا میں گرفتار ہوئے بغیر
نصیب ہو۔

اَللّٰهُمَّ زَيِّنَا بِزِينَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا
هٰذَا اَمَّهْدِيْنِ

اے صبحِ حاکم، مسند احمد بن حنبل، نسائی، بسندِ حید۔ نسائی کا آخری ٹکڑا یوں ہے: وَ
اجْعَلْنَا اَمَّهْدِيْنِ - (اور ہمیں راست رو بنا) -

اے اللہ! ہمیں ایمان کے زیور سے آراستہ فرما اور ہمیں
لاست رویشوا بنا۔

ابن مسعودؓ سے آپؐ کی یہ دعا مروی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ
عَمَّا رَآئِكَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَ
الْغِيَمَةَ مِنْ كُلِّ بَدٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ
مِنَ النَّارِ۔ (حاکم)

اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رحمت کے اسباب، تیری مغفرت
کے وسائل، ہر طرح کے گناہوں سے بچاؤ کی تدبیر، ہر نیکی کو نعمت
جاننے کا جذبہ، جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات کے
طلب گار ہیں۔

نیز یہ دعا:

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِيْ
بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ سَاقِدًا وَلَا
تُفْسِدْ رِزْقِيْ عَدُوًّا وَحَاسِدًا۔

اے اللہ! مجھے اٹھتے، بیٹھتے، سوتے (غرض ہر حالت میں)
اسلام پر قائم رکھ اور کسی حاسد دشمن کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔

اَللّٰهُمَّ رَاقِيْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ خَيْرِ اَمْنِكَ بِبَيْدِكَ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ خَيْرِ اَمْنِكَ بِبَيْدِكَ۔

اے اللہ! میں ان سب بھلائیوں کا تجھ سے سوال کرتا ہوں
جن کے خزانے تیرے دستِ قدرت میں ہیں، اور ان تمام برائیوں
سے پناہ چاہتا ہوں جن کے خزانے تیرے قبضہ میں ہیں۔

نواس بن سمان کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا: ”ہر ایک دل رحمن کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے، وہ چاہے تو اسے
سیدھا راستہ رو لکھے اور چاہے تو اسے ٹیڑھا (کج) کر دے۔“ چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ۱

۱۔ ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم۔ حاکم اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ ذہبی
نے بھی اس کی صحت کی تائید کی ہے۔ اس معنوں کی دُعا متعدد طرق سے اہل علم و صاحبہ
بھی مروی ہیں۔ دل کی استقامت اور ثبات کے لیے دُعا کی ضرورت کی تائید ابو موسیٰ
اشعری کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ”قلب کو اس کے ثقلب (دگر دیش) کی وجہ سے قلب کہا جاتا ہے۔ اس کی
مثال اس پر کی سی ہے جو درخت کے تنے پر لٹکا ہوا ہوتا ہے اور اسے ہوا میں
الٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں۔“ (ابن ماجہ، بیہقی، معجم کبیر)۔ چنانچہ ائمہ المومنین ائمہ مسلمہ رضی
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا فرمایا کرتے تھے: یا
مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینک میں نے عرض کیا: اے اللہ کے
رسول! کیا دل الٹ پلٹ ہونے رہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اللہ نے کوئی ایسا بشر
نہیں پیدا کیا جس کا دل اس کی انگلیوں میں نہ ہو۔ وہ چاہے تو سیدھا رکھے، چاہے
ٹیڑھا کر دے۔ پس ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں: ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدینا۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ -

اے دلوں کو گردش دینے والے! ہمارے دل اپنے دین پر قائم و برقرار رکھ۔

اسی طرح میزان بھی رحمان کے ہاتھ میں ہے، وہ قیامت تک قیام کو بلند و پست کرتا رہے گا۔ یہ حدیث صحیح ہے، امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

صحیح حاکم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جس مجلس میں ہوتے خواہ ان کے پاس کوئی ہوتا یا نہ ہوتا، یہ ضرور فرماتے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَ
مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ

وہب لنا من لَدُنْكَ رَحْمَةً أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (آل عمران: ۸) ابن جریر، ابن مردویہ، ترمذی، ابیہی سوال آپ سے حضرت عائشہؓ نے کیا اور آپ نے انہیں یہی جواب دیا (بخاری، مسلم، نسائی)۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ کی اس دعا کی کثرت کو دیکھ کر صحابہؓ نے اور آپ کے اہل خانہ نے عرض کیا: ”کیا آپ کو ہم سے کوئی خطرہ ہے، حالانکہ ہم آپ پر اور آپ کے لائے ہوئے دین پر کامل یقین حاصل کر چکے ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ انہیں بدل سکتا ہے۔“ (ترمذی، ابن حبان، مستدرک حاکم مع تصحیح ذہبی)۔ عبداللہ بن عمرو سے یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ ماثور ہے: اللَّهُمَّ مَصْرِفَ الْقُلُوبِ أَصْرُ قُلُوبِنَا إِلَى طَاعَتِكَ۔ (مسلم)۔

اَعْلَمُ بِهِ مَنِّي۔ ۱۰

الہی! میرے تمام اگلے اور پچھلے گناہ پوشیدہ اور علانیہ گناہ، میری زیادتیاں اور میری وہ تمام خطائیں جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے مجھے معاف کر دے۔

اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِيْ مِنْ طَاعَتِكَ مَا تَحْوِلُ بِهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَاَرْزُقْنِيْ مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يُبَلِّغُنِيْ بِهٖ رَحْمَتَكَ، وَاَرْزُقْنِيْ مِنَ الْيَقِيْنِ مَا تَهْوِيْ بِهٖ عَلٰى مَصَائِبِ الدُّنْيَا وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ سَمْعِيْ وَ بَصَرِيْ وَ اجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ۔

اے اللہ! مجھے وہ اطاعت نصیب فرما جو میرے اور معصیت کے درمیان تجھے حائل کر دے۔ مجھے وہ خشیت و زاری عنایت کر جس سے مجھے تو اپنے دامن رحمت میں لے جائے۔ وہ دولت یقین عطا کر جس سے دنیا کی مشکلات و مصائب میرے لیے سبج ہو جائیں۔ الہی! میری سماعت میں برکت دے، میری بصر میں برکت دے اور دونوں کے فیض کو میرے بعد بھی جاری رکھ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَہٗیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ وَ اَنْصُرْنِیْ

۱۰ یہ جزو ”وما انت اعلم بہ“ تک حضرت علیؑ سے مسلم، مسند شافعی، ابو داؤد، نسائی، سنن کبریٰ اور ترمذی میں مروی ہے۔

عَلَى مَنْ عَادَانِي، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرُ هِمِّي وَ
لَا مَبْلَغَ عِلْمِي۔

اے اللہ! جس نے مجھ پر ظلم کیا اُس سے میرا انتقام لے،
جس نے مجھ سے دشمنی کی اس پر مجھے غالب فرما۔ دُنیا کو میرا
مقصودِ اعظم نہ بنا اور نہ اُسے میرے علم و دانش کی انتہا ٹھہرا۔
اللَّهُمَّ لَا تَسْلُطْ عَلَيَّ مَنْ لَا يُرَحِمُنِي۔

اے اللہ! اس شخص کو مجھ پر مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

ابن عمرؓ سے جب ان دعاؤں کی حقیقت دریافت کی گئی تو فرمانے
لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کلمات کے ساتھ اپنی ہر طرح کی
مجلسیں برخواست کیا کرتے تھے۔

